وَاِنَّ مِنَ الْبَیَانِ لَسِحْرًا
(الحدیث)

خُطباتِ قاسمی

جلد چہارم

حضرت مولانا مُحمّد ضِیاء القاسمیؒ

مَکتَبَہ قَاسِمیَّہ
اے بلاک ○ غلام محمد آباد ○ فیصل آباد

بسم اللہ الرّحمٰن الرّحیم

انتساب

خطبات قاسمی جلد چہارم کا انتساب میں اپنے والد مرحوم حضرت مولانا عبدالرحیم صاحب نوراللہ مرقدہ کے نام کرتا ہوں، جن کی خواہش تھی کہ میں علم دین حاصل کر کے پوری دنیا میں اس کی روشنی پھیلاؤں!

یاالٰہی ......خطباتِ قاسمی کا ثواب میرے والد مرحوم کو عطافرما کر ان کی قبر کو اپنے نور سے بھر دے اور ان کی قبر کو جنت کا ٹکڑا بنا دے!

آمین

رَبَّنا

لا تُؤَاخِذْنَا

اِنْ نَّسِيْنَا

اَوْ اَخْطَاْنَا

بسم اللہ الرّحمٰن الرّحیم

چند گزارشات

الحمد للہ ...... خطبات قاسمی کی چوتھی جلد آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ تیسری اور چوتھی جلد کی اشاعت پر میں اپنے رحیم وکریم مولی کا شکر گزار ہوں کہ اس نے محض اپنی صفت بندہ پروری سے مجھے سرفراز فرماتے ہوئے ایک ذرّے کو آفتاب بنادیا۔

☆ دوستوں کا علماء کا مقررین کا خطباء کا اصرار اور تقاضہ تھا کہ خطبات قاسمی جلد اول اور دوم میں پورے اور ضروری عنوانات کا احاطہ نہیں ہوسکا۔ اس لئے نہایت ضروری ہے کہ ایسے تمام عنوانات اور مضامین پر خطبات اور تقریریں بھی ہونی چاہئیں جن کی ہر خطیب اور مقرر کو مختلف اوقات میں ضرورت ہوتی ہے۔ اسی تقاضا کے پیشِ نظر میں نے خطبات قاسمی کی تیسری اور چوتھی جلد ترتیب دی ہے، تا کہ علماء اور خطباء کو ایک عظیم علمی اور دینی ذخیرہ دے دی جائے تا کہ وہ اپنے حسنِ ذوق کے مطابق اس بحر زخار سے موتی چن کر اپنے سامعین کو عطا کرسکیں۔

☆ الحمد للہ ...... خطبات قاسمی کی تیسری اور چوتھی جلد باون تقریروں کا مجموعہ ہیں۔ قرآن و حدیث کا اس قدر ذخیرہ جمع کر دیا گیا ہے کہ انشاء اللہ کسی پہلو پر بھی خطباء اور علماء کو تشنگی محسوس نہیں ہوگی۔

خطبات قاسمی کی چار جلدیں ایک سو چار تقریروں پر مشتمل علمی، دینی، اصلاحی اور تبلیغی ذخیرہ ہیں۔ ہر وہ خطیب جو قلب سلیم رکھتا ہے اور اس کا قلب وجگر گروہ اور فرقہ بندی سے بالا ہو کر اس کا مطالعہ کرے گا تو انشاء اللہ خطبات قاسمی کو اہلِ سنت کی ہزاروں کتابوں کا نچوڑ اور عطر محسوس کرے گا اور خطبات قاسمی کے مطالعہ سے اسے وہ جواہرات ایک جگہ حاصل ہو جائیں گے جو اسے مختلف وادیوں میں دشوار ترین سفر کے بعد میسر ہو سکتے تھے!

☆ خطباء اور علماء سے گزارش ہے کہ خطبات قاسمی کو اس لئے نظر انداز نہ فرمائیں کہ یہ ایک ایسے شخص اور خطیب کی پیش کش ہے جسے آپ اپنے ذہن میں قائم کردہ مختلف مفروضوں کی بنیاد پر پسند نہیں کرتے۔

کون کیسا؟ اس کا فیصلہ تو روزِ حشر ہوگا اور مجھے اپنے غفور الرحیم مولیٰ سے یقین ہے کہ وہ میرے ساتھ رحم کا اور مغفرت کا معاملہ فرمائیں گے۔

اس وقت تو اس قدر دیکھنا ہے کہ کیا خطبات قاسمی ایک صحت مند کتاب ہے یا کہ نہیں۔

کیا خطبات قاسمی نے علماء اور خطباء کے لئے توحید وسنت ختم نبوت عظمت اصحابِ رسول، اہل بیت اور فضائل ازواجِ مطہرات اور دین کے تمام اہم پہلوؤں پر کھل کر قابلِ اعتماد مواد مہیا کیا ہے یا کہ نہیں؟ اس پہلو سے اگر دیکھا جائے تو یقیناً ایک منصف مزاج عالم اور خطیب کو یہ فیصلہ کرنے میں کوئی دشواری نہیں ہوگی کہ خطبات قاسمی وقت کی اہم ضرورت ہے جس میں علماء اور خطباء کے لئے خطابت اور بیان کے نئے اسلوب پیدا کئے ہیں اور اگر خطبات کا گہری نظر سے مطالعہ کرکے ان کو بیان کیا جائے تو علمی دنیا خطیب اور مقرر کی ثقاہت اور سنجیدگی سے متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکے گی۔

شکریہ! میں ان اکابر علماء محدثین...... مفسرین کا بے حد ممنون ہوں جنہوں نے خطبات قاسمی کے لئے حوصلہ افزا تقریظات نے مجھے ایک ولولہ تازہ دیا اور مجھے آگے بڑھنے کا حوصلہ ہوا۔ میری دلی دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ خطبات قاسمی کی چاروں جلدوں کو اپنی بارگاہ اقدس میں قبول فرما کر اسے ملک ملک، قریہ قریہ شرف قبولیت عطا فرما کر اس کے فیض کو عام فرما دے اور میرے لئے اس کو صدقہ جاریہ بنا کر ذخیرہ آخرت بنا دے!

ضروری معذرت

جو احباب کسی کتاب کی کتابت اور طباعت سے کے مراحل سے گزرتے ہیں اور انہیں اس کا تھوڑا سا بھی تجربہ ہے، وہ بخوبی واقف ہیں کہ کتابت کے لئے اس قدر نا قابلِ بیان اور اذیت ناک مراحل سے گزرنا پڑتا ہے کہ اگر ان کو بیان کیا جائے تو...... صنم بھی کہے ہری ہری، مجھے بھی کتابت اور طباعت کے مراحل سے گزرتے وقت ہراس ذہنی پریشانی سے گزرنا پڑا جو اس میدان سے گزرنے والوں کو ہر حالت میں پیش آتی ہیں۔ تاہم اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ اب دو سال کی اذیت ناک پریشانیوں کے بعد میں خطباتِ قاسمی کی تیسری اور چوتھی جلد آپ کی خدمت میں پیش کرنے کے قابل ہوا!

☆ خطبات قاسمی کے عظیم کاتب جناب محمد یوسف اعجاز نے اگر چہ اپنی سست رفتاری کی وجہ سے مجھے تھکا دیا، مگر میں یہ کہے بغیر نہیں رہ سکتا کہ انہوں نے خطبات قاسمی کے انداز خطابت کا بھی حق ادا کر دیا اور اسے تحریر میں بھی وہ انداز اور سلیقہ بخشا جو خطیب کے لئے بے حد مفید اور دلنشین ثابت ہوا۔ اس طرح خطبات قاسمی کو چار چاند لگ گئے اور وہ خطابت کا ایک حسین اور خوبصورت گلدستہ بن گیا۔

☆ کتابت کی غلطیاں بہت زیادہ ہیں۔ مجھے اس کا شدت سے احساس ہے۔ اب جبکہ چار جلدیں چھپ کر منظر عام پر آ گئی ہیں، تو میں انشاء اللہ نہایت آسانی سے ماہرین کی ایک ٹیم مقرر کر کے اولین فرصت میں تمام مسودات ان کے حوالے کر دوں گا تا کہ وہ ایک ایک غلطی کو چن چن کر اُس کی زیر زبر کی اصلاح کر سکیں!

میں خطاؤں کا پتلا ہوں! مجھ پر عتاب نہ کیا جائے۔ مجھ پر غصہ نہ کیا جائے۔ میں علم و عمل سے تہی دامن خطاؤں کا پتلا ہوں۔ غلطیاں اور فروگزاشتیں معاف فرما دیں۔ ان کی اصلاح فرمائیں۔ میں بلا تکلف ان کی تلافی کر دوں گا۔ میں ضدی نہیں ہوں اور نہ ہی کسی بات کا اپنی انا کا مسئلہ بناؤں گا۔ آپ جس بات کو غلط پا رہے ہوں تو مجھے فوراً اطلاع فرمائیں۔ میں انشاء اللہ فوراً اس کی تصحیح کرا دوں گا۔

دعا کی درخواست! خطبات قاسمی میری حقیر سی کوشش ہے۔آپ سے درخواست ہے کہ آپ ہر جمعہ پر میرے لئے دعائے صحت اور اخلاص نیت اور خاتمہ بالخیر کی دعا فرماتے رہا کریں۔ میرے لئے آپ کی دعائیں سکون وراحت کا باعث ہوں گی!...... یاالٰہی......میری اس حقیر کوشش کو قبول فرما اور خطباتِ قاسمی کو اپنی بارگاہ اقدس میں قبول فرما کر اسے میرے لئے ذخیرۂ آخرت بنا دے!

ایں دعا از من واز جملہ جہاں آمین باد

میرے لئے اعزاز

یہ امر میرے لئے انتہائی مسرت کا باعث ہے کہ دیوبند میں خطبات قاسمی کی دونوں جلدیں شائع کر دی گئی ہیں۔ دیوبند سے خطباتِ قاسمی کا شائع ہونا میرے لئے بہت بڑا اعزاز ہے۔ دوستوں کو علم ہے کہ میں نے مسلک دیوبند اور اکابرین دیوبند کی بہت خدمت کی ہے خطبات قاسمی کا دیوبند سے شائع ہونا خطبات قاسمی کے مستند اور معتمد ہونے پر برہان قاطع ہونے کا زندہ ثبوت ہے!

میری مادر علمی کے فرزندوں کا خطباتِ قاسمی شائع کرنا جہاں میرے لیے بہت بڑا اعزاز ہے ،وہیں پر خطبات قاسمی کے لیے علمی حلقوں میں مقبولیّت اور محبوبیّت کی بھی دلیل ہے ۔اللہ تعالیٰ میری اس حقیر دینی کوشش کو قبول فرمائے اور پوری دنیا کے لیے اس کا فیض عام فرما دے!

ضیاء القاسمی

خطیب

فیصل آباد، پاکستان

۳ فروری ۱۹۹۰ء

بسم اللہ الرّحمٰن الرّحیم

توحید خداوندی پر انفسی دلائل

انسان کی تخلیق توحید خداوندی کی روشن دلیل ہے

نَحْمَدُہ وَ نُصَلِّی عَلیٰ رَسُوْلِهِ الْکَرِیْم اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُبِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْم. بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم

سَنُرِیْهِمْ اٰیٰتِنَا فِی الْاٰفَاقِ وَفِیْٓ اَنْفُسِهِمْ حَتّٰی یَتَبَیَّنَ لَهُمْ اَنَّهُ الْحَقُّ. (سورہ حم سجدہ:۵۳)

ترجمہ: عنقریب ہم ان کو اپنی نشانیاں آفاق میں بھی دکھائیں گے اور ان کے اپنے نفس میں بھی یہاں تک کہ ان پر یہ بات کھل جائے گی کہ قرآن واقعی برحق ہے!

حضرات گرامی! آج کا مضمون اس اعتبار سے انوکھا اور نرالا ہے کہ اس میں توحیدِ خداوندی پر دلائل واقعاتی نقطہ نظر سے نہیں پیش کئے جائیں گے بلکہ اپنے آپ کا مطالعاتی جائزہ لیا جائے گا اور یہ دیکھنے کی کوشش کی جائے گی کہ انسان جو اس قدر حسین اور خوبصورت مخلوق ہے۔ یہ کس کاری گر کی حسن کارکردگی اور کس تخلیق نگار کی نقشہ گری کا عظیم شاہکار ہے۔ بڑی سادگی سے نہایت بے تکلفی سے جب خود انسان کے وجود اور اس کے اندرو باہر کی دنیا کا جائزہ لیا جائے گا تو بے ساختہ زبان سے نکلے گا کہ انسان سے بڑھ کر اللہ تعالیٰ کی وحدانیت اور کاریگری کی کوئی مثال ہے ہی نہیں۔ اسی کے پیش نظر مذکورہ بالا آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے اپنی نشانیوں اور دلائل کی طرف جب انسان کو متوجہ فرمایا ہے تو اس بات کا مطالعہ کرنے کی بھی دعوت دی گئی ہے کہ **وَ فِی اَنْفُسِهِمْ** اور ان کے اپنے نفس میں بھی یعنی جسم و جان میں بھی خدا کی کاری گری کی نشانیاں موجود ہیں۔ یہ کس طرح ہوسکتا ہے کروڑوں، اربوں، کھربوں انسان دنیا کے مختلف خطوں اور مختلف گوشوں میں پھیلے ہوئے ہیں اور ان کے انداز مختلف رنگ مختلف زبانیں مختلف اور طرز زندگی مختلف مگر کاری گر ایک ہی ہے۔ یہ کس طرح ہوسکتا ہے کہ اس طرح ایک عظیم حسین وجمیل مخلوق دھرتی پر پھیلی ہو، مگر

اس کو پیدا کرنے والا اور اس کو بنانے والا کوئی نہ ہو۔اس بات کی تلاش کے لئے جب بھی انسانوں کی مطالعاتی ٹیمیں نکلیں گی تو ضرور بالضرور وجود باری تعالیٰ پر ایمان و یقین بڑھتا چلا جائے گا۔ حضرت امام ابوحنیفہؒ کی اسی بیان کردہ حقیقت سے ہزاروں دل منوّر اور لاکھوں آنکھیں روشن ہوگئی تھیں۔

حضرت امام ابوحنیفہؒ کی خدمت میں کچھ منکرین خدا نے بحث کرنا چاہی تھی کہ خدا کے وجود کی آپ کے پاس کیا دلیل ہے تو آپ نے نہایت حکیمانہ انداز میں منکرین تو حیدر بانی کے دانت کھٹے کر دیے تھے۔

آپ نے فرمایا کہ چھوڑو میں تو ایک فکر میں مستغرق ہوں۔لوگوں نے مجھ سے ذکر کیا ہے کہ سمندر میں ایک کشتی کھڑی ہے جس میں قسما قسم کے سامان تجارت ہیں کوئی اس کا محافظ اور چلانے والا نہیں ہے اور وہ خود بخود آتی جاتی ہے خود تند و تیز موجوں کا مقابلہ کرتے ہوئے جہاں جاتی ہے صاف بچ کر نکل جاتی ہے اور ساحل پر پہنچ جاتی ہے اس کا چلانے والا کوئی نہیں ہے۔

زندیق کہنے لگے یہ ایسی بات ہے جو کوئی عقل مند انسان نہیں کہہ سکتا۔

امام ابوحنیفہؒ نے فرمایا ظالمو!

پھر یہ نظام شمسی یہ عالمِ بالا یہ عالم سفلی اور اس میں جس قدر مضبوط حکم و مصالح سے پُر اشیاء موجود ہیں ان کا خالق و مدبر کوئی نہیں ہے؟

کیا یہ بات کسی کی عقل و تصور میں آسکتی ہے؟ اس پر منکرین توحید کے طوطے اڑ گئے۔

ایک گنوار کہتا ہے!

اسی طرح ایک بدو گنوار سے کسی نے خدا کی ہستی کی دلیل دریافت کی تو اس نے اپنے سادہ جواب میں خوب خوب جواب دیا!

البعرۃ تدل علی البعیر و اٰثار الاقدام تدلّ علی المسیر فا لسّماء ذات البراج و الارض ذات فجاج والبحار ذات امواج کیف لا تدلّ علیٰ وجود اللطیف الخبیر.

مینگنی اونٹ کے وجود پر دلالت کرتی ہے یعنی مینگنی کا نظر آجانا اس بات کی دلیل ہے کہ ضرور اونٹ یہاں سے گزرا ہے اور قدموں کے نشان کسی گزرنے والے کا پتہ دیتے ہیں پھر یہ کیا بات ہوئی کہ بڑے بڑے برجوں والا آسمان اور بڑی بڑی گھاٹیوں والی زمین اور موجوں والے سمندر کسی لطیف وخبیر ذات کے وجود پر دلالت نہ کریں۔

خطیب کہتا ہے

سبحان اللہ

ایک بدو نے ایک فطری اور سادہ اسلوب بیان اختیار کرتے ہوئے کس قدر سادہ اور نا قابلِ تردید دلیل سے خدا کے وجود پر استدلال کیا جس کا جواب منکرین قیامت تک نہیں دے سکتے؟

کوئی ہے اس بدو کے زور استدلال کو توڑنے والا؟ اسی طرح انسان کا ایک حسین وجمیل وجود تخلیق ربانی کا عظیم شاہکار ہے۔ اس کو دیکھ کر اس کا مطالعہ کر کے بھی اگر کوئی خدا کی وحدانیت کا اعتراف نہیں کرتا اور اس کے حضور سر نیاز خم نہیں کرتا تو اس سے بڑا بھلا کوئی اور فریب خوردہ ہوسکتا ہے۔ اے انسان اپنے وجود کا مطالعہ کر اور پھر خداوند قدوس کی کاری گری کے کمالات دیکھ کر بتا کہ خداوند قدوس وہ ہستی نہیں ہے کہ جسے تمام کائنات کا بلاشرکتِ غیرے خالق و مالک مان کر اسی کے سامنے جھکا جائے اور اسے ہی اپنا معبود بنایا جائے۔

وجود انسان کی تخلیق پر بحث

اللہ تعالیٰ نے اپنی کاریگری کا مسئلہ سمجھانے کے لئے انسان کے وجود کو موضوع بحث بنایا ہے تاکہ انسان اَنفُسِی دلائل کا مطالعہ کر کے اس کی توحید اور تخلیق کا قائل ہو سکے اور اس کا ذہن اس بات کا پختہ یقین کر لے کہ جس خدا نے اپنی قدرت کاملہ سے انسان کے وجود کے نظام کو نہایت احسن انداز سے ترتیب دے کر چلایا ہے واقعی اس کا کوئی شریک اور ثانی نہیں ہوسکتا۔

چنانچہ انسان کے وجود کی حقیقت سمجھانے کے لئے اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں کہ

☆ هَلْ اَتٰى عَلَى الْاِنْسَانِ حِيْنٌ مِّنَ الدَّهْرِ لَمْ يَكُنْ شَيْئًا مَّذْكُوْرًا o

☆ اِنَّا خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ نُّطْفَةٍ اَمْشَاجٍ نَّبْتَلِيْهِ فَجَعَلْنٰهُ سَمِيْعًام بَصِيْرًا.

(سورہ دھر، ١، ٢)

کیا انسان پر زمانے میں ایسا لمحہ بھی آیا ہے کہ وہ کوئی قابلِ ذکر چیز نہیں تھا ہم نے اسے ایک بوند سے پیدا کیا، تا کہ اسے آزمائیں، چنانچہ ہم نے اس بوند کو سننے والا دیکھنے والا بنادیا۔

☆ اس آیت نے بتایا کہ انسان پر ایسے لمحات بھی گزرے ہیں کہ وہ کچھ بھی نہیں تھا۔

☆ ہم نے انسان کو ایک بوند سے پیدا کیا۔

☆انسان کی ابتدائی حقیقت ایک بوند پانی کے قطرے کے سوا کچھ نہیں ہے۔

☆ ہم نے اس کو مختلف ادوار سے گزار کر دیکھنے سننے والا بنایا...... یہ تمام کاروائی خداوند قدوس کی ہے۔ کیا انسان کو عدم سے وجود میں لانے والا اس قابل ہے کہ اس کو فراموش کر دیا جائے اور اس کی اس کاری گری کی داد نہ دی جائے!

وَّقَدْ خَلَقْتُکَ مِنْ قَبْلُ وَلَمْ تَکُ شَیْئًا (مریم)

میں نے تجھے پیدا کیا اور تو کچھ بھی نہیں تھا!

☆ ایک اور مقام پر انسان کو اس کی حقیقت بتائی ہے تا کہ اسے اپنی حقیقت معلوم ہو سکے اور وہ آپے سے باہر نہ ہو سکے۔ ارشاد فرمایا!

نَحْنُ خَلَقْنٰکُمْ فَلَوْلَا تُصَدِّقُوْنَ ○ اَفَرَءَیْتُمْ مَّا تُمْنُوْنَ. (سورہ واقعہ)

ہم نے تمہیں پیدا کیا ہے کیا تم اس کی تصدیق نہیں کرتے! کیا تم نے دیکھا ہے وہ قطرہ جو تم عورت کے رحم میں ٹپکاتے ہو!

کیا ان قطروں کو تم پیدا کرتے ہو یا انہیں پیدا کرنے والے ہم ہیں۔

''انسان'' کو مولیٰ کریم اپنی ابتداء یاد دلا رہے ہیں تا کہ اسے اپنی حقیقت معلوم ہو جائے۔ جتنا غور کرتا جائے گا، شرماتا جائے گا۔

کیونکہ یہی بوند ہے

جس نے انسان بننا ہے

یہی بوند ہے جس نے زندگی کے مختلف روپ دھارنے ہیں۔ اسی بوند سے

علماء بنیں گے

وکلاء بنیں گے

صلحاء بنیں گے

امیر بنیں گے

وزیر بنیں گے

مل والے بنیں گے

دل والے بنیں گے

یہی ......مراحل سے گزرتے ہوئے کیا سے کیا ہو جائے گی۔

پیدائش انسان کے مختلف مراحل

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں کہ

وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ سُلٰلَةٍ مِّنْ طِيْنٍ o ثُمَّ جَعَلْنٰهُ نُطْفَةً فِيْ قَرَارٍ مَّكِيْنٍ o ثُمَّ خَلَقْنَا النُّطْفَةَ عَلَقَةً فَخَلَقْنَا الْعَلَقَةَ مُضْغَةً فَخَلَقْنَا الْمُضْغَةَ عِظٰمًا فَكَسَوْنَا الْعِظٰمَ لَحْمًا. ثُمَّ اَنْشَاْنٰهُ خَلْقًا اٰخَرَ ط فَتَبٰرَكَ اللّٰهُ اَحْسَنُ الْخٰلِقِيْنَ .

(سورہ مومنون)

ہم نے انسان کو مٹی کے خلاصہ سے بنایا۔ پھر ہم نے اس کو نطفہ کی شکل میں ایک مدت معیّنہ تک ایک محفوظ مقام میں رکھا! پھر ہم نے نطفہ سے خون کا لوتھڑا پیدا کیا۔ پھر ہم نے خون کے لوتھڑے سے گوشت کی بوٹی کو پیدا کیا۔ پھر اس بوٹی کے اجزاء سے ہڈیاں پیدا کیں۔ پھر ہم نے ان ہڈیوں پر گوشت چڑھایا۔ پھر ہم نے اس میں روح ڈال کر ایک دوسری طرح کی مخلوق بنا دیا۔ سو کیسی بڑی شان ہے اللہ کی جو تمام کاری گروں سے بڑا کاریگر ہے!

خطیب کہتا ہے

☆ اس آیت کریمہ میں خدا کی کاریگری کا عدیم المثال نمونہ ہے! ملاحظہ فرمایئے!

☆ ہم نے انسان کو مٹی کے خلاصہ سے بنایا۔

☆ پہلے پہل مٹی کے کئی اجزا لے کر شامل کیئے۔

☆ نطفہ پانی کی بوند کو ایک خاص مدت تک ایک خاص مقام میں محفوظ رکھا گیا۔

☆ پھر اس پانی کی بوند کو جو خاص مدت تک محفوظ رکھی گئی تھی اسے نکالا۔

☆ پھر اس نطفہ کو خون کے لوتھڑے کی شکل دی گئی۔

☆ سبحان اللہ...... پھر خون کے لوتھڑے کو گوشت کی بوٹی بنایا۔ پہلی صورت سے دوسری صورت میں تبدیل کر دیا!

☆ اس کو تبدیل کرتے وقت کاری گرنے کون سی معدنیات استعمال کیں اور کون سے رنگ کہاں سے لایا، اس کی کسی کو خبر نہیں وہ سب کچھ جاننے والا ہے اور وہی سب کچھ کر رہا ہے۔

☆ پھر اس گوشت کی بوٹی کے اجزاء سے سخت ہڈیاں بنائیں۔ سبحان اللہ۔ گوشت پوست ایک نرم اور ڈھیلا ڈھالا اس میں ایک سخت ہڈی بنا دی! کون سی دھات ڈالی اور کس طرح گوشت کو ہڈی بنا دیا۔ یہ سب اس کی حکمت اور اس کی کاری گری ہے جو ہماری سمجھ سے بالاتر ہے۔

نرم کو ایسا سخت کر دینا کہ وہ ہڈی بن جائے اور ہڈی بھی ایسی کہ تمام وجود کے نظام میں خاص اہمیت کی حامل بن جائے!

☆ سبحان اللہ...... ہڈی بنا کر ویسے ہی نہیں چھوڑ دیا، بلکہ ہڈی پر گوشت چڑھایا اور ہڈی اور گوشت کو ملا کر جسم کا ایک خوبصورت حصہ بنا دیا!

سبحان اللہ، ماشاءاللہ

☆ پھر اس تمام ڈھانچے میں روح ڈال دی جس سے ایک انسان کا جیتا جاگتا بچہ بن گیا۔

☆ ان تمام مراحل سے گزر کر انسان کا بچہ تشکیل پایا۔ یہ اس کی مرحلہ وار تخلیق کے درجے ہیں۔ کیا اس قدر خوبصورت اور پیچیدہ مخلوق بنانے کا حق ہے کہ نہیں اس کو **فَتَبَارَکَ اللّٰہُ اَحۡسَنُ الۡخَالِقِیۡنَ**۔ مبارک ہے اللہ کی ذات جو کاریگروں کا حسین ترین کاری گری ہے!

سمجھانے کی ایک اور طرز

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں کہ

اَیَحْسَبُ الْاِنْسَانُ اَنْ یُّتْرَکَ سُدًی o اَلَمْ یَکُ نُطْفَۃً مِّنْ مَّنِیٍّ یُّمْنٰی o ثُمَّ کَانَ عَلَقَۃً فَخَلَقَ فَسَوّٰی o فَجَعَلَ مِنْہُ الزَّوْجَیْنِ الذَّکَرَ وَالْاُنْثٰی o اَلَیْسَ ذٰلِکَ بِقٰدِرٍ عَلٰی اَنْ یُّحْیِ ےَ الْمَوْتٰی. (سورہ قیامۃ ،پ ۲۹)

کیا خیال رکھتا ہے آدمی کہ چھوٹا رہے گا، بے قید، بھلا نہ تھا وہ ایک بوند منی کی جو ٹپکی پھر تھا لہو جما ہوا۔ پھر اس نے بنایا اور ٹھیک بنایا اور ٹھیک کرا ٹھایا۔ پھر بنایا اس میں جوڑا مرد اور عورت......کیا یہ خدا مردوں کو زندہ نہیں کرسکتا۔

خطیب کہتا ہے

☆ پیدائش کا دوسرا مرحلہ شروع ہوتا ہے

☆ پانی کی بوند جب تمام مراحل سے گزر کر ثُمَّ اَنْشَاْنَاہُ خَلْقًا آخَر میں داخل ہوگئی، تو اب یہ کاری گر نے فیصلہ کرنا تھا کہ اس مخلوق کو تمام کے تمام مرد بنا دیا جائے یا عورت۔

☆ اگر تمام کے تمام مرد بنا دیے جاتے ،تو عورتیں کہاں سے لائی جاتیں اور اگر تمام کی تمام عورتیں بنائی جاتیں تو مرد کہاں سے لائے جاتے۔نسلِ انسان کی افزائش کے لئے عورت اور مرد کا ہونا ضروری تھا، کیونکہ عورت اور مرد کے بغیر توالد کا سلسلہ چل ہی نہیں سکتا اس لئے اللہ تعالیٰ نے

☆ پانی کی بوند کو تمام مراحل سے گزار کر اب اس مقام پر پہنچایا کہ اس میں سے مرد اور عورت کو پیدا کیا جائے! تاکہ نسل انسانی کا سلسلہ قیامت تک جاری رہے اور انسان بستیوں میں آباد ہوں تو انہیں سکون اور راحت کے لئے بیویاں عطا فرمادیں تاکہ اس کاریگر کی کاریگری کے کمالات اور صنعت کا نقشہ سامنے آسکے۔

☆ پھر مرد اور عورت کے مزاج مختلف

☆ پھر مرد اور عورت کے احوال مختلف

☆ پھر مرد اور عورت کی ضروریات مختلف

☆ پھر مرد اور عورت کی ذمہ داریاں مختلف

☆ پھر مرد اور عورت کے فرائض مختلف

☆ پھر مرد اور عورت کی جسمانی ساخت مختلف

☆ پھر مرد اور عورت کے احساسات مختلف

لیکن قربان جاؤں

اس خالق و مالک کے اوپر

کہ اس نے ان تمام باتوں کو رحم مادر میں ہی صحیح صحیح مقام پر جمایا اور نقشہ بنایا تا کہ ہر ایک کی پیدائش اسی صنف کے تقاضوں کے مطابق ہو۔

فَتَبَارَکَ اللّٰہ اَحۡسَنُ الۡخَالِقِیۡن

تخلیق خداوندی کا ایک اور انداز

حضرات گرامی! آپ اللہ تعالیٰ کی توحید کے انفسی دلائل ملاحظہ فرما رہے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے کس طرح انسان کی ابتداء کی اور پھر کس طرح مرحلہ وار اس کو عروج وارتقاء نصیب فرمایا۔ لوتھڑے سے مرد اور عورت بنا دیا...... اب دوسرے مقام کو ملاحظہ فرمائیں جس سے آپ کو اندازہ ہوگا کہ پھر رب العالمین نے کس طرح ان گوشت پوست کے لوتھڑوں میں اجزاء ترکیب دیا اور جسم کا ایک خوبصورت ڈھانچہ بنایا اور پھر اس ڈھانچہ کو خوبصورت ڈیزائنوں سے مزیّن فرمایا!

اَللّٰہُ الَّذِیۡ جَعَلَ لَکُمُ الۡاَرۡضَ قَرَارًا وَّ السَّمَآءَ بِنَآءً وَّصَوَّرَکُمۡ فَاَحۡسَنَ صُوَرَکُمۡ وَرَزَقَکُمۡ مِّنَ الطَّیِّبٰتِ ط ذٰلِکُمُ اللّٰہُ رَبُّکُمۡ فَتَبٰرَکَ اللّٰہُ رَبُّ الۡعٰلَمِیۡنَ. (سورہ مومن پ ۲۴)

وہ اللہ ہے جس نے بنایا تمہارے لئے زمین کو ٹھہرنے کی جگہ اور آسمان کو عمارت! اور صورت بنائی تمہاری تو اچھی صورت بنائی۔ اور روزی دی تم کو ستھری چیزوں سے وہ اللہ ہے رب تمہارا سو بڑی برکت ہے اللہ کی جو رب ہے سارے جہان کا!

خوبصورت چہرے اور خوبصورت شکلیں

حسن کے چرچے ہر جگہ ہیں اسی حسن اور خوبصورتی نے اپنی تاریخ میں داستانیں بنائی ہیں۔ اسی حسن کو ہر مقام پر پسند کیا جاتا ہے۔ مکان میں حسن، رہائش میں حسن، لباس میں حسن، اُٹھنے

بیٹھنے میں حسن، مناظر میں حسن، پہاڑوں میں حسن، ریگزاروں میں حسن، آبشاروں میں حسن، حسن صورت قدرت خداوندی کا ایک کرشمہ ہے، ایک شاہکار ہے۔ اللہ تعالی اس آیت کریمہ میں بوند کے ایک قطرے سے بنے ہوئے انسان کو توجہ دلاتے ہیں کہ تو ذرا اپنی حقیقت کو دیکھ کہ تو صرف ایک پانی کی بوند تھا، تجھے ان گنت مراحل سے گزار کر مرد و عورت بنایا اور پھر تمہیں اس قدر خوبصورت چہرے اور شکلیں بنا کر دیں کہ تمہیں دیکھنے والے ششدر و حیران رہ گئے اور کتنا ہی حسین وجمیل خوش رنگ وخوبصورت مکھڑا ہے۔ یہ صرف اور صرف میں نے انسان کو رعنائیاں اور زیبائی عنایت فرمائی ہے۔

خطیب کہتا ہے

انسان ذرا خدا کی مخلوق کے چہروں کا جائزہ تو لے کر دیکھئے؟

یہ دیکھئے......حیوانات کے چہرے ہیں

بھینس

بیل

گائے

بکری

اونٹ

درندوں کے چہرے

شیر

بھیڑیا

چیتا

جانوروں کے چہرے

پرندوں کے چہرے

مختلف مخلوقات کے چہرے

مگر انسانوں کے چہرے سبحان اللہ

وَالتِّيْنِ وَالزَّيْتُوْنِ o وَطُوْرِ سِيْنِيْنَ o وَ هٰذَا الْبَلَدِ الْاَمِيْنِ o لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِيْٓ اَحْسَنِ تَقْوِيْمٍ. (سورہ تین)

قسم ہے تین کی قسم ہے زیتون کی، قسم ہے طور سینین کی۔ قسم ہے امانت والے شہر مکہ مکرمہ کی کہ ہم نے انسان کو بہترین صورت والا بنایا ہے!

حسن صورت حسن تخلیق کی دلیل

جب انسان کی صورت میں تمام مخلوقات سے احسن وخوبصورت ترین ہے تو پھر اس کو بنانے والا خالق بھی فخر سے کہہ سکتا ہے کہ۔ فَتَبَارَکَ اللّٰہُ اَحْسَنُ الْخَالِقِیْنَ ان دلائل سے فطری طور پر اللہ تعالیٰ کی وحدانیت اور یکتائی سمجھ میں آتی ہے اور یہی توحید کے انفسی دلائل ہیں جن کی موجودگی میں منکرین کے لئے بھاگنے کا کوئی راستہ باقی نہیں رہتا۔

تمام خوبصورت نقشے لوڈ شیڈنگ میں بنائے

انسان جو اس وقت خدا کی قدرتوں کو اس کی وحدانیت کو چیلنج کرتا پھرتا ہے۔ ایک منٹ کے لئے بجلی کا نظام بند ہو جائے تو اس کا تمام کام دھرے کے دھرے رہ جاتے ہیں۔ آج کل تمام طبقے اسی تذکرے میں لگے رہتے ہیں کہ بجلی کی لوڈ شیڈنگ سے نہ دن کو کام ہو سکتا ہے اور نہ ہی رات کو۔ کیا کیا جائے تمام کام بند پڑے ہیں۔ تمام کاروبار ٹھپ پڑے ہیں، ہر طرف بجلی کی بندش اور رات کی تاریکیوں کا رونا دھونا ہے مگر میں قربان اللہ تعالیٰ کے مشینی نظام کے اس کے اوپر کہ نظام میں اندھیرا اور روشنی کوئی خلل نہیں پیدا کرتے جسے اللہ تعالیٰ اس انداز سے بیان فرماتے ہیں کہ دیکھئے میں نے مکمل اندھیروں میں مکمل لوڈ شیڈنگ میں انسان کی مشینری اور نظام حیات کی فٹنگ کی ہے۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں کہ

يَخْلُقُكُمْ فِيْ بُطُوْنِ اُمَّهٰتِكُمْ خَلْقًا مِّنْ م بَعْدِ خَلْقٍ فِيْ ظُلُمٰتٍ ثَلٰثٍ ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ لَهُ الْمُلْكُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ (سورہ زمر، پ۲۳)

پیدا کرتا ہے تمہیں ماؤں کے پیٹوں میں پیدائش کے بعد پیدائش درجہ بدرجہ تین اندھیروں میں وہی تمہارا اللہ کارساز اور الہٰ ہے۔

خطیب کہتا ہے

خدا کی مشینری ماں کے پیٹ میں فٹ ہے۔

☆ اپنا پورا پورا کام کرہی ہے

☆ دل کی جگہ دل رکھ دیا

☆ دماغ کی جگہ دماغ رکھ دیا

☆ عقل کی جگہ عقل کو فٹ کر دیا

☆ کتنی عقل

☆ کتنا بڑا دل

☆ کتنا بڑا دماغ

یہ سب کچھ ایک طے شدہ منصوبے کے مطابق ہو رہا ہے۔ کہاں ہو رہا ہے ماں کے پیٹ کے اندر!

کتنے بلب ہیں؟

کتنے قمقمے ہیں؟

کتنی بتیاں ہیں؟

کتنی ٹیوبیں ہیں؟

کس قدر روشنی کا انتظام ہے

کام بہت نازک ہے

روشنی ہونی چاہیے

بلب ہونے چاہئیں

ٹیوبیں ہونی چاہئیں

نہیں نہیں کچھ بھی نہیں ہے۔ان تمام کی مخلوق کوضرورت ہے خالق کوکوئی ضرورت نہیں بلکہ

خَلْقًا مِّنْ بَعْدِ خَلْقٍ فِیْ ظُلُمٰتٍ ثَلٰثٍ

یہ تمام چیزیں اندھیرے میں بنائی گئی ہیں۔ رحم مادر کا اندھیرا،بطن مادر کا اندھیرا، جھلی کا اندھیرا۔لوڈشیڈنگ ہی لوڈشیڈنگ! مجال ہے کہ کسی رگ میں فرق آ گیا ہو!

☆ کھانے کی نالیاں اپنے مقام پرفٹ

☆ پینے کی نالیاں اپنے مقام پرفٹ

☆ خون کی نالیاں اپنے مقام پرفٹ

☆ خون کی رگیں

☆ سانس کی رگیں

☆ آنکھوں کی رگیں

☆ کانوں کی رگیں

☆ زبان کی رگیں

ظاہری اور باطنی جسم کا پورے کا پورا نظام اپنی اپنی جگہ اور اپنے اپنے مقام پرفٹ ہے مجال ہے ذرّہ برابر کسی میں فرق آیا ہو!

ذٰلِکُمُ اللّٰهُ رَبُّکُمْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ

یہ اندھیروں میں انسان کے تمام نظام جسمانی کو بنانے والا اور ہر چیز نہایت سلیقے اور خوش اسلوبی سے اپنے اپنے مقام پرفٹ کرنے والا کون ہے۔یہی تو اللہ ہے۔

جس کے سامنے خطیب تجھے جھکانا چاہتا ہے

یہی تو اللہ ہے

یہی تو معبود ہے

یہی تو محبوب ہے

یہی تو مسجود ہے

جس کے حضور خطیب تجھے رلانا چاہتا ہے، بٹھانا چاہتا ہے، جھکانا چاہتا ہے اور جس کی ذات بابرکت کو تجھ سے منوانا چاہتا ہے!

اے منکر توحید؟

تو بتا تو سہی تجھے میرے خدا سے دشمنی کیا ہے؟

☆ تو اس کے سامنے کیوں نہیں جھکتا

☆ تو اس کے سامنے کیوں فریاد نہیں کرتا

☆ تو اس کو کیوں داتا نہیں مانتا

☆ تو اس کو کیوں مشکل کشا نہیں مانتا

☆ تو اس کو کیوں حاجت روا نہیں مانتا

☆ تو اس کے نام سے کیوں بدکتا ہے

☆ تو اس کی نذر و نیاز سے کیوں گیریز پا ہے

☆ کیا اس نے تیری شکل بگاڑی ہے

☆ کیا اس نے تیرا نقشہ بگاڑا ہے

☆ کیا اس نے تیرے نقوش خراب کر دیئے ہیں

☆ کیا اس نے تیرے چہرے کے حسن و جمال کو بدل دیا ہے

☆ کیا اس نے تیرے چہرے کے خدوخال تبدیل کر دیئے ہیں۔

اور ہرگز نہیں، اگر ایسا نہیں ہے اور یقیناً ایسا نہیں ہے تو تمہیں کسی نہ کسی دن اس کی قدرتوں، طاقتوں، بالادستیوں اور بلندیوں کے سامنے جھکنا ہی پڑے گا، اور ماننا پڑے گا کہ **ذٰلِکُمُ اللّٰہُ رَبُّکُمْ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ**

لوڈ شیڈنگ میں آنکھیں، لب، زبان بنائی

آنکھیں نازک ترین جسم کا حصہ، لب انتہائی حساس مقام، زبان انتہائی اہم مقام مگر انہیں بھی

ماں کے پیٹ میں فِیْ ظُلُمٰتٍ ثَلَاثٍ میں بنایا گیا جیسا کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں کہ

اَلَمْ نَجْعَلْ لَّهٗ عَيْنَيْنِ وَلِسَانًا وَّشَفَتَيْنِ وَهَدَيْنٰهُ النَّجْدَيْنِ. (سورہ بلد)

بھلا ہم نے نہیں دیں اس کو دو آنکھیں اور زبان اور دو ہونٹ اور دکھائیں اس کو دو گھاٹیاں۔

ان میں پہلے دو آنکھوں کا ذکر فرمایا کہ آنکھ کے نازک پردے نازک شریانیں رگیں ان میں قدرتی روشنی پھر آنکھ کی وضع وہیئت کہ یہ نازترین عضو ہے۔ اس کی حفاظت کا کیا سامان اس کی خلقت میں کیا گیا۔ اس کے اوپر ایسے پردے ڈال دیئے جو خودکار مشین کی طرح جب کوئی مضر چیز سامنے سے آتی دکھائی دے خود بخود بغیر کسی اختیار کے بند ہو جاتے ہیں۔ ان کے پردوں کے اوپر پلکوں کے بال کھڑے کر دیئے کہ گرد وغبار کو روک لیں۔ اس کے اوپر بھنوؤں کے بال رکھے کہ اوپر سے آنے والی چیز براہ راست آنکھ میں نہ پہنچے۔ اس کو چہرے کے اندر اس طرح فٹ کیا گیا کہ اوپر سخت ہڈی ہے یہ نیچے رخسارہ کی ہڈی ہے، آدمی کہیں چہرے کے بل گر جائے یا اس کے چہرے پر کوئی چیز آپڑے تو اوپر نیچے کی ہڈیاں آنکھ کو بچالیں گی۔

☆ دوسری چیز زبان ہے اس کی عجیب وغریب تخلیق اور دل کی باتوں کی ترجمانی جو اس پُراسرار اور خودکار مشین کے ذریعہ ہوتی ہے اس کے حیرت انگیز طریقہ کار کو دیکھو کہ دل میں ایک مضمون آیا دماغ نے اس پر غور کیا۔ اس کے لئے عنوان اور الفاظ تیار کیے، وہ الفاظ اس زبان کی مشین سے نکلنے لگے۔ یہ اتنا بڑا کام کسی سرعت سے ہو رہا ہے کہ سننے والے کو احساس بھی نہیں ہوسکتا کہ ان الفاظ کے زبان پر آنے میں اس کے پیچھے کتنی بڑی مشینری نے کام کیا۔ تب یہ کلمات زبان پر آئے! زبان کے ساتھ شفتین یعنی ہونٹوں کا ذکر اس لئے بھی فرمایا کہ زبان کے کام ہونٹ بڑے مددگار ہیں۔ آواز اور حروف کی ممتاز شکلیں وہی بتاتے ہیں اور شاید اس لئے بھی کہ قدرت نے زبان کو ایسی تیز مشین بنایا ہے کہ آدھے منٹ میں ایسا کلمہ بھی بولا جاسکتا ہے جو اس کو جہنم سے نکال کر جنت میں داخل کر دے جیسے کلمہ ایمان یا دنیا میں دشمن کی نظر میں بھی اس کو محبوب بنا دے جیسے پچھلے قصور کی معافی اور اسی زبان سے ایسا کلمہ بھی بولا جاسکتا ہے جو جہنم میں پہنچا دے جیسے کلمہ کفر یا دنیا میں اس سے بڑے سے بڑے مہربان دوست کو اس کا دشمن بنا دے جیسے گالی گلوچ

وغیرہ۔ جس طرح زبان کے منافع بے شمار ہیں اسی طرح ان کی ہلاکت آفرینی بھی اسی انداز کی ہے گیا کہ زبان ایک ایسی تلوار ہے جو دشمن کا گلہ بھی کاٹ سکتی ہے اور خود اپنے اوپر بھی چل سکتی ہے اس طرح اللہ تعالیٰ نے اس تلوار کو دو ہونٹوں کے غلاف میں مستور کر کے عطا فرمایا ہے اس طرح اس مقام پر ہونٹوں کا ذکر کرنا اس طرف اشارہ ہوسکتا ہے کہ جس مالک نے انسان کو زبان دی ہے اس نے اس کو روکنے اور بند کرنے کے لئے دو ہونٹ بھی دیئے۔ اس لئے اس کو سوچ سمجھ کر استعمال کیا جائے بے موقع اس کو ہونٹوں کی میان سے باہر نہ نکالے۔

خطیب کہتا ہے

خدا کی توحید کے دلائل اور براہین

ان تمام چیزوں کو اللہ تعالیٰ نے رحم مادر میں روشنی کے بغیر پیدا فرمایا ہے، اب آپ ہی فرمایئے؟

کہ اس ذاتِ باری تعالیٰ کے وجود گرامی کے ان دلائل قطعیہ کی موجودگی میں کہا جاسکتا ہے؟ کہ معاذ اللہ......اس نظام کو چلانے والی کوئی ذات نہیں؟

معاذ اللہ، استغفر اللہ

ان انفسی دلائل سے معلوم ہوا کہ خود وجود انسانی کا اگر مطالعہ کیا جائے تو انسان کی پیدائش ہی اللہ تعالیٰ کی کاری گری کا زندہ ثبوت ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ انسان کو پیدا کرنے والا صرف اور صرف خدا ہے، اسی کو خالق سمجھا جائے اور اسی کو مالک سمجھا جائے؟

خطباء سے گزارش

میں جب کسی مضمون کو شروع کرتا ہوں تو اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے اسلاف کے جمع کئے ہوئے علمی ذخائر سے ہزاروں دلائل سامنے آتے ہیں، مگر ان خطبات میں اس قدر گنجائش نہیں ہے کہ اس کو زیادہ پھیلایا جائے اور ہر عنوان کے تمام دلائل کو لکھ دیا جائے۔ تمام خطبات کے لئے دلائل کی بنیاد اور اساس قائم کر دی جاتی ہے پھر یہ خطیب اور مقرر خود انہی بنایدوں پر زیادہ سے زیادہ اسی عنوان کے دلائل جمع کر کے بیان کر سکتا ہے۔ تخلیق انسان کے بے شمار دلائل بھی موجود

ہیں مگر میں انہیں آپ پر چھوڑتا ہوں کہ آپ اپنے مطالعے کی وسعت سے دلائل کے مزید انبار لگا دیں گے۔

وما توفیقی الا باللّٰه

وَاٰخِرُ دَعْوٰهُمْ اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

بسم اللہ الرّحمٰن الرّحیم

توحید خداوندی پر آفاقی اور مشاہداتی دلائل

نَحۡمَدُہٗ وَ نُصَلِّی عَلیٰ رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ اَمَّا بَعۡدُ فَاَعُوۡذُبِاللّٰہِ مِنَ الشَّیۡطَانِ الرَّجِیۡم. بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡم

سَنُرِیۡھِمۡ اٰیٰتِنَا فِیۡ الۡآفَاقِ.

ہم دکھائیں گے اپنی نشانیاں ان کو جہان میں۔

حضراتِ گرامی! اس سے پہلے میں نے جو تقریر کی ہے اس میں توحید خداوندی کے انفسی دلائل تھے! یعنی انسان کے وجود سے توحید خداوندی پر استدلال کیا گیا تھا۔ اس کی تفصیلات آپ کے سامنے بیان ہو چکی ہیں۔ آج میں چاہتا ہوں کہ قرآنِ حکیم جس انوکھے مگر سادے انداز سے کائنات کی مختلف چیزوں کو سامنے رکھتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی توحید اور وحدانیت پر استدلال کرتا ہے وہ آپ حضرات کے سامنے بیان کروں، مسئلہ توحید کا یہ رُخ بھی آپ کے سامنے آجائے اور آپ کو معلوم ہو جائے کہ خدا کی بنائی ہوئی کائنات کے جس پہلو پر آپ غور فرمائیں گے، تو خداوند قدوس کا خالق ہونا مالک ہونا مختار رہونا۔ صاحب قوت و جبروت ہونا، آشکارا ہوتا چلا جائے گا۔ چونکہ اس مقام پر تفصیلات کی گنجائش نہیں ہوتی اس لیے صرف چند دلائل عرض کر سکوں گا۔ پھر خطیب کا یہ فرض ہے جب راستہ مل گیا۔ وسائل مل گئے۔ سمت متعین ہو گئی، اب وہ اپنی ذہانت وفطانت سے منزل تک پہنچتے ہوئے تمام مناظر فطرت سے لُطف اندوز ہوتا رہے اور اپنے سامعین کو بھی اس کی لذّت اور حلاوت میں شریک کرلے۔

حضراتِ محترم! جب آپ کائنات پر نظر ڈالیں گے تو ہزاروں چیزیں، سینکڑوں مناظر فطرت اور بیسیوں اللہ تعالیٰ کی پیدا کردہ مخلوقات آپ کو نظر آئیں گی جن کو دیکھتے ہی پکار اُٹھیں گے کہ سُبۡحَانَکَ مَا خَلَقۡتَ ھٰذَا بَاطِلاً۔ خدا کی ہر مخلوق اللہ تعالیٰ کی توحید پر گواہ ہوگی اور پکار پکار کر اپنے دیکھنے والے کو کہے گی کہ جناب میرا مطالعہ فرمائیے۔ سرکار مجھے ملاحظہ فرمائیے اور پھر خدا لگتی کہیے کہ کیا میں از خود ہی اس مقام تک پہنچ گئی یا میرے پیچھے ایک پس منظر ہے اور میرے پیچھے کوئی

ہستی ہے۔ جو آپ کے لیے اپنی طاقت اور قدرت سے تمام سامان مہیا کرتی ہے۔

☆ آپ سڑکوں پر شاہراہوں پر سفر کرتے ہیں تو آپ کو سڑک کے کنارے باغات میں سرسبز وشاداب لہلہاتے ہوئے کھیتوں میں کالے کالے جانور چرتے پھرتے نظر آتے ہیں انہیں دیکھتے ہی آپ پہچان جاتے ہیں کہ یہ بھینسیں ہیں جو اپنے دودھ سے ہمارے کام ودہن کو لذت آشنا کرتی ہیں جن کے دودھ سے ہم شب وروز محظوظ ہوتے ہیں اور دودھ کی بنی ہوئی بیسیوں چیزیں ہمارے دسترخوان کی زنیت بنتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ اپنی توحید پر انہی بھینسوں کے وجود سے استدلال فرماتے ہوئے، ہمیں اپنی وحدانیت اور یکتائی کی طرف متوجہ فرماتے ہیں۔

وَاِنَّ لَكُمْ فِي الْاَنْعَامِ لَعِبْرَةً ط نُسْقِيْكُمْ مِّمَّا فِيْ بُطُوْنِهٖ مِنْ بَيْنِ فَرْثٍ وَّدَمٍ لَّبَنًا خَالِصًا سَآئِغًا لِّلشّٰرِبِيْنَ.

اور چار پایوں کے وجود میں تمہارے لیے فہم وبصیرت کی عبرت ہے۔ انہی جانوروں کے جسم سے خون اور کثافتوں کے درمیان پاک وصاف دودھ پیدا کر دیتے ہیں پینے والوں کے لیے صاف ستھرا دودھ ہوتا ہے۔

خطیب کہتا ہے

☆ بھنس کا دودھ سفید اور خوشبودار۔

☆ مگر یہ دودھ کس طرح بنا اور کہاں سے بنا اور کس نے بنایا۔ یہ تمام باتیں توجہ طلب ہیں۔

☆ پہلے آپ دیکھیں بھینس کا رنگ کالا سیاہ اور دودھ کا رنگ سفید۔ ایسا سفید کہ آپ محاورے میں استعمال کرتے ہیں کہ میرے کپڑے دودھ جیسے ہیں!

☆ اب آپ ہی بتائیں کہ بھینس تو کالی کلوٹی مگر اس کا دودھ سفید کس نے بنایا۔ ہر پھر کر یہیں آنا پڑے گا کہ یہ سب اللہ تعالیٰ کی قدرت کے کرشمے ہیں کہ سیاہ جانور سے سفید دودھ نکال دیا۔

☆ بھینس کے چارے کا رنگ دیکھ لیں۔ چارے کا رنگ سبز ہوتا ہے۔ کھل بنولے کا رنگ اپنا ہوتا ہے۔ ان کے سفیدی قریب سے بھی نہیں گزرتی۔ اس طرح بھوسہ ہے یا اور چارے کی متعدد قسمیں ہیں جنہیں انسان ہر روز مشاہدہ کرتا ہے، مگر یہ تمام رنگ دار چیزیں بھینس کے پیٹ

میں جاتی ہیں۔وہ جو اللہ تعالیٰ نے مشینری فٹ کی ہوتی ہے، وہ ان بدبودار چیزوں سے خوشبودار دودھ نکال کر انسانی زندگی کے لیے آب حیات مہیا کرتی ہیں۔ یہ سب کچھ کون کرتا ہے اور کس کے حکم سے ہو رہا ہے **ذٰلِکُمُ اللّٰہ**

سبحان اللہ

چارے کا گوبر بن گیا

گوبر آپ نے سینکڑوں دفعہ دیکھا ہوگا جس سے ہر انسان نفرت کرتا ہے اور اس کے پاس سے گزرتا ہوا ناک منہ پر کپڑا رکھ لیتا ہے، لیکن یہ دودھ شریف انہی مراحل سے گزر کر آیا ہے جسے خداوند فرماتے ہیں کہ **مِنۢ بَیۡنِ فَرۡثٍ وَّدَمٍ لَّبَنًا خَالِصًا سَآئِغًا لِّلشّٰرِبِیۡنَ** ۔خون میں بدبو ہے گوبر میں بدبو ہے اور چارے میں مختلف انوع میں بدبو ہے مگر دودھ خوبصورت بھی ہے اور خوب سیرت بھی ہے۔ دیکھنے میں بھی اچھا لگتا ہے اور پینے میں بھی مزے باندھ دیتا ہے اور جب اس کی کھیر بنتی ہے، تو اس سے مولوی کا پورا مذہب بنتا ہے۔اس لیے اس کی کرشمہ سازیوں نے مولوں کی خرمستیوں میں اضافہ کر دیا!

بھینس کا رنگ کالا

چارے کا رنگ سبز

بھوسہ کا رنگ زردی مائل

کھل کا رنگ سانولا

بنولے کا رنگ سلیٹی

مگر

دودھ کا رنگ سفید

ذٰلِکُمُ اللّٰہُ......یہی اللہ ہے جس نے یہ خوبصورت نعمت تمہارے لیے مہیا فرمائی۔

اسی کو معبود بناؤ......اور اسی کو مسجود بناؤ

☆ عطا کردہ دودھ بن قیمت، مفت

☆ تمہارا نا خالص

☆ خدا کا عطا کردہ دودھ خالص

☆ تمہارا دودھ ملاوٹ والا

☆ خدا کا دودھ خالص حلاوت والا

☆ تمہارا دودھ پانی والا

☆ خدا کا دودھ بن پانی۔ خالص ہی خالص

☆ تمہارا دودھ چھ روپے سیر

☆ خدا کا عطا کردہ دودھ فی سبیل اللہ

☆ تمہاری پانی کی سبیلیں

☆ خدا کی دودھ کی سبیلیں

☆ تمہاری سبیل ایک دو روز

☆ خدا کی سبیل تا حیات

☆ تمہاری سبیلیں دکھاوے کے لیے

☆ خدا کی سبیلیں تمہیں پالنے کے لیے

سبحان اللہ

☆ تم دودھ کے پیسے لیتے ہو

☆ خدا دودھ مفت تقسیم کرتا ہے

☆ تمہارے دودھ کی قیمت پیسہ

☆ خدا کے دودھ کی قیمت ایک سجدہ

وہ فرماتا ہے

☆ خالص دودھ دینا میرا کام ہے

☆ خالص سجدہ کرنا تمہارا کام ہے

سبحان اللہ

خدائی طیارے اور ٹرانسپورٹ

یہ سائنس کا دور ہے سائنس نے ترقی کر کے انسان کو قدرت کی ایسی لازوال نعمتوں سے روشناس کرایا ہے کہ یہ سب اللہ تعالیٰ کی کاری گری کے دلائل ہیں۔

ہوائی جہازوں کا فضا میں اُڑنا جنگی جہازوں کی تیز رفتاری، مال بردار طیاروں کی صدائے بازگشت یہ سب توحید خداوندی کے دلائل ہیں۔ جو انسان خدا کا بندہ ہوتے ہوئے ایسی مشینری ایجاد کرنے کی خداداد صلاحیت رکھتا ہے، اس انسان کا مالک وخالق تو احسن الخالقین ہے اور پیچیدہ سے پیچیدہ اشیاء کو لمحہ بھر میں اپنی قدرتِ کاملہ سے صحیح رُخ دے دیتا ہے۔ چنانچہ انہی حقیقتوں کو بیان کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے حیوانات کے مختلف اقسام اور ان سے لئے جانے والے کاموں کا ذکر کر کے انسانوں کو اپنی ایک مخلوق سے متعارف کرایا تا کہ اس سے توحیدِ خداوندی پر آسانی سے استدلال کیا جا سکے۔ چنانچہ ارشادِ خداوندی ہے کہ

وَ الْاَنْعَامَ خَلَقَهَا لَكُمْ فِيْهَا دِفْ ءٌ وَّمَنَافِعُ وَمِنْهَا تَاْكُلُوْنَ ٥ وَلَكُمْ فِيْهَا جَمَالٌ حِيْنَ تُرِيْحُوْنَ وَحِيْنَ تَسْرَحُوْن ٥ وَتَحْمِلُ اَثْقَالَكُمْ اِلٰى بَلَدٍ لَّمْ تَكُوْنُوْا بٰلِغِيْهِ اِلَّا بِشِقِّ الْاَنْفُسِ ط اِنَّ رَبَّكُمْ لَرَءُ وْفٌ رَّحِيْم ٥ وَّالْخَيْلَ وَالْبِغَالَ وَالْحَمِيْرَ لِتَرْكَبُوْهَا وَزِيْنَةً ط وَيَخْلُقُ مَالَاتَعْلَمُوْنَ

(سورہ نحل، پ ۱۴)

اور چار پائے پیدا کر دیئے جن میں تمہارے لئے جاڑے کا سامان اور طرح طرح کے منافع ہیں اور ان سے تم اپنی غذائیں حاصل کرتے ہو! جب ان کے غول شام کو چر کر واپس آتے ہیں اور جب چراگاہوں کے لئے نکلتے ہیں تو دیکھو ان کے منظر میں تمہارے لئے خوش نمائی رکھ دی اور انہی میں وہ جانور بھی ہیں جو تمہارا بوجھ اٹھا کر ان دور دراز شہروں تک پہنچا دیتے ہیں جہاں تک تم بغیر مشقت کے نہیں پہنچا سکتے تھے! بلا شبہ تمہارا پروردگار بڑی شفقت والا اور صاحبِ رحمت ہے اور

دیکھو گھوڑے خچر گدھے پیدا کئے گئے، تا کہ تم ان سے سواری کا کام لو اور خوشحالی کا موجب بھی ہوں۔ وہ اسی طرح طرح طرح کی چیزیں پیدا کرتا ہے جن کا تمہیں علم نہیں ہے۔

خطیب کہتا ہے

اس آیت کریمہ میں دلائل توحید کو عجیب انداز سے بیان فرمایا گیا۔ اس کا نقشہ اس طرح بنتا ہے!

☆وَ الْاَنْعَامَ خَلَقَهَا اور چوپائے بنادیئے

☆لَكُمْ فِيْهَا دِفْ ءٌ جن میں تمہارے لئے جاڑے کا سامان

☆وَّمَنَافِعُ اور بہت سے فائدے ہیں۔

☆وَمِنْهَا تَاْكُلُوْنَ بعضوں کا گوشت تم کھاتے ہو

☆ وَلَكُمْ فِيْهَا جَمَالٌ حِيْنَ تُرِيْحُوْنَ وَحِيْنَ تَسْرَحُوْنَ

ان میں تمہاری عزت ہے جب چرانے جاتے ہو اور چرا کر واپس آتے ہو!

☆ وَتَحْمِلُ اَثْقَالَكُمْ اِلٰى بَلَدٍ لَّمْ تَكُوْنُوْا بٰلِغِيْهِ اِلَّا بِشِقِّ الْاَنْفُسِ

اور اٹھالے چلتے ہیں بوجھ تمہارے ان شہروں تک کہ تم نہ پہنچتے وہاں مگر جان مار کر۔

☆ وَ الْخَيْلَ

☆ وَالْبِغَالَ

☆ وَ الْحَمِيْرَ

☆ لِتَرْكَبُوْهَا

☆ وَزِيْنَةً

☆ وَيَخْلُقُ مَالَا تَعْلَمُوْنَ

اس آیت کریمہ میں توحید خداوندی کے دس دلائل موجود ہیں۔

☆دلیل اول جانوروں کی پیدائش

☆جانوروں میں گائے ہے اس کی شکل وصورت جدا

☆ جانوروں میں بھینس ہے اس کی شکل وصورت جدا

☆ جانوروں میں بیل ہے اس کی شکل وصورت جدا

☆ جانوروں میں بکرا ہے اس کی شکل وصورت جدا

☆ جانوروں میں چھترا ہے اس کی شکل وصورت جدا

☆ جانوروں میں دنبہ ہے اس کی شکل وصورت جدا

آپ بتائیں یہ مختلف رنگ مختلف روپ اور مختلف ڈیل ڈول اور مختلف مزاج مختلف کام آنے والے جانور کس ذات نے پیدا کیے۔ کیا ان کو پیدا کرنے والا اور ان کو مختلف مقاصد کے لئے بنانے والا کوئی ہے؟

اگر ہے تو وہ کون ہے؟ چپ کیوں ہیں، بتاتے کیوں نہیں؟ آخر آپ کو ماننا پڑے گا اور بتانا پڑے گا کہ ان کا خالق اور مالک اللہ ہے۔

بس یہی مقصد تھا اس دلیل توحید کا کہ تم منزل مقصود پر پہنچ جاؤ اور تمہاری رسائی مرکز توحید تک ہو جائے۔

ذٰلِكُمُ اللّٰه رَبُّكُمْ

لَكُمْ فِيهَا دِفْءٌ

گرمائی حاصل کرنے والی چیز مراد اون۔ جسم کے گرم کپڑے اور گرم لباس کی وہ تمام قسمیں جو انسان پہنتا یا اوڑھتا ہے، کمبل، دُھسے، گرم کوٹ، گرم چادر، گرم لوئیاں، یہ تمام چیزیں جانوروں کی اون اور بالوں سے بنتی ہیں۔

عجیب بات ہے تمام گرم لباس اسی کی بنائی ہوئی فیکٹری سے لیتے ہو اور اسی سے تمام راحتیں اور آسائیشیں حاصل کرتے ہو۔ اسی کے پیدا کردہ مال کی تمام چیزیں بناتے ہو تو اپنے آپ کو کاری گر بناتے ہو اور جس نے چمڑے سے بال نکال کر تمام چیزوں کے لئے تمہارے لئے گرم اون مہیا کی ہے اس کا نام ہی نہیں لیتے۔ کیا تمہارے دماغ شریف میں آیا کہ نہیں کہ سردیوں میں جو لباس پہنتے ہو یہ تمام کا تمام خدا کی اس مخلوق سے حاصل ہوتا ہے جسے جانور کہا جاتا ہے۔ سبحان اللہ

کھال سے پوستین پورا یورپ کھال کے لباس سے بھرا پڑا ہے اورٹوپیاں گرم بھی اور قراقلی بھی۔ وزیر، امیر، تاجر، عالم سب پہنتے ہیں۔ یہ جانوروں کی کھال ہی سے بنی ہوئی ہوتی ہیں۔ اسی کو کہتے ہیں کہ جادووہ جو سرچڑھ کر بولے۔

و منها تاکلون

یعنی انسان ان جانوروں کو ذبح کر کے اپنی خوراک بھی بناتا ہے اور جب تک زندہ ہے ان کے دودھ سے اپنی بہترین غذا پیدا کرتا ہے۔ دودھ دہی مکھن گھی اور ان سے بننے والی تمام اشیاء اس میں داخل ہیں۔

و منافع

یعنی بے شمار منافع انسان کے لئے ان جانوروں کے وجود میں ہیں یعنی گوشت، چمڑہ، ہڈی اور بال......اس ابہام اور اجمال میں ان سب نئے سے نئے ایجادات کی طرف بھی اشارہ موجود ہے جو حیوانی اجزاء سے انسان کی غذا لباس، دوا، استعمال کے لئے اب تک ایجاد ہوچکی ہیں یا آئندہ قیامت تک ہوں گی۔

☆ **ولکم فیها جمال حین تریحون و حین تسرحون**

مویشی جب چراگاہ کی طرف جاتے ہیں اور شام کو واپس آتے ہیں اس وقت ان کے مالکوں کی شان وشوکت ظاہر ہوتی ہے اور ان کے مالدار ہونے کا دبدبہ قائم ہوتا ہے۔

آج کل لانے لے جانے کا رواج کم ہوگیا ہے، مگر یورپ میں جانوروں کے فارم عجیب شان وشوکت اور دبدبہ رکھتے ہیں۔ برطانیہ میں تو یہی فامز ہی سب سے بڑے سرمایہ دار ہیں جن کی تمام طبقوں پر عزت و بالا دستی ہے۔

وَ الْخَيْلَ. وَالْبِغَالَ. وَ الْحَمِيْرَ. لِتَرْكَبُوْهَا. وَزِيْنَةً

آج بھی یہ سواریاں پہاڑی علاقوں میں سب سے قیمتی سواریاں ہیں۔ مشکل سے مشکل راستوں میں گھوڑے اور خچر ہی کام دیتے ہیں۔ فوج کے پاس پہاڑی علاقوں میں دشوارترین مقامات کو انہی خچروں اور گھوڑوں سے طے کیا جاتا ہے۔

یہ سب دلائل توحید ہیں۔ایسی مشینری،ایسی سواری تمہارے لئے بنادی جہاں تمہارے بنائے ہوئے ٹرک ناکام ہوگئے۔وہاں خداوندقدوس کی بنائی ہوئی سواریاں کام آئیں۔ذٰلِکُمُ اللّٰہ رَبُّکُمُ

وَیَخْلُقُ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ. علماء نے اس آیت کریمہ سے استدلال فرمایا ہے کہ سائنس نے جس قدر تیز رفتارسواریاں ایجاد کی ہیں۔مثلاً ہوائی جہاز، تیز رفتار طیارے راکٹ، موٹریں، کاریں،ریل گاڑیاں،بحری جہاز،آبدوزیں سب وَیَخْلُقُ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ میں شامل ہیں۔

گدھا گاڑی

پاکستان میں گدھا گاڑی اس وقت سے اس قدر منافع بخش کاروبار ہوگیا ہے کہ اچھے اچھے کاروباری لوگوں نے گدھا گاڑیاں بنا کر ٹھیکے پردے رکھی ہیں اس طرح وہ ہزاروں روپیہ شام کو کما کر گھر آتے ہیں۔گدھا بے چارا جس کو ہر کوئی مذاق کرتا تھا آج شہروں میں بازاروں میں، مارکیٹوں میں گدھے کی بادشاہی ہے!

نہ پٹرول

نہ ڈیزل

نہ موبل آئل

نہ سروس

نہ بیٹری چارج

مگر گدھا ہے کہ تمام دن فرفر کرتا ہوا ڈھینچوں ڈھینچوں کو صدائے خوفناک سے اپنے راستے خود بناتا ہوا حضرت انسان کی تمام خوشیوں کا سامان مہیا کرتا ہے!

مگراف اے انسان تو نے پھر بھی اپنے مالک کو نہ پہچانا اور نہ جانا...... تجھے ان جانوروں ہی سے عبرت حاصل کرنی چاہیے تھی!

سورج اور چاند کے نظام سے استدلال

اللہ تعالیٰ نے نظام شمس وقمر سے توحید ربانی پر استدلال فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا ہے کہ

وَاٰيَةٌ لَّهُمُ الَّيْلُ. نَسْلَخُ مِنْهُ النَّهَارَ فَاِذَا هُمْ مُّظْلِمُوْنَ o وَالشَّمْسُ تَجْرِىْ لِمُسْتَقَرٍّ لَّهَا ط ذٰلِكَ تَقْدِيْرُ الْعَزِيْزِ الْعَلِيْمِ o وَالْقَمَرَ قَدَّرْنٰهُ مَنَازِلَ حَتّٰى عَادَ كَالْعُرْجُوْنِ الْقَدِيْمِ o لَا الشَّمْسُ يَنْبَغِىْ لَهَآ اَنْ تُدْرِكَ الْقَمَرَ وَلَا الَّيْلُ سَابِقُ النَّهَارِ ط وَكُلٌّ فِىْ فَلَكٍ يَّسْبَحُوْنَ. (سورہ یٰسین ،پ۲۳)

ان کے لئے ایک نشانی رات ہے ہم اس میں سے دن نکالتے ہیں۔ جب کہ وہ اندھیروں میں گم ہوتے ہیں۔سورج اپنے مدار پر رواں دواں ہے۔ یہ منصوبہ ہے ایک زبردست اور باخبر ہستی کا اور چاند کی ہم نے منزلیں مقرر کی ہیں، یہاں تک کہ کھجور کی پرانی ٹہنی کی طرح باریک رہ جاتا ہے۔ نہ سورج سے یہ ہوسکتا کہ چاند سے ٹکرائے نہ رات دن سے سبقت حاصل کرسکتی ہے (اپنے مقرر وقت سے) آگے پیچھے نہیں ہوسکتی۔تمام سیارگان فلک اپنے مقرر راستوں پر چل رہے ہیں۔ اس میں سرموانحراف نہیں کرسکتے!

خطیب کہتا ہے

سبحان اللہ

☆ رات دن کا نظام کیسا مربوط ومنظّم؟

☆ ہے کوئی ایک دوسرے سے مناقشت

☆ ہے کوئی بھاگم بھاگ

☆ ہے کوئی مقابلہ بازی،ایک دوسرے کو پچھاڑنے کا پروگرام

☆ نامعلوم کتنی صدیوں سے یہ نظام ایک پروگرام کے مطابق چل رہا ہے مگر کبھی اس میں کوئی خلل واقع نہیں ہوا۔

☆ سورج اور چاند......کبھی گتھم گتھا ہوئے؟ کبھی اپنا راستہ چھوڑا؟ کبھی اپنے روٹ کو چھوڑا؟......نہیں اور ہرگز نہیں! کیوں......

ذٰلِكَ تَقْدِيْرُ الْعَزِيْزِ الْعَلِيْمِ

یہ ایک بہت زبردست اور بہت ہی باعلم ذات کا منصوبہ ہے۔

☆ سورج کو جو وقت جو راستہ اور جو منزل بتا دی گئی ہے وہ اس کی طرف رواں دواں ہے اور چاند کو جو پروگرام جو راستہ جو منزل بتائی گئی ہے وہ اس کی طرف رواں دواں ہے۔ کبھی لیٹ نہیں ہوتے! کبھی روشنی میں کمی نہیں کی۔ جس علاقہ کو جس ملک کو جس قدر گرمی روشنی مہیا کرتا ہے وہ اپنے پروگرام کے مطابق دے رہے ہیں۔ کبھی کوئی فرق نہیں آیا۔ یہ تمام نظام کون چلا رہا ہے۔ یہ کون سی ہستی ہے جس کے رات دن، سورج، چاند پابند ہیں۔ **ذٰلِکُمُ اللّٰہ رَبُّکُمْ** یہی اللہ کی ذات ہے اور یہ نظام شمسی وقمری اسی کی ذات کے روشن دلائل ہیں۔

فَتَبَارَکَ اللّٰہ اَحْسَنُ الْخَالِقِیْنَ

سمندر کے پانی سے استدلال

ارشاد ہوتا ہے

وَهُوَ الَّذِىْ مَرَجَ الْبَحْرَيْنِ هٰذَاعَذْبٌ فُرَاتٌ وَّهٰذَا مِلْحٌ اُجَاجٌ وَجَعَلَ بَيْنَهُمَا بَرْزَخًاوَّحِجْرًا مَّحْجُوْرًا . (الفرقان، ص ۵۴)

اور وہی ہے جس نے دو سمندروں کو ملا رکھا ہے۔ ایک لذیذ وشیریں اور دوسرا تلخ اور شور! اور دونوں کے درمیان ایک پردہ حائل ہے۔ ایک رکاوٹ ہے جو انہیں گڈ مڈ ہونے سے روکے ہوئے ہے! یہ کیفیت ہر اس جگہ رونما ہوتی ہے جہاں کوئی بڑا دریا سمندر میں گرتا ہے۔ اس کے علاوہ خود سمندر میں بھی مختلف مقامات پر میٹھے پانی کے چشمے پائے جاتے ہیں جن کا پانی سمندر کے نہایت تلخ پانی کے درمیان بھی اپنی مٹھاس قائم رکھتا ہے۔

امیر البحر سّید علی رئیس (کاتب رومی) اپنی کتاب مرأۃ الممالک میں خلیج فارس کے اندر ایسے ہی مقام کی نشاندہی کرتا ہے۔ اس نے لکھا ہے وہاں آب شور کے نیچے آبِ شیریں کے چشمے ہیں جن سے میں خود اپنے بیڑے کے لئے پینے کا پانی حاصل کرتا رہا ہوں۔

خطیب کہتا ہے

☆ سمندر ایک مزے دو

☆ سمندر ایک پانی دو

☆ سمندر ایک پانی کے ذائقے دو

☆ درمیان میں پردہ

☆ کیا کوئی سائنس دان ایسا کر سکتا ہے

☆ کیا کوئی پیر فقیر ایسا کر سکتا ہے

☆ کیا کوئی روحانی رہنما ایسا کر سکتا ہے

☆ اگر نہیں کر سکتا اور یقیناً نہیں کر سکتا ہے

تو ان دو پانیوں کے درمیان حدِ فاصل قائم کرنے والا کون؟

ذٰلِکُمُ اللّٰہ رَبُّکُمْ

یہ اسی کی قدرت ہے جس نے دو پانیوں کے درمیان حد فاصل قائم کر دی۔ یہی اس کی وحدانیت اور یکتائی کی دلیل ہے!

سمندر تو دور کی بات ہے پاکستان میں ہیڈ تریموں کے مقام پر دو دریا ملتے ہیں، جہلم اور چناب سیلاب کے دنوں میں دونوں کو دیکھ لیا جائے۔

پانی ایک رنگ دو

پانی ایک مزے دو

پانی ایک روانی کے انداز جدا

یہ کون سی ذات ہے جس نے سمندر اور دریا میں اپنی قدرت کے کرشمے قائم کر دیئے۔

ذٰلِکُمُ اللّٰہ رَبُّکُمْ

بارش کے پانی سے استدلال

ارشاد ہوتا ہے

اَفَرَءَ یْتُمُ الْمَآءَ الَّذِیْ تَشْرَبُوْنَ ۝ ءَ اَنْتُمْ اَنْزَلْتُمُوْہُ مِنَ الْمُزْنِ اَمْ نَحْنُ الْمُنْزِلُوْنَ ۝ لَوْ نَشَآءُ جَعَلْنٰہُ اُجَاجًا فَلَوْ لَا تَشْکُرُوْنَ. (سورہ واقعہ)

کیا تم نے اس پانی کو غور سے دیکھا ہے جسے تم پیتے ہو۔ کیا تم نے اسے بارش کے ذریعے اتارا

ہے؟ یا اس کے اتارنے والے ہم ہیں؟

اگر ہم چاہیں تو اسے (میٹھے پانی کو کھارا بنا دیں) پس تم شکر کیوں نہیں کرتے۔

☆ بارش کے یہ چھینٹے اتفاقاً زمین پر نہیں پڑتے، بلکہ غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک زبردست قسم کا نظام ہے جس سے انسانی زندگی رواں دواں ہے۔ اگر بارش کے چھینٹے محض اتفاق کا نتیجہ ہوتے تو کبھی ایسا ہوتا کہ کبھی کسی علاقے میں خوب بارش ہوتی اور کبھی ایسا ہوتا کہ کئی کئی سال تک وہاں ایک چھینٹا بھی نہ پڑتا، بلکہ اس کے برعکس صورتِ حال یہ ہے بارش کا زمین کے تمام خطوں کے لئے مخصوص کوٹہ مقرر ہے جو ہر سال صحیح وقت پر مل جاتا ہے۔ انسانی آبادی شروع سے آج تک اسی بارش کے اس مخصوص کوٹہ کے ساتھ وابستہ چلی آرہی ہے اور پھر ایسا نہیں ہوتا کہ ایک مرتبہ بارش ہوگئی اور سال بھر پانی کو ترستے رہے، بلکہ بارش کا پانی پہاڑوں پر کہیں جھیلوں کی شکل میں کہیں برف کی شکل میں سٹاک کر دیا جاتا ہے اور یہ سٹاک اربوں من برف کی شکل میں سال بھر تھوڑا تھوڑا نشیبی علاقوں کی طرف سپلائی ہوتا رہتا ہے۔ اگر اس میٹھے پانی کو برسانے والا نمکین بنا دے یا کھارا کر دے تو انسان پانی کے قطرے قطرے کو ترس جائیں اور دنیا کا کرۂ ارضی پر رہنا محال ہو جائے۔ یہ میٹھا پانی اتار کر تمہارے لئے آسائشیں اور راحتیں پیدا کرنے والا کوئی ہے جس کی قدرت کاملہ کے طفیل تم میٹھا پانی پی رہے ہو! یقیناً اس کے پیچھے ایک ایسی ہستی کارفرما ہے جو اس تمام نظام کو ایک مضبوط منصوبے سے چلا رہی ہے اسی سے اس کی وحدانیت اور یکتائی کا پتا چلتا ہے۔ ذٰلِکُمُ اللّٰہُ رَبُّکُمْ

آسمانوں کی تخلیق سے استدلال

ارشاد ربانی ہے کہ

اَلَّـذِیْ خَـلَـقَ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ طِبَاقًا ط مَا تَرٰی فِیْ خَلْقِ الرَّحْمٰنِ مِنْ تَفٰوُتٍ ط فَارْجِعِ الْبَصَرَ هَلْ تَرٰی مِنْ فُطُوْرٍ o ثُمَّ ارْجِعِ الْبَصَرَ کَرَّتَیْنِ یَنْقَلِبْ اِلَیْکَ الْبَصَرُ خَاسِئًا وَّهُوَ حَسِیْرٌ. (سورہ ملک)

جس نے بنائے سات آسمان تہہ بہ تہہ۔ کیا دیکھتا ہے تو رحمان کے بنائے میں کچھ فرق، پھر

دوبارہ دیکھ! کہ کہیں نظر آتی ہے تجھے کوئی دراڑ۔ پھر لوٹا نگاہ کو دو دو بار لوٹ آئے گی تیرے پاس تیری نگاہ رد ہو کر تھک کر!

خطیب کہتا ہے

☆ آسمان کی بناوٹ کس قدر اعلیٰ اور ارفع ہے۔

☆ آسمان کو بار بار دیکھتے جاؤ مگر اس میں پہلے سے زیادہ جمال نظر آئے گا۔

☆ بغیر ستون اور سہارے کے پورا آسمان قائم دائم ہے۔ مجال ہے کوئی معمولی سا نقص نظر آئے۔

☆ خداوند قدوس نظروں کو دعوت دے رہے ہیں کہ آؤ ذرا تنقیدی نظر سے آسمان کا جائزہ لے کر اس میں کوئی نقص دکھاؤ۔

☆ معمولی سی عمارت بنائی جاتی ہے تو اس میں نقص نظر آتے ہیں۔

یہ مستری نے اچھا نہیں کیا...... یہاں سے نقشہ اچھا نہیں بنا...... مگر آج تک کوئی نگاہ آسمان میں کوئی دراڑ کوئی خرابی اور کوئی جھول نہیں دکھا سکی!

ان دلائل قطعیہ سے معلوم ہوتا ہے کہ آسمان کو ایک ایسے کاری گر نے بنایا ہے جس کا نہ تو کوئی ثانی ہے اور نہ ہی کوئی شریک ہے۔

فَتَبَارکَ اللّٰہ اَحۡسَنُ الۡخَالِقِیۡنَ ....سبحان اللّٰہ

کھیت کا دانا

کسی ماں سے پوچھئے کہ اس کے پیٹ میں جو بچہ ہے اس کی غذا اور نشو نما کا انتظام اس نے خود ہی اپنے ارادے سے کیا ہوا ہے یا کسی اور کا ارادہ کارفرما ہے۔ ماں کے پیٹ میں بچہ بھی بے بس اور بچے کو اٹھانے والی ماں بھی بے بس لیکن خوبصورت اور تنومند بچہ پیٹ میں پلتا رہا۔ یہی حال اس بیج کا ہے جسے ہم زمین پر بکھیر کر آ جاتے ہیں۔ پھر آسمان کی طرف نگاہیں لگائے رکھتے ہیں۔ کون ہے جو اس بیج کے لئے بادل و برکھا، شمسی توانائی، زمین کی زرعی قوت اور ہوا و موسم کی سازگاری کے اسباب فراہم کرتا ہے؟

پالتا ہے بیج کو مٹی کی تاریکی میں کون
کون دریاؤں کی موجوں سے اٹھاتا ہے سحاب
کون لایا کھینچ کر پچھّم سے باد سازگار؟
خاک یہ کس کی ہے کس کا ہے یہ نور آفتاب
کس نے بھردی موتیوں سے خوشہ گندم کی جیب
موسموں کو کس نے سکھلائی ہے خوئے انقلاب

حضرات گرامی! آپ نے خداوند قدوس کی توحید کے آفاقی اور انفسی دلائل دونوں تقریروں میں سنے۔ یہ صرف راستہ بتایا۔قرآن حکیم ان دلائل سے بھراپڑا ہےاورایک ایک سوسو پر بھاری ہے،مگر یہ صفحات اس قدر تفصیلات کے متحمل نہیں ہوسکتے۔اس لئے اختصار سے کام لیا گیا ہے۔ اگراب بھی منکرِ توحید باز نہیں آتا تو خداوند قدوس نے اسے اپنی زبان میں فرمایا ہے، چپ کر ......زیادہ ڈینگیں نہ مار میں تیری اصلیت اور حقیقت کو جانتا ہوں، اپنے آپ میں رہو، زیادہ اُچھلو کودومت۔ارشادہوتا ہے

هُوَ اَعۡلَمُ بِكُمۡ اِذۡ اَنۡشَاَكُمۡ مِّنَ الۡاَرۡضِ وَاِذۡ اَنۡتُمۡ اَجِنَّةٌ فِىۡ بُطُوۡنِ اُمَّهٰتِكُمۡ فَلَا تُزَكُّوۡۤا اَنۡفُسَكُمۡ . (سورہ نجم پ۲۷)

وہ تم کوخوب جانتا ہے، جب نکالاتم کوزمین سےاور جب تم بچے تھے ماں کے پیٹ میں سومت بیان کرواپنی خوبیاں وہ خوب جانتا ہےاس کوجوبچ کرنکلا۔

خداوند قدوس کی توحیداور وحدانیت کا انکار کرنے والوں کواپنی حقیقت یادرکھنی چاہیے! کیا پدی اور کیا پدی کا شوربا......تم ایک ناپاک بوند تھے،تمہیں ایک پاک ہستی نے بنا کراشرف المخلوق میں شامل فرمایااب اسی محسن اور خالق کوآنکھیں دکھاتے ہو۔دیدہ باید۔

وَاٰخِرُ دَعۡوٰهُمۡ اَنِ الۡحَمۡدُ لِلّٰهِ رَبِّ الۡعٰلَمِيۡنَ

الحمد للّٰہ ماشاء اللّٰہ

میرے رب تیراہزار ہزار شکر ہے کہ تو نے مجھے اپنی رحمت اپنی نصرت اپنی دستگیری اوراپنے

فضل وکرم سے خطباتِ قاسمی کی جلد چہارم مکمل کرنے کی توفیق عطا فرمائی۔ میں تیرا شکر بجا لاتا ہوں اور تیرے حضور سجدہ ریز ہوتا ہوں اور تجھی سے درخواست ہے کہ میری غلطیوں اور لغزشوں کو معاف فرما! اور مجھے اخلاص اور اپنی رضا کی دولت سے سرفراز فرما اور ان دینی خطبات کو میری نجات اور مغفرت کا ذریعہ بنا۔

تیرا عاصی روز بخشش کا طالب عاجز بندہ

محمد ضیاء القاسمی

الحمد اللہ رب العالمین

۸ ذوالحجہ

۹ جولائی ۱۹۸۹ء

بسم اللہ الرّحمٰن الرّحیم

مسئلہ توحید......اور شیخ عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ

نَحْمَدُہ وَ نُصَلِّی عَلیٰ رَسُوْلِہِ الْکَرِیْم اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُبِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْم. بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

عن عبداللّٰہ بن مسعودؓ اتبعو ولا تبتد عوا فقد کفیتم (غنیہ الطالبین، ص ۱۸۰)

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ پیروی کرو اور بدعت ایجاد نہ کرو! پس تحقیق تم کفایت کئے گئے ہو!

حضرات گرامی! آج کی تقریر نہایت اہم ہے، کیونکہ میں ایسے مسئلہ پر اپنے خیالات کا اظہار کرنا چاہتا ہوں جو مسئلہ عوام وخواص میں محبوب ومرغوب نہیں سمجھا جاتا۔ مسئلہ توحید اور اولیائے کرام کے خیالات کو جاہل اور پیٹ پرست راہبوں نے اس قدر پیچیدہ بنا دیا ہے کہ آج اگر اس موضوع پر کچھ کہنے کی کوشش کی جائے تو اسے پسندیدہ نہیں سمجھا جاتا!

حالانکہ برصغیر میں اشاعت اسلام کے لئے علمائے امت اور مشاہیر اولیائے کرام اور مشائخ عظام نے قابل قدر خدمات انجام دی ہیں۔ اسی مسئلہ کو لے لیجئے جو اس وقت میرے سامنے ہے کہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کا مسئلہ توحید کے متعلق کیا عقیدہ تھا تو اس عقیدۂ توحید کے متعلق حضرت جیلانیؒ کا اس قدر خوبصورت اور حسین خیالات سامنے آئیں گے کہ سننے والوں کا ایمان تازہ ہو جائے گا اور وہ عش عش کر اٹھیں گے۔ اس لئے آج کی مجلس آپ حضرات کے سامنے حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی نور اللہ مرقدہ کے ان خیالات اور نظریات اور اعتقادات کو پیش کیا جائے گا جو آپ کی مشہور کتاب فتوح الغیب اور غنیۃ الطالبین میں موجود ہیں۔ میں نے شیخ جیلانیؒ کے گیارہ اقوال اور ارشادات کا ایک گلدستہ تیار کیا ہے وہی آپ کو پیش کرتا ہوں کیونکہ لوگ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کو گیارہویں والا پیر بھی کہتے ہیں تاکہ ان لوگوں کو بھی معلوم ہو جائے کہ اس

سلسلہ قادریہ کے پیرومرشد کے گیارہ اعتقادات کا ایک حسین گلدستہ ہے جس کی مہک اور خوشبو سے ایمان کے گلشن کی فضا کو پھر سے معطر کیا جا سکتا ہے۔ میں اس تقریر میں کوشش کروں گا کہ صرف حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کا قول مبارک نقل کر دوں، پھر ہر صاحب ذوق اپنے ذوق اور وجدان کے مطابق مسئلہ کا استنباط واستدلال کر سکے۔

سچے موحد کی شان

ایک مرد مومن اور حلاوت ایمانی سے سرشار انسان کی شان بیان فرماتے ہوئے حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی (قدس سرہ) ارشاد فرماتے ہیں:

فیقطع ان لا فاعل علیٰ الحقیقة الّا اللّٰه ولا محرّک فلا مسکن الّا اللّٰه ولا خیر ولا شر ولا ضر ولا نفع ولا عطاء ولا منع وفتح ولا غلق ولا موت ولا حیوٰة ولا عزولا ذلّ ولا غنٰی ولا فقر الّا بیداللّٰه (فتوح الغیب مقاله ثانیه)

ترجمہ: پس یقین کرے کہ سب کچھ کرنے والا فی الحقیقت خدا ہی ہے اور حرکت وسکون دینے والا بس خدا ہی ہے اور خیر وشر اور نفع وضرر اور دینا اور نہ دینا اور کھولنا اور بند کرنا اور موت وحیات اور عزت وزلت اور فراخ دستی وتنگدستی صرف خدا ہی کے دست قدرت میں ہے اور کسی کا اس میں کوئی دخل نہیں ہے!

خطیب کہتا ہے

صاحبان عقل وفراست ذرا تنگ نظری اور فرقہ بندی کے بندھن توڑ کر حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کے ارشادات پر غور فرمائیں تو شرک وبدعت کی جڑیں کٹ کر رہ جائیں گی۔

توحید کا حقیقی نقشہ

توحید حقیقی کا نقشہ جماتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں کہ

الا شیاء کلّها خلق الله بید الله بامره و اذنه جر یا منها کل تجری لاجل مسمّی و کل شیء عنده بمقدار ولا مقدم لما اخر ولا مؤخر لما قدم ان

یمسسک اللّٰہ بضرّ فلا کاشف له الّا هو وان یردک بخیر فلا رآدّ لفضلة. (فتوح الغیب مقاله ثانیه عشر)

یہ سب چیزیں اللہ کی مخلوق ہیں اسی کے دست قدرت میں ہیں۔اسی کے حکم اوراذن سے ان کا چلنا ہے ہرایک چیز ایک اجل معین تک چلتی ہے اور ہر چیز اس کے نزدیک اندازہ کے ساتھ ہے۔وہ جس کو مؤخر کرے اس کو کوئی مقدم کرنے والا نہیں اور وہ جس کو مقدم کرے اس کو کوئی موخر کرنے والا نہیں اوراگر اللہ تم کو تکلیف پہنچائے تو اس کے سوا کوئی دور کرنے والا نہیں اوراگر تم کو کوئی بھلائی پہنچانی چاہے تو کوئی اس کے فضل وکرم کورد کرنے والا نہیں۔

مشکل کشا اور حاجت روا دینے والا صرف خدا ہی ہے

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ فرماتے ہیں کہ ہر چیز عطا کرنے والا اللہ تعالیٰ ہی ہے اسی سے مانگو۔نصرت کے خزانے اسی مالک کے قبضہ قدرت میں ہیں۔چنانچہ ارشاد فرماتے ہیں کہ

فلیکن لک مسئول واحد و معطنی واحد وهمة واحدة و هو ربک عزّوجل الّذی نواصی الملوک من فضله و قال عز وجل ان الّذین تدعون من دون اللّٰه لا یملکون لکم رزقا فابتغوا عند اللّٰه الرزق واعبدوه واشکرواله. (فتوح الغیب المقالة العشرون)

چاہیے کہ تیرا سوال صرف ایک اللہ ہی سے ہو اور تیرا دینے والا بس ایک ہو۔تیرا مقصود ایک ہی ہو اور وہ تیرا پروردگار جل جلالہ ہو جس کے قبضہ قدرت میں بادشاہوں کی پیشانیاں ہیں اور ساری مخلوق کے دل ہیں۔تمہارا رب العزت فرماتا ہے اللہ سے اس کا فضل مانگو!اور فرماتا ہے اور تحقیق وہ لوگ جن کو تم خدا کے سوا پکارتے ہو تمہارے رزق کے مالک نہیں۔پس خدا ہی کے پاس سے رزق طلب کرو!اوراس کی عبادت کرواوراس کا شکرادا کرو!

خطیب کہتا ہے

اے شرک کے مریضو!

یہ شیخ جیلانیؒ سے اپنا علاج کراؤ کیا خوب فرمایا ہے اور کس قدر اچھا نسخہ تجویز کیا ہے تمہارے

لئے کہ

ان الّـذیـن تـدعـون مـن دون الـلّٰـه لا یملکون لکم رزقا فابتغوا عند اللّٰه الرزق واعبدوه واشکروا له.

اللہ کے سوا جن کی پوجا کرتے ہو وہ تمہارے رزق کے مالک نہیں ہیں۔

پیٹ پرست راہبو، سوچو تو سہی تم نے رزق کے تمام خزانے پیروں، فقیروں کو دے رکھے ہیں۔ حالانکہ شیخ جیلانیؒ فرماتے ہیں کہ اللہ کے سوا کوئی رزق نہیں دے سکتا۔

لگا دو فتویٰ کہ شیخ عبدالقادر جیلانیؒ بھی آخر میں وہابی ہو گئے تھے۔

الحمدللہ دنیا کا کوئی بزرگ کوئی ولی تمہاری بدعات کی تائید اور سرپرستی نہیں کرتا۔ اولیائے کرام اور مشائخ عظام کے وہی عقائد تھے جو کتاب وسنت سے ثابت ہیں۔ ہم الحمدللہ انہی اکابر اور بزرگوں کے پیروکار ہیں جو اللہ کے سوا کسی کو رزق دینے والا نہیں سمجھتے! سبحان اللہ

مومن کا آئینہ اسے دکھاتا ہے کہ کوئی نفع ونقصان کا ملک نہیں سوائے اللہ تعالیٰ کے

حضرت شیخ جیلانیؒ چونکہ عالم ربانی تھے۔ اس لئے آپ نے اپنے ملفوظات اور ارشادات میں آیات قرآنی اور ارشادات مصطفوی ﷺ سے بھی استدلال کیا ہے جس سے بات کا رنگ اور بھی نکھر جاتا ہے۔ چنانچہ آپ ارشاد فرماتے ہیں کہ

عن ابن عباس رضی اللّٰه عنه انه قال بینا انا ردیف رسول للّٰه ﷺ اذقال یـا غـلام احفظ اللّٰه یحفظک اللّٰه احفظ اللّٰه تجده امامک فاذا سئلت فاسئل اللّٰه واذا استعنت فاستعن باللّٰه جفت القلم بما هو کائن ولو جهد العباد ان ینفعوک بشیئ لم یقضه اللّٰه لک لم یقدروا ولو جهد العباد ان یـضـرّوک بشیـئ لـو یقضه اللّٰه عایک لم یقدروا فینبغی لکلّ مؤمن ان یـجـعـل هٰـذا الـحدیث مرآةً لقلبه وشعاره ودثاره وحدیثه فیعمل به فی جـمـیـع حـرکـاتـه وسـکـنا ته حتّی یسلم فی الدنیا والاخرة ویجد العزّة

فیھما برحمت اللّٰه.

(المقالة الثانیه والاربعون)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں ایک مرتبہ رسول اکرم ﷺ کے ساتھ سوار تھا تو آپؐ نے فرمایا کہ اے لڑکے خدا کے حقوق کی حفاظت کر وہ تیری حفاظت کرے گا۔ اُس پر نگاہ رکھ، تو اُس کو اپنے سامنے پائے گا۔ پس جب تو کچھ مانگے تو خدا سے مانگ اور تو جب مدد چاہے تو صرف خدا سے مدد چاہ۔ جو کچھ ہونے والا ہے قلم تقدیر اس کو لکھ کر خشک ہو چکا ہے۔ اگر سب بندے مل کر کوشش کریں کہ تجھ کو کوئی ایسا ضرر پہنچائیں جو خدا نے تیری تقدیر میں نہیں لکھا تو وہ ایسا نہ کرسکیں گے!

پس مومن کو چاہیے کہ اس حدیث کو اپنے دل کا آئینہ بنالے اور اپنے اندر باہر کا لباس قرار دے لے اور اپنی تمام حرکات وسکنات میں اسی پر عمل کرے تاکہ دنیا وآخرت میں سالم رہے اور اللہ کی رحمت سے دونوں جگہ عزت پائے۔

خطیب کہتا ہے

☆ ہر شرک کا مریض اس حدیث کے آئینہ میں اپنا چہرہ دیکھے۔

☆ ہر بدعت کا مریض اس حدیث کے آئینے میں اپنا چہرہ دیکھے۔

☆ ہر قبر پرست اس حدیث کے آئینے میں اپنا چہرہ دیکھے۔

☆ ہر دروازے پر کشکول گدائی لئے پھرنے والا اس حدیث کے آئینہ میں اپنا چہرہ دیکھے۔

☆ غیر اللہ کے دروازوں پر دستک دینے والا، مزاروں سے مرادیں مانگنے والا غیر اللہ کے آستانوں پر اپنی جبیں نیاز خم کرنے والا اس حدیث کے آئینے میں اپنا چہرہ دیکھے۔

☆ دنیا چندروزہ ہے کیوں اپنی آخرت وعاقبت تباہ کررہے ہو۔ حضرت شیخ جیلانی رحمہ اللہ کے بتائے ہوئے نسخے پرعمل کر کے اپنی قبر روشن کرو۔

سبحان اللہ کیسا آئینہ دکھایا!

جاہل اور کمزور عقیدے والے بندوں سے مدد مانگتے ہیں

شیخ جیلانیؒ کولوگوں کا بندوں سے مانگنا اور خدا کو چھوڑ نا کس قدر برا لگتا تھا اس کے متعلق ارشاد فرماتے ہیں کہ

من سئل الناس ما سئل الا لجهله و ضعف ایمانه و معرفته و یقینه و قلّة صبره.

(فتوح الغیب المقالة الثة و الاربعون)

کتاب وسنت کو رہبر بناؤ

کتاب وسنت ہی مسلمان کے عقائد وافکار اور عمال کے محور ومرکز ہیں۔ جو شخص کتاب وسنت کے دائرے سے نکل کر اپنی دنیا بناتا ہے۔ وہ گمراہی اور ضلالت کی اتھاہ گہرائیوں میں ڈوب جاتا ہے اس سلسلہ کو حضرت شیخ جیلانیؒ اسلامی عقائد وافکار کی اساس سمجھتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں کہ

اجعل الکتاب و السنّة امامک و انظر فیهما بتامّل و تدبّر و اعمل بهما ولا تغترّ بالقال والقیل والهوس. قال اللّٰه تعالیٰ وما اٰتکم الرّسول فخذوه وما نهٰکم عنه فانتهوا. (فتوح الغیب)

کتاب وسنت کو اپنا رہنما بناؤ اور ان میں تدّ بر وتفکر سے غور کرو اور ان پر عمل کرو اور قیل وقال اور ہوا ہوس میں مت پھنسو خدائے تعالیٰ فرماتے ہیں جو تم کو رسول دے وہ لے لو اور جس سے منع کرے اس سے رک جاؤ۔

کتاب وسنت سے باہر نکلنے والا شیطان کا شکار ہوگا

اس بات کو مزید مستحکم کرنے کے لئے حضرت جیلانیؒ ارشاد فرماتے ہیں کہ

لیس لنا نبی غیره فنتبعه ولا کتاب غیر القرآن فنعمل به فلا تخرج عنهما فهلک فیضلک الشیطٰن.

قال اللّٰه تعالیٰ وَلَا تَتَّبِعِ الْهَوٰی فیُضِلَّکَ عَنْ سَبِیْلِ اللّٰه.

(فتوح الغیب، سادسه و ثلٰثون)

رسول خدا کے سوا ہمارے لئے کوئی نبی نہیں ہے جس کی ہم پیروی کریں اور قرآن کے سوا ہمارے پاس کوئی کتاب نہیں جس پر ہم عمل کریں۔ پس ان سے باہر قدم نہ نکالو ورنہ ہلاک ہو جاؤ گے اور نفسانی خواہش اور شیطان تم کو اللہ کے راستہ سے بھٹکا دے گا۔

مومن پر سنت اور صحابہ کی پیروی واجب ہے

حضرت شیخ جیلانیؒ سنت مصطفوی اور صحابہ کرام کے نقشِ قدم پر چلنا کس قدر ضروری سمجھتے تھے، اس سلسلہ عالیہ میں ارشاد فرماتے ہیں کہ

علی المؤمن اتّباع السنّة والجماعة فالسنّة ما سنّه رسول اللّٰه ﷺ والجماعة مااتفق علیه اصحاب رسول اللّٰه ﷺ فی خلافة الا ئمة الاربعة. خلفاء الرّاشدین المهدیّین رحمة اللّٰه علیهم اجمعین.

(غنیة الطالبین. ص ۱۸۰)

مومن پر ضروری ہے کہ سنت و جماعت کی پیروی کرے۔ پس سنت تو وہ طریقہ ہے جس پر رسول اللہ ﷺ چلے تھے اور جماعت وہ چیز ہے جس پر اتفاق کیا۔ صحابہ کرامؓ نے حضرات خلفائے راشدینؓ کے دور میں!

خطیب کہتا ہے

☆ اہل سنت الجماعت کا مفہوم متعین ہو گیا

☆ جو شخص سرکار دو عالم ﷺ کی سنت اور اصحاب رسول کے نقش قدم پر چلے گا وہی اہل سنت ہوگا۔

☆ تیجا، چالیسواں، نوا، ساتواں، قل، قوالی، عرس ان تمام چیزوں کو سنت رسول اور عمل صحابہ پر پرکھا جائے گا۔ جو عمل کتاب وسنت اور عمل صحابہ کے مطابق ہوگا وہ مقبول ہوگا اور جو عمل سنت رسول اور طریق صحابہؓ سے ہٹا ہوا ہوگا وہ مردود ہوگا، خواہ اس کو کتنا ہی مزین کیوں نہ کیا گیا ہو!

اہل بدعت سے بائیکاٹ کیا جائے ترک موالات

سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کو جس طرح کتاب وسنت کی پیروی اور اتباع اسے والہانہ لگاؤ اور عشق تھا اسی طرح بدعت اور اہل بدعت سے شدید نفرت تھی۔ آپ اہل بدعت کو کس قدر غضب آلود نگاہوں سے دیکھتے تھے اس کا اندازہ آپ حضرت شیخ کے اس ارشاد گرامی سے بخوبی لگا سکتے ہیں۔

علی المؤ من اتباع السنّة والجماعة وانلا یکاثر اھل البدع ولا یدانیھم ولا یسلم علیھم ولا یجالسھم ولا یقرب منھم ولا یصلّی علیھم اذا ماتو بل یباینھم و یعادیھم فی اللّٰہ عزّو جل معتقدا ببطلان مذھب اھل بدعة محتسبا بذالک الثواب الجزیل والاجر الکثیر. وعن ابی مغیرة عن ابن عباس رضی اللّٰہ عنھما انّه قال قال رسولاللّٰه ﷺ ابی اللّٰہ عزّ وجل ان یقبل عمل صاحب بدعة حتّی یدع بدعة و قال فضیل بن عیاضؓ من احبّ صاحب بدعة احبطاللّٰہ عمله واخرج نور الایمان من قلبه و اذا علم اللّٰہ عزّ وجل من ؤجل انّه مبغض لصاحب بدعة رجوت اللّٰہ تعالیٰ ان یغفر ذنوبه وقد لعن النّبی ﷺ المبتدع فقال ﷺ من احدث حدثا او اٰوٰی محدثا فعلیه لعنة اللّٰہ والملا ئکه والنّاس اجمعین ولا یقبل منه الصرف والعدل.

(غنیة الطالبین)

مومن پر لازم ہے کہ سنت و جماعت کی پیروی کرے اور اہل بدعت سے زیادہ گفتگو نہ کرے اور ان کے نزدیک نہ جائے اور نہ ان کو سلام کرے اور نہ اُن کے پاس بیٹھے اور نہ ان کے پاس جائے اور جب مرجائیں تو ان کے جنازہ کی نماز نہ پڑھے، بلکہ ان سے الگ تھلگ رہے اور فی سبیل اللہ ان سے عداوت کرے اور ان کے مذہب کو باطل سمجھے اور اس میں ثواب جزیل اور اجر عظیم سمجھے اور حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد

فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کو بدعتی کا عمل قبول کرنے سے انکار ہے جب تک کہ وہ اپنی بدعت نہ چھوڑ دے اور حضرت فضیل بن عیاضؒ فرماتے ہیں کہ جو شخص کسی بدعتی سے محبت کرے گا اللہ تعالیٰ اس کے اعمال ضائع کر دے گا اور نور ایمان اس کے قلب سے نکل جائے گا اور جب اللہ تعالیٰ کے علم میں کسی شخص کے متعلق یہ ہو کہ یہ بدعتی سے بغض رکھتا ہے تو مجھے خدا سے امید ہے کہ وہ اس کے گناہ بخش دے گا۔ اور بے شک رسول اللہ ﷺ نے بدعتی پر لعنت فرمائی ہے چنانچہ آپ فرماتے ہیں کہ جس شخص نے کوئی بدعت ایجاد کی یا کسی بدعتی کو ٹھکانہ دیا پس اس پر خدا کی اور اس کے فرشتوں کی اور تمام انسانوں کی لعنت ہے۔ خدا نہ اس کا کوئی فرض قبول کرے گا اور نہ نفل۔

خطیب کہتا ہے

حضرت شیخ جیلانیؒ کے ارشاد گرامی سے مندرجہ ذیل نکات سامنے آتے ہیں:

☆ مسلمان پر لازم ہے کہ سنت اور جماعت (صحابہ) کی پیروی کو لازم قرار دے۔

☆ مسلمان پر لازم ہے کہ اہل بدعت کا مکمل معاشرتی بائیکاٹ کرے حتیٰ کہ ان کے جنازوں میں شرکت کرنے سے بھی احتراز کرے۔

☆ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے کہ بدعت کرنے والا جب تک بدعت نہیں چھوڑے گا اس کی کوئی عبادت اللہ کے حضور قبول نہیں ہوگی۔

اہل بدعت سے محبت کرنے والے کے اعمال ضائع کر دیئے جائیں گے!

☆ بدعتی کے دل سے نور ایمان نکل جاتا ہے۔

☆ اہل بدعت سے عداوت رکھنے والے شخص کی اللہ تعالیٰ مغفرت فرمادیں گے!

☆ اہل بدعت اور ان کی سرپرستی کرنے والوں پر اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے اور تمام لوگ لعنت بھیجتے ہیں۔

☆ پیر صاحب کی دیگیں چڑھانے والے ان کے نام پر تو ندیں بڑھانے والے ان کے اسم گرامی کو بلیک میل کرنے والے ذرا آئینہ قادری اٹھا کر دیکھیں تو سہی۔

قبروں کو بوسہ دینا یہودیوں کی عادت ہے

سنت کے مطابق قبروں پر جانے سے کوئی بھی نہیں روکتا۔ اختلاف صرف وہاں سے شروع ہوتا ہے کہ جب قبر پر جانے والا قبر کو سجدہ کرتا ہے اور اس کو چومتا ہے۔ اور خلاف سنت اعمال و افعال کا ارتکاب کرتا ہے۔ اسی اختلافی صورت کے متعلق حضرت شیخ جیلانیؒ اپنے خیالات کا اظہار فرماتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں کہ

واذا زار قبرا لا یضع یدہ علیه و لا یقبّله فانّه عادة الیهود.

(غنیة الطالبین)

اور جب کسی قبر کی زیارت کرو تو قبر کو ہاتھ نہ لگائے اور نہ ان کو چومے کیونکہ یہ یہودیوں کی عادت ہے۔

شیخ جیلانیؒ کی اپنے بیٹے کو آخری وصیت التوحید التوحید

سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانیؒ جب دنیا سے رخصت ہونے لگے تو اپنے پیارے فرزند کو آخری وصیت فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا اس پر میں اس گلدستے کے آخری گیارہویں پھول کو سجا کر گزارشات کو ختم کرنا چاہتا ہوں جو آپ کے لئے مشعل راہ ثابت ہوں گی!

شیخ ارشاد فرماتے ہیں کہ

لمّا مرض مرضه الذی مات فیه قال له ابنه عبدالوهّاب او صنی بما اعمل به بعدک فقال علیک بتقوی اللّٰه و لا تخف احدا سوی اللّٰه و لا ترج احدا اسوٰی اللّٰه و کل الحوائج الی اللّٰه و لاتعتمد الا الیه و اطلبها جمیعا منه و لا تتق باحد غیر اللّٰه .

التوحید، التوحید، اجماع الکل

جب حضرت شیخ علیہ الرحمہ اس مرض میں مبتلا ہوئے جس میں آپ نے وفات پائی تو آپ کے صاحبزادے عبدالوہاب نے عرض کیا کہ مجھ کو وصیّت فرمایئے جس پر میں آپ کے بعد عمل کروں تو آپ نے فرمایا کہ خدا سے ڈرو اور خدا کے سوا کسی سے نہ ڈرو اور اپنی تمام حاجتوں کو خدا

کے سپرد کرواوراس کے سوا کسی پر اعتماد نہ رکھواور اپنی ساری حاجتیں خدا ہی سے طلب کرواور خدا کے سوا کسی پر بھروسہ نہ کرو۔توحید کو مضبوطی سے پکڑو،توحید پر قائم رہواس پر سب کا اجماع ہے۔

حضرات گرامی! اس وقت تک سیّدنا شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ کے گیارہ ملفوظات پیش کئے ہیں جن میں توحید سنت اور شریعت وطریقت کے دریا بہادیے گئے ہیں۔ یہ گیارہ ملفوظات پر عمل کرنے سے گیارہویں کا نقشہ سامنے آتا ہے ورنہ لوگوں کے خود تراشیدہ بدعات وہضوات کا حضرت شیخ جیلانیؒ کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہے۔انشاءاللہ آپ حضرات جب اس گلدستے کے گیارہ پھولوں کو عقیدہ کے دامن سے سجائیں گے تو ان کی خوشبو سے پورا عالم مہک اُٹھے گا۔اللہ تعالیٰ مجھے اور آپ کو اللہ کے سچے بندوں اور حضرت سیدنا عبدالقادر جیلانیؒ کے نقشِ قدم پر چلنے کی توفیق نصیب فرمائے۔اللہ جانے یہ گیارہویں کا مسئلہ کس نے ایجاد کیا؟

وَمَا عَلَیْنَا اِلَّاالْبَلاَغُ الْمُبِیْن

بسم اللہ الرّحمٰن الرّحیم

دعا اللہ ہی سے کرنی چاہیے

نَحْمَدُہ وَ نُصَلِّی عَلیٰ رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُبِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْم. بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم

وَاِذَا سَأَلَکَ عِبَادِیْ عَنِّیْ فَاِنِّیْ قَرِیْبٌ ط اُجِیْبُ دَعْوَۃَ الدَّاعِ اِذَادَعَانِ فَلْیَسْتَجِیْبُوْ لِیْ وَلْیُؤْ مِنُوْا بِیْ لَعَلَّھُمْ یَرْشُدُوْنَ. (سورہ بقرہ)

اور جب آپ سے پوچھیں، میرے بندے میرے بارے میں تو آپ بتا دیجئے کہ میں قریب ہوں، دعا مانگنے والوں کی دعا قبول کرتا ہوں۔

حضراتِ گرامی! اللہ سے مانگنا اور اللہ سے دعا کرنا یہ عمل اس قدر وزنی ہے کہ جب مسلمانوں میں یہ عمل رواج پذیر تھا تو بڑے بڑے معرکے اسی دعا کے عمل سے سر ہو گئے۔ مدتوں کسی شہر کا محاصرہ رہا، کسی دشمن کے ملک کو مدتوں گھیرے میں رکھا اس کی فتح جب ناممکن نظر آئی تو پورے لشکر کے ہاتھ اپنے جرنیل سمیت بارگاہ الٰہی میں اُٹھے تو دیکھا گیا کہ حالات میں تبدیلی پیدا ہوگئی اور فتح کے آثار نظر آنے لگے۔ معلوم ہوا کہ لشکروں کی دعا سے حالات میں فتح کے آثار پیدا ہو گئے۔ معلوم ہوا کہ اللہ کے حضور مانگنا اتنا بڑا ہتھیار ہے کہ اس سے بڑے بڑے معرکے سر ہو گئے۔

آدمی بیمار ہے تمام ڈاکٹر اور حکیم اس کے علاج سے عاجز آ گئے ہیں جب کوئی چارہ نظر نہیں آیا تو اللہ کے حضور فریاد کی گئی۔ اس بارگاہ ایزدی میں مریض کی شفا کے لئے پکارا گیا، دیکھا گیا کہ مریض نہایت تیزی سے شفایاب ہونے لگ گیا یہ دعا کا کرشمہ تھا۔ اللہ سے مانگنے کا نتیجہ ہے کہ مولیٰ کریم نے اپنے بندوں کی التجا کو سن کر اس بندے کو شفا عطا فرما دی ہے!

دعا! زبان سے نکلے ہوئے ان الفاظ کو کہا جاتا ہے جو نہایت عاجزی اور انکساری سے اللہ تعالیٰ کے حضور فریاد کرتے ہیں۔ ضروری نہیں ہے کہ وہ الفاظ عربی میں ہوں، ضروری نہیں کہ وہ الفاظ فارسی میں ہوں، دعا کے لئے وہ الفاظ زیادہ قیمتی اور موثر ثابت ہوتے ہیں جو دل سے اُٹھتے ہیں اور زبان کی پوری تاثیروں کو ساتھ لئے بارگاہِ ایزدی میں پہنچتے ہیں۔ ایسے الفاظ رحمت

خداوندی کو سمیٹ کر گناہگار کے دامن میں لا ڈالتے ہیں۔

دعا! جب اپنے الفاظ میں ہو اور ٹوٹے پھوٹے الفاظ میں ہو، رٹے ہوئے الفاظ اور گھسے پٹے جملوں میں نہ ہو تو...... دعا ایک عجیب اثر دکھاتی ہے۔ مقبولیت کا ایک عظیم منظر پیش کرتی ہے۔

دعا! میں جس قدر دل کی گہرائی شامل ہوگی، جس قدر اپنی عاجزیوں کا پورا پورا داخل ہوگا جس قدر اپنی نیازمندیوں کو اس میں شامل کیا جائے جس قدر اپنی بے بسی کا تذکرہ ہوگا جس قدر اپنے آپ کو مٹایا جائے گا، اُسی قدر قبولیت کے دروازے کھلیں گے۔ اُسی قدر رحمتِ خداوندی آپ کو اپنے دامن میں سمیٹے گی۔ طبیعت میں دعا کے بعد اگر اضطرابی کیفیت ختم ہو جائے اور سکون و اطمینان محسوس ہونے لگے تو سمجھ جانا چاہیے کہ بحمد اللہ دعا قبول ہو چکی ہے اور مرادیں بر آئی ہیں اور قبولیت کا دروازہ کھل چکا ہے اور کیوں نہ ہو؟ جب کہ خود خداوند قدوس ارشاد فرماتے ہیں کہ

وَاِذَا سَأَلَکَ عِبَادِیْ عَنِّیْ فَاِنِّیْ قَرِیْبٌ ط اُجِیْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَادَعَانِ فَلْیَسْتَجِیْبُوْ لِیْ وَلْیُؤْ مِنُوْا بِیْ.

خطیب کہتا ہے

وَاِذَا سَأَلَکَ عِبَادِیْ عَنِّیْ فَاِنِّیْ قَرِیْبٌ !

میرا بندہ جب مجھ سے سوال کرے گا تو مجھے قریب پائے گا۔

معلوم ہوا...... کہ جو اس کا بندہ ہوگا وہ اسی سے سوال کرے گا جو اس کا بندہ نہیں...... وہ اس کے در پر بھی نہیں جاتا۔ اسے دَر دَر دُر دُر رہو!

اِنِّیْ قَرِیْبٌ میں یقین دلایا گیا...... کہ داتا کا مشکل کشا حاجت روا کا فریادرس کا قریب ہونا بہت ضروری ہے، اتنا قریب کہ کسی واسطے کی ضرورت نہ پڑے، اتنا قریب کہ بغیر کسی درمیانی سہارے کے اس کو اپنی گزارش سنائی جاسکے!

☆ کسی سیڑھی کا کسی چپڑاسی کا واسطہ ضروری نہ ہو جیسا کہ کہتے ہیں کہ ہماری تمہارے آگے اور تمہاری اس کے آگے۔

ہماری سنتا نہیں تمہاری موڑتا نہیں

کس قدر کفریہ کلمات ہیں کہ ہماری سنتا نہیں

☆ اگر خدا نہیں سنتا تو پھر اور کون سنتا ہے

☆ وہ کون تھا جس نے ماں کے پیٹ کے اندر تین اندھیروں میں تمہاری خواہشات کو پورا کیا اور سُنا۔

☆ وہ کون تھا جس نے مچھلی کے پیٹ میں یونس علیہ السلام کی فریاد کو سنا۔

☆ وہ کون تھا جس نے آتش نمرود میں ابراہیم علیہ السلام کی فریاد کو سنا۔

☆ وہ کون تھا جس نے کنعان کے کنوئیں میں یوسف علیہ السلام کی فریاد کو سنا۔

☆ وہ کون تھا جس نے جھولے میں عیسیٰ علیہ السلام کی فریاد کو سنا۔

☆ وہ کون تھا جس نے بدر میں حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی فریاد کو سنا۔

☆ وہ وہی ہے جسے اللہ کہتے ہیں وہ وہی ہے جسے الٰہ کہتے ہیں وہ وہی ہے جسے رب کہتے ہیں جو شہ رگ سے زیادہ قریب ہے اور جو سب کے سب سے زیادہ قریب ہے۔

جب بھی اُسے پکارا جائے وہ جواب دیتا ہے اور پکارنے والے کی پکار اور فریاد پوری کرتا ہے۔

☆ وہ ایسا سخی ہے جو کہتا ہے کہ میں تمہاری دعا کو سنوں گا بھی، پوری بھی کروں گا۔ اس لئے اعتماد کرتے ہوئے اسی سے مانگنا چاہیے اور اسی سے دعا کرنی چاہیے۔

نہ مانگنے والوں سے ناراض ہوتا ہے

اِنَّ الَّذِیْنَ یَسْتَکْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِیْ سَیَدْخُلُوْنَ جَھَنَّمَ دٰخِرِیْنَ.

(سورہ مومن، پ ۲۴)

بے شک جو لوگ تکبر کرتے ہیں میری عبادت سے اب وہ داخل ہوں گے جہنم میں ذلیل ہو کر!

عجیب سخی ہے، ارو عجیب داتا ہے نہ مانگنے والوں سے نہ سوال سوال کرنے والوں سے ناراض ہوتا ہے۔

کیوں نہیں تم اللہ سے مانگتے ؟

کس فخر میں مبتلا ہو؟

کس تکبر کا شکار ہو؟

کیا خدا سے مانگنا بھی عار ہے؟

کیا اپنے مالک کے حضور دستِ سوال دراز کرنا بھی باعثِ ندامت ہے؟

نہیں نہیں، تم تو اسی کے بندے ہو اس لئے بلا جھجک اور بلا تکلف اسی کے دروازے سے سوال کرو۔ وہ بڑی خوشی سے تمہاری درخواستیں پوری کرے گا۔

تمہاری خواہش کی تکمیل کریگا، تمہارے لئے اس طرح عطا کا دروازہ کھول دے گا کہ تم حیرت سے منہ تکتے رہ جاؤ گے!

☆ ذرا اس کے دروازے پر آؤ تو سہی

☆ ذرا اس چوکھٹ پر سر رکھ کر مناؤ تو سہی

☆ پھر اس کے دریائے رحمت کی موجوں کو دیکھنا

☆ پھر اس کی عطا کی موجوں کو دیکھا

ے جھولی ہی تیری تنگ ہے اس کے یہاں کمی نہیں

☆ دنیا میں کوئی بڑا کوئی چھوٹا

☆ کوئی مل اونر کوئی مزدور

☆ کوئی مالک اور کوئی آجر

☆ کوئی زمیندار اور کوئی مزارع

☆ مگر اللہ وحدہ لاشریک سب سے بڑا، سب کا داتا، سب کا معطی سب کا مالک، تم کیوں مغرور ہو رہے ہو...... ذرا جھکو تو سہی، یہ سرکشی یہ غرور، یہ تکبر اور یہ بڑائی خدا کے ہاں نہیں چلے گی۔ اس کے ہاں تو بندگی اختیار کرو گے تو نفع میں رہو گے، ورنہ بڑے بڑے اس کے سامنے مشت خاک بھی نہیں!

عِبَادَتِیْ

عبادت پکار کو بھی کہتے ہیں اور دعا کو بھی کہتے ہیں۔دعا دراصل پکار ہی کا حصہ ہے اور عبادت کی اصل روح دعا ہے اور دعا مغز ہے۔پوری عبادت کے خاکے کا۔

اسی کو پکاریئے......اور اسی کے حضور جھکئے۔خوامخواہ کیوں دوسروں سے مانگتے پھرتے ہو۔

غیر حق راہر کہ خواند اے پسر
کیست در عالم از وگم راہ تر
ہرچہ خواہی از خدا خواہ اے پسر
نیست در دست خلائق خیر و شر

دین خالص صرف ایک اللہ سے مانگنے کا نام ہے

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں کہ

هُوَ الْحَيُّ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ فَادْعُوْهُ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ ط اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ. (سورہ مومن پ ۲۴)

وہی زندہ رہنے والا ہے اس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے۔پس اللہ ہی کو پکارو،اس کے لئے دین خالص کرتے ہوئے سب تعریفیں اللہ ہی کے لئے ہیں جو کل جہانوں کا پالنے والا ہے۔

اس لئے اسی کو پکارو!اسی سے مانگو!

اس میں عجیب انداز سے اس نکتہ کو سمجھایا گیا ہے کہ جو اپنے وجود میں اور اپنے وجود کی بقا میں کسی کا محتاج ہو بھلا وہ تمہاری فریاد کس طرح سُن سکتا ہے۔تمہاری فریاد کو وہی سن کر سمجھ کر پوری کر سکتا ہے۔جو ہمیشہ سے زندہ ہے اور ہمیشہ زندہ رہے گا نہ اس کو بیماری آئے گی۔نہ اس کو ڈاکٹر دیکھنے کے لئے آئیں گے نہ اس کو آرام کا مشورہ دیں گے۔نہ اس سے ملاقات بند ہوگی......ھو الحی ......وہ زندہ ہے اور بغیر کسی سہارے کے زندہ ہے اس لئے التجائیں،دعائیں اور فریادیں اسی کے دروازے پر لے جاؤ۔وہ ان تمام کمزوریوں سے پاک ہے جو کسی مخلوق کو بھی لاحق ہو سکتی ہیں۔اس لئے اسی سے مانگو

یہی دین، یہی اسلام ہے، یہی خلوص ہے، یہی شریعت ہے، یہی طریقت ہے اور اسی میں تمہاری فلاح اور بہبود ہے۔

دعا اسی سے سجتی ہے

ارشاد ربانی ہے کہ

لَهٗ دَعْوَةُ الْحَقِّ ط وَالَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ لَا يَسْتَجِيْبُوْنَ لَهُمْ بِشَيْءٍ اِلَّا كَبَاسِطِ كَفَّيْهِ اِلَى الْمَآءِ لِيَبْلُغَ فَاهُ وَمَاهُوَ بِبَالِغِهٖ ط وَمَا دُعَآءُ الْكٰفِرِيْنَ اِلَّا فِيْ ضَلٰلٍ. (سورہ رعد)

اس کا پکارنا سچ ہے اور جن کو پکارتے ہیں اس کے سوا وہ نہیں کام آتے ان کے کچھ بھی مگر جیسے کسی نے پھیلا دیئے دونوں ہاتھ پانی کی طرف کہ آ پہنچے اس کے منہ تک اور وہ کبھی نہ پہنچے گا اس تک اور جتنی پکار ہے کافروں کی سب گمراہی ہے!

اللہ تعالیٰ نے کفر کی ان دعاؤں کو مسترد فرما دیا ہے جو وہ غیر اللہ سے کیا کرتے تھے۔ کیونکہ دعا صرف مولیٰ کریم کا حق ہے اسی سے کرنی چاہیے!

میں دعائیں قبول کرتا ہوں

اللہ تعالیٰ نے بندوں کو جو اپنی ذات سے مانگنے اور دعا کرنے کا حکم دیا ہے وہ ویسے ہی نہیں ہے بلکہ خداوند قدوس نے اپنے بندوں سے وعدہ فرمایا ہے کہ اگر تم مجھ سے مانگو گے تو میں تمہیں عطا کروں گا۔ اس لئے جب سخی نے یہ وعدہ بھی دے دیا ہے تو منگتوں کو چاہیے کہ اس کے دروازے پر ٹوٹ پڑیں اور اس کے دروازے کی دریوزگری کریں اور اپنی تمام عرضیاں اسی کے دروازے پر لٹکائیں۔

خطیب کہتا ہے

☆ اب تک پانچ قرآنی آیات پیش کی گئی ہیں جن سے پتہ چلتا ہے کہ ہر وقت ہر جگہ ہر زبان میں وہی سنتا ہے اور وہی حاجات کو پوری کرتا ہے اور وہی سب کو عطا کرتا ہے۔

لہٰذا...... دعا اسی سے ہونی چاہیے اور دست سوال اسی کے دروازے پر دراز کرنا چاہیے؟

میں پوچھتا ہوں؟

☆ غیراللہ کے دروازے پر دعا مانگنے والوں سے

☆ غیراللہ کے دروازے پر عرضیاں پیش کرنے والوں سے

☆ غیراللہ کے دروازے پر درخواستیں لٹکانے والوں سے

کہ تمہیں

خدا سے دشمنی کیوں ہے؟

تمہیں

خدا سے مایوسی کیوں ہے؟

ذرا بتاؤ تو سہی یار؟

☆ جب تمہیں اس نے ماں کے پیٹ میں بنایا اس وقت تو تم الرجک نہیں ہوئے۔

☆ جب تمہیں اس نے ماں کے رحم میں ایک خوبصورت شکل میں ڈالا اس وقت تو الرجک نہ ہوئے۔

☆ جب تمہیں اس نے ایک گندے قطرے سے حسین وجمیل چہرہ دیا اس وقت تو الرجک نہ ہوئے۔

☆ آغوشِ مادر میں تمہارے لئے میٹھے دودھ کا اور تازہ ہوا کا انتظام کیا اس وقت تو الرجک نہ ہوئے!

اب جب کہ تم شیخ صاحب بن گئے ہو، سیٹھ صاحب بن گئے ہو، حضرت صاحب بن گئے ہو اور پیر صاحب بن گئے ہو تو اب تمہیں خدا کے نام سے الرجی ہوگئی ہے۔ یار بتاؤ تو سہی تمہیں کیا ہوگیا ہے۔ تم اس قدر خدا سے بیزار کیوں ہوگئے ہو یار؟

تم نے باپ کو تو نہیں چھوڑا

تم نے ماں کو تو نہیں چھوڑا

تم نے اعزا و اقارب کو تو نہیں چھوڑا

یار تم نے خدا کو کیوں چھوڑ دیا؟

یار شرماتے کیوں ہو؟ بتاؤ تو سہی

میرے خدا نے تمہارا کیا بگاڑا ہے؟

یہی ہے نا؟

کہ اس نے تمہیں روشن چہرہ دیا

زرخیز ذہن دیا

اور عقل وخرد کا سرمایہ دیا۔ دولت دی، اولاد دی، مال دیا، بنگلہ دیا، کار دی، اب تم اس کو چھوڑ کر غیر سے مانگتے ہو۔ اس کو چھوڑ کر غیر اللہ کی نذر نیاز دیتے ہو؟ اس کو چھوڑ کر غیر اللہ کے دروازے پر جھکتے ہو۔ غیر اللہ سے مانگتے ہو۔ یار ذرا سچ بتاؤ یہ تمہیں کیا ہو گیا ہے۔ تم خداوند قدوس کی نعمتوں کی ناشکری کیوں کرتے ہو یار؟

تمہیں مرنا نہیں ہے، تمہیں قبر میں نہیں جانا ہے، تمہیں خدا کے حضور پیش نہیں ہونا ہے۔ پھر تم کیا جواب دو گے یار؟

تم حضور کو کیا منہ دکھاؤ گے...... یار؟

یا اسفیٰ

عبدیّت کا اظہار اللہ سے مانگنے سے ہوتا ہے

اللہ تعالیٰ نے جو عبادی فرمایا ہے اس میں ایک رمز ہے، وہ رمز یہ ہے کہ عبدیت کا اظہار تب ہوتا ہے جب بندہ ہاتھ پھیلا کر اللہ سے مانگے، عاجزی اور انکساری بندگی و بے چارگی کی تمام کیفیات چہرے پر طاری کر کے اسی در کا فقیر بن جائے اسی مولیٰ کا منگتا بن جائے اور اسی کی دریوزہ گری اپنا شعار بنالے تب جا کے پتہ چلتا ہے کہ یہ مولیٰ کا مستانہ ہے، دیوانہ ہے، اس کا دریوزہ گر ہے، اس کا بھکاری ہے۔

او یار......! جب اس نے عبادی کہہ دیا باقی کیا رہ گیا؟

تجھے بھی چاہیے نا کہ عبد ہونے کا حق ادا کرے، وہ تجھ سے کچھ مانگتا تو نہیں ہے، تجھ سے سوال

تو نہیں کرتا...... وہ تو تجھے کچھ دینے کے لئے بلا رہا ہے، کچھ لینے کیلئے تھوڑا ہی بلا رہا ہے۔اب اگر وہ تجھے مفت میں اپنے خزانے لٹا تا ہے تو کیوں اس سے گریز کرتا ہے۔چل اسی کے دروازے پر کھڑے ہو جا۔اتنا ملے گا کہ تجھے دنیا کی سخاوتیں بھول جائیں گی!

غیر اللہ کے دروازے پر جائے گا

وہ مصروف ہوگا

وہ کاروبار میں مگن ہوگا

وہ سویا ہوگا

وہ آرام کر رہا ہوگا

وہ موڈ میں نہیں ہوگا

وہ ملاقات پسند نہیں کرتا ہوگا

وہ ملنے سے انکار کر دے گا

اس کا دروازہ بند ہوگا

اس کا چوکیدار اندر نہیں جانے دے گا

کیوں خوامخواہ چکر میں پڑا ہے۔ چپکے سے رات کے وقت کسی ملا کو بتائے بغیر اس کے دروازے پر چلا جا، مصلے پر کھڑا ہو جا، دو رکعت نماز پڑھ۔ پھر اس کے حضور رات کی تاریکی میں ہاتھ پھیلا دے، دیکھو تجھ پر کس قدر اس کی رحمت کے دروازے وا ہوئے ہیں۔ دیکھو کس طرح اس کی رحمت تیرے لئے عطا کی بارش کرتی ہے۔

بس پھر کیا ہے؟

تیری مستقل یاری لگ جائے گی نہ کسی کو بتانے کی ضرورت ہوگی اور نہ کسی کو درمیان لانے کی ضرورت ہوگی۔

دروازے پر جا کر مانگنا تیرا کام ہوگا

تیری حاجات کو پورا کرنا اس مشکل کشا کا کام ہوگا

اس لئے اس نے تجھے عَبۡدِیۡ کا کی ہے؟

سبحان اللہ

عبد ہوتا ہی وہ ہے جو اپنی تمام نیاز مندیوں کے ساتھ اپنے مولیٰ کے حضور جھک جائے جو یہ سمجھے کہ میرے پاس جو کچھ ہے میرے مولیٰ کی ملک ہے۔

قُلۡ اِنَّ صَلَاتِیۡ وَ نُسُکِیۡ وَمَحۡیَایَ وَمَمَاتِیۡ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ.

دعا کے فضائل رسول اللہ ﷺ کی نظر میں

قال رسول اللّٰہ ﷺ ان ربّکم حیّی کریم یستحیی من عبدہ اذارفع یدیہ ان یردّھما صفراً. (ترمذی، ابو داؤد)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تمہارے رب میں بدرجہ غایت حیاء اور کرم کی صفت ہے۔ جب بندہ اس کے آگے مانگنے کے لئے ہاتھ پھیلاتا ہے تو اس کو شرم آتی ہے کہ ان کو خالی واپس کرے۔ کچھ نہ کچھ عطا کا فیصلہ ضرور کرے گا۔

خطیب کہتا ہے

ان ربّکم حیّی کریم ۔خداوند کریم کا حی و کریم ہونا ہی بندوں کے لئے اس کی سخاوت کا دروازہ کھولتا ہے!

☆ ایک سخی وہ ہوتا ہے جو آنے والے سائل سے کہتا ہے کہ آج نہیں پرسوں آنا۔

☆ ایک سخی وہ ہوتا ہے جو کہتا ہے کہ تمہاری مدد تو ضرور کروں گا مگر ابھی حالات درست نہیں ہیں، پھر کبھی آنا۔

☆ ایک سخی ہوتا ہے کہ آنے والے سائل کو محروم اور خالی ہاتھ واپس کرنا اپنی شان سخاوت کے خلاف سمجھتا ہے وہ کچھ نہ کچھ عطا کر کے بھیجتا ہے، لیکن میں اپنے رب کی سخاوت پر قربان جاؤں، وہ سائل کو خالی نہیں لوٹاتا بلکہ اس کو ضرور کچھ عطا کرتا ہے!

خواہ وہ عطا سائل کو سمجھ آئے یا نہ؟

ضروری نہیں کہ سائل اگر بادشاہی مانگ رہا ہے تو اس کو بادشاہی دے دی جائے ایسا بھی ہوتا

ہے کہ اس کو ایسی نعمتوں سے سرفراز فرما دیا جاتا ہے جو اس کی زندگی کو نہایت فراخی اور خوش حالی سے گزارتی ہیں۔

سخی داتا، سخی بادشاہ، سخی مولیٰ میرا رب ہے! جو ہر ایک کو دیتا ہے، ہر وقت دیتا ہے، ہر چیز دیتا ہے اور بلا کسی معاوضے اور قیمت کے دیتا ہے، وہ فرماتا ہے کہ مجھے بندے کے ہاتھ خالی لوٹاتے ہوئے شرم آتی ہے!

اللہ کے بندہ دعا کرتے رہا کرو

قال رسول اللّٰہ ﷺ انّ الدّعاء ینفع مما نزل و ممالم ینزل فعلیکم عباد اللّٰہ بالدّعاء. (ترمذی)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا دعا کارآمد اور نفع مند ہوتی ہے۔ ان حوادث میں بھی جو نازل ہو چکے ہوں اور ان میں بھی جو ابھی نازل نہیں ہوئے پس اے خدا کے بندو دعا کا اہتمام کرو۔

دعا مومن کا ہتھیار ہے

قال رسول اللّٰہ ﷺ الا ادلّکم مّا ینجیکم مّن عدوّکم ویدرّ لکم ارزاقکم تدعون فی لیلکم ونهار کم فان الدّعا ء سلاح المومن

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں تمہیں وہ عمل بتا دوں جو تمہارا دشمنوں سے بچاؤ کرے اور تمہیں پھر روزی دلائے۔ وہ وہ یہ ہے کہ اپنے اللہ سے دعا کیا کرو۔ رات میں اور دن میں کیونکہ دعا مومن کا خاص ہتھیار اور خاص طاقت ہے!

خوشحالی کے وقت زیادہ دعا کرے

عن ابی ہریرہؓ من سرّہ ان یّستجیب اللّٰہ له عند الشّدائد فلیکثر الدّعاء فی الرّخاء. (رواہ الترمذی)

جو کوئی چاہے کہ پریشانیوں اور تنگیوں کے وقت اللہ تعالیٰ اس کی دعا قبول فرمائے تو اس کو چاہیے کہ عافیت اور خوشحالی کے زمانے میں زیادہ دعا کیا کرے!

دعا کے شروع میں حمد وثناء اور آخر میں درود شریف پڑھنا چاہیے

عن فضالة بن عبیدؓ قال سمع رسول اللّٰہ ﷺ رجلا یّد عوا فی صلاته لم یحمد اللّٰہ ولم یصلّ علی النّبیّ ﷺ فقال رسول اللّٰہ ﷺ عجّل ھٰذا ثم دعاہ فقال له او لغیرہ اذا صلّی احدکم فلیبدء بتحمید ربّه والثناء علیه ثم یصلی علی النبی ﷺ ثم یدعوا بعد بما شاء. (ترمذی، ابو داؤد)

فضالہ بن عبید راوی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک شخص کو سنا کہ اس نے نماز میں دعا کی جس میں نہ اللہ تعالیٰ کی حمد نہ نبی ﷺ پر درود بھیجا تو حضور نے فرمایا کہ اس آدمی نے دعا میں جلد بازی کی، پھر آپ نے اس کو بلایا اس سے یا اس کی موجودگی میں دوسرے آدمی سے فرمایا جب تم میں سے کوئی نماز پڑھے تو دعا کرنے سے پہلے اس کو چاہیے کہ اللہ کی حمد وثنا کرے پھر اس کے رسول پر درود بھیجے اس کے بعد جو چاہے اللہ سے مانگے!

خطیب کہتا ہے

دعا! کی ابتداء رب کریم کی حمد وثنا سے ہو

دعا! کی انتہاء رسول کریم پر درود وسلام سے ہو

دعا! کا سرنامہ مولیٰ کی حمد وثنا۔

دعا! کا اختتام رحمت عالم پر درود وسلام

دعا! کا ابتدائیہ بھی بالخیر

دعا! کا اختتام بھی بالخیر

دعا! کا یہ انداز خدا کو پسند

دعا! کا یہ انداز مصطفیٰ ﷺ کو بھی پسند

دعا میں......دل کی غفلت

اعضاء کی غفلت

افکار کی غفلت

قطعاً......ناپسند

☆ دعا کرتے وقت......مولیٰ کے حضور اس طرح لجاجت، عاجزی، تذلیل، انکساری کیجئے کہ اس کے دریائے رحمت میں جوش آجائے!

☆ ابراہیم علیہ السلام نے والہانہ انداز میں دعا کی تو رب نے اپنا محبوب محمد مصطفیٰ دے دیا۔

☆ سرکار دو عالم ﷺ نے اس عاجزی اور انکساری سے در مولیٰ پر دعا کی کہ فاروق اعظمؓ مل گئے۔

☆ قیامت کے روز اس درد بھرے انداز سے حضور ﷺ امّت کے لئے دعا فرمائیں گے کہ جنت کا دروازہ کھل جائے گا۔

دعاؤں کی قبولیت کے لئے یاد رکھیئے صدق مقال اور رزق حلال کا ہونا بہت ضروری ہے!

صدق مقال رزق حلال!

☆ آدم علیہ السلام نے اللہ سے دعا کی مشکل حل ہوگئی۔

☆ نوح علیہ السلام نے اللہ سے دعا کی تو کشتی پار ہوگئی۔

☆ شعیب علیہ السلام نے اللہ سے دعا کی رحمتوں کا خزینہ مل گیا۔

☆ صالح علیہ السلام نے اللہ سے دعا کی تو مرادوں کا زینہ مل گیا۔

☆ یونس علیہ السلام نے اللہ سے دعا کی تو رحمت کا سفینہ مل گیا۔ اور دریا کے کنارے زندگی کا سفینہ مل گیا۔

☆ ابراہیم علیہ السلام نے دعا کی تو آگ کو پسینہ آگیا۔

☆ یوسف علیہ السلام نے دعا کی تو کنوئیں سے باہر کا جینا مل گیا۔

☆ موسیٰ علیہ السلام نے دعا کی تو طور سینا مل گیا۔

☆ عیسیٰ علیہ السلام نے دعا کی تو آسمانوں کا زینہ مل گیا۔

☆ محمد رسول اللہ ﷺ نے دعا کی تو معراج کا خزینہ مل گیا۔

رمضان کا مہینہ مل گیا

شہر مدینہ مل گیا

اور خوشبو دار سینہ مل گیا

اور معطر پسینہ مل گیا

وَاٰخِرُ دَعْوٰهُمْ اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

بسم اللہ الرّحمٰن الرّحیم

کلمہ طیّبہ اور اُس کا مفہوم

نَحْمَدُہ وَ نُصَلِّی عَلیٰ رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُبِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْم. بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم

قال النّبی صلی اللہ علیہ وسلم من قال لآ الٰہ الّا اللّٰہُ دخل الجنّۃ. (الحدیث)

جس نے کہا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ وہ جنت میں داخل ہوگا!

خودی کا سرّ نہاں لا الٰہ الا اللہ
خودی ہے تیغ فساں لا الٰہ الا اللہ
یہ دور اپنے ابراہیم کی تلاش میں ہے
صنم کدہ ہے جہاں لا الٰہ الا اللہ
کیا ہے تو نے متاع غرور کا سودا
فریب سود و زیاں لا الٰہ الا اللہ
یہ نغمہ فصل گل و لالہ کا نہیں پابند
بہار ہو کہ خزاں لا الٰہ الا اللہ
اگرچہ بت ہیں جماعت کی آستینوں میں
مجھے ہے حکم اذاں لا الٰہ الا اللہ

(اقبال)

حضرات گرامی! کلمہ طیبہ اسلام میں داخل ہونے کا مین دروزاہ ہے جو شخص کا فر سے مسلمان ہونا چاہتا ہے وہ سچے دل سے اگر کلمہ طیبہ کو پڑھ لیتا ہے تو وہ مسلمان ہو جاتا ہے۔ اس مبارک کلمہ کے دو حصے ہیں۔

☆ لا الٰہ الا اللہ

☆ محمد رسول اللہ

پہلے حصے میں اللہ تعالیٰ کی توحید کا بیان ہے اور دوسرے حصے میں حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی رسالت کا بیان ہے۔

لا الٰہ الا اللہ۔ اگرچہ چار لفظ ہیں مگر ان میں پورے دین کی ترجمانی پائی جاتی ہے!

لا الٰہ الا اللہ۔ کا اصلی اور حقیقی معنی اور مفہوم اگر عوام بلکہ خواص کو سمجھا دیا جائے تو انشاء اللہ کلمہ پڑھنے والوں میں خدا تعالیٰ کے متعلق جو ناپختہ اور کمزور خیالات پائے جاتے ہیں، وہ ختم ہو سکتے ہیں!

علمائے کرام کی کلمہ کا معنی بیان کرنے اور اس پر محنت کرنے کی غفلت اس قدر عام ہو چکی ہے کہ آج عوام الناس کلمہ کے معنی اور مفہوم سے بے خبر ہیں۔ اگرچہ طوطے کی طرح ایک معنی رٹ لیا ہے اور ہر شخص اس کو اردو ترجمے کی مدد سے بیان کر دیتا ہے مگر اس معنی کے اندر جھانک کر اس کی حقیقت کی طرف رسائی حاصل نہیں کی جاتی۔

یَا اَسفیٰ

کلمہ کے معنیٰ

نہیں ہے کوئی معبود مگر اللہ

نہیں ہے کوئی معبود یہ لفظ معبود لفظ اِلٰہ کا ترجمہ ہے۔ جب الٰہ کا معنی معبود ہوا اور تمام اردو ترجموں میں یہی معنی موجود ہے تو پھر جلدی آگے کیوں بھاگتے ہو تھوڑی دیر کے لئے رک جاؤ اور غور کر لو کہ معبود اردو لفظ ہے یا فارسی لفظ ہے یا کسی اور زبان کا لفظ ہے۔ جب آپ سنجیدگی سے غور کریں گے تو معلوم ہوگا کہ معبود عربی کا لفظ ہے اور اس کے معنی ہیں جس کی عبادت کی جائے!

☆ لا الٰہ الا اللہ کا معنی غور و تحقیق کے بعد اب تک آپ نے جو سمجھا وہ یہی ہوا کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں ہے! کیونکہ الٰہ کے معنی معبود ہیں اور معبود اس کو کہا جاتا ہے جس کی عبادت کی جائے!

عبادت۔ نہایت ہی اہم اور بے حد وسیع مفہوم کا حامل اور دین کا ایک عظیم الشان باب ہے جس پر غور کئے بغیر کلمہ طیبہ کا صحیح مفہوم سمجھ نہیں آ سکتا!

☆ آپ کے ذہن میں عبادت کا مفہوم صرف اتنا ہے کہ زیادہ نفل پڑھنے کا نام عبادت ہے اور زیادہ نوافل پڑھنے والے کو عابد کہا جاتا ہے۔ جب بھی کسی شخص کے متعلق آپ کہتے ہیں کہ یہ شخص بہت عبادت گزار ہے تو فوری طور پر ذہن جس طرف منتقل ہوتا ہے وہ یہی ہوتا ہے کہ یہ شخص بہت ہی شب زندہ دار اور عبادات نفلی کا پابند ہے۔ حالانکہ عبادت کے معنی قرآن وسنت نے نہایت وسیع بیان فرمائے ہیں۔

☆ مثلاً نماز پڑھنے والے کو بھی عبادت گزار کہا جائے گا۔

☆ صوم وصلوٰۃ کے پابند کو بھی عبادت گزار کہا جائے گا۔

☆ رات کی تنہائیوں میں صرف اور صرف اللہ کو پکارنے والے کو بھی عبادت گزار کہا جائے گا۔

☆ اللہ ہی سے مانگنے والوں کو بھی عبادت گزار کہا جائے گا۔

☆ صرف اللہ ہی کو سجدوں کا مستحق سمجھنے والوں کو بھی عبادت گزار سمجھا جائے گا۔

☆ اولاد، رزق، شفاء، مصیبت کو دور کرنا، ان تمام صفات حمیدہ کا مالک صرف اور صرف خدا کو سمجھنا......اس کو بھی عبادت کہا جائے گا۔

☆ پکار، نذر، نیاز یہ صرف اللہ کا حق ہے۔ اس عقیدہ کے حامل شخص کے پکارنے کو بھی عبادت گزار سمجھا جائے گا۔

عبادت کا مفہوم

عربی زبان میں عبادت کو مفہوم عجز اور تذلل ہے۔ چنانچہ لغت کی مشہور کتاب لسان العرب میں عبادت کی تعریف ان الفاظ میں کی گئی ہے **اصل العبودیة الخضوع والتذلل** (لسان العرب) گویا عبادت انتہائی عجز کا نام ہے جس کا تعلق قولاً یا عملاً عابد معبود کے ساتھ کرتا ہے چونکہ عجز اور تذلل جبر وقہر سے بھی ہوتا ہے جیسے جابر حاکم کی وجہ سے اور رحمت اور شفقت کی وجہ سے بھی ہوتا ہے جیسے ماں باپ کے سامنے اولاد کا عجز اسلام نے عبادت میں جس عجز کو لازم قرار دیا ہے وہ دوسری قسم ہے، یعنی انسان جب خدا کی عبادت کرتا ہے تو خدا تعالیٰ کی شفقت اور محبت کی وجہ سے

وہ اپنے عجز اور تذلل کا اقرار کرتا ہے۔ یہ عجز وتذلل عبادت کی روح ہے، اگر اس سے عبادت خالی ہو تو اس کو عبادت نہیں سمجھنا چاہیے۔ حضرت علامہ ابن قیمؒ نے عبادت کی تعریف یوں بیان فرمائی ہے کہ۔

وعبادة الرّحمٰن غاية حبّه
مع ذل عابده هما قطبان
و عليهما فلک العبادة دائر
ما دار حتّٰى دارت قطبان

اللہ کی عبادت میں دو چیزیں قطب کی حیثیت رکھتی ہیں۔ اللہ سے محبت اور اپنی ذلت اور عجز کا اعتراف عبادت کا آسمان ان دو قطبوں پر گردش کرتا ہے یہ دو چیزیں نہ ہوں تو عبادت کوئی چیز نہیں ہے۔

کلمہ توحید کا مطلب یہ ہے کہ معبود صرف ایک ہے عجز اور محبت کی انتہائی سرحدیں اس پر منتہی ہوتی ہیں۔ دوسرا کوئی اس میں شریک نہیں، نہ عجز کا انتہائی اعتراف اور نہ محبت کا یہ آخری مقام اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کے لئے درست ہے۔ اگر اس میں ذرّہ بھر غیر کی آمیزش ہوئی تو اُسی کا نام شرک ہوگا جس کی بخشش کے لئے کوئی وعدہ نہیں۔

واعبدربّک حتٰی یاتیک الیقین
ان عبدو اللّٰه و اتّقوه و اطیعون

اللہ کی خالص عبادت کر یہاں تک کہ تجھے موت آجائے۔
اللہ ہی کی عبادت کرو اور اسی سے ڈرو اور اسی کی اطاعت کرو۔

کلمے کے دو عام معنی

لا الٰہ الا اللہ
نہیں کوئی معبود حقیقی مگر
نہیں کوئی محبوب حقیقی مگر اللہ

حضرات گرامی! دنیائے کفر سے یہی اختلاف تھا۔ انبیاء علیہم السلام کی تمام تر محنت کا یہی مرکزی نکتہ تھا کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ اللہ تعالیٰ کی عبادت میں کوئی شریک نہیں ہے!

کفر کہتا تھا کہ اصل معبود تو اللہ تعالیٰ ہی ہے مگر ڈپٹی معبود یا نائب معبود ہمارے تراشیدہ اور خود ساختہ معبود ہیں۔ ہماری براہ راست رسائی ہو نہیں سکتی، ہماری ان کے آگے اور ان کی اُس کے آگے!

ہماری سنتا نہیں ہے
ان کی موڑتا نہیں ہے

شرک اور توحید کی یہ جنگ بہت پرانی ہے اور اس پر مشرکین نے صدیوں سے محنت کی ہے۔ ان کی زندگی کا اثاثہ یہی ہے اس لئے مشرکین اپنی اس قیمتی متاع کو آسانی سے نہیں چھوڑ سکتے...... خطیب کہتا ہے۔

مشرکین کا بنیادی نعرہ ایک ہی ہے!
ذاتی معبود اللہ تعالیٰ ہے
عطائی معبود ہمارے خود ساختہ بزرگ ہیں۔
ذاتی اور عطائی
حقیقی اور نیابتی
اصلی اور نائب
چیف اِلٰہ
اور ڈپٹی الٰہ
یہ مفہوم میرا خود ساختہ نہیں ہے۔
بلکہ تمام مشرکین نے محنت شاقہ سے تیار کیا ہے!

اس لئے آپ جب بھی ان سے کہیں گے کہ لا الٰہ کا معنی یہ ہوگا کہ کوئی نفع نقصان کا مالک نہیں ہے تو وہ فوراً کہیں گے کہ جی...... حقیقی اعتبار سے نفع نقصان کا مالک اللہ ہی ہے مگر اللہ نے اپنے

پیاروں کونفع نقصان کے اختیار دے رکھے ہیں۔اس لئے حقیقی نفع نقصان کا مالک تو اللہ تعالیٰ ہی ہے، مگر ہمارے حضرت صاحب بھی اللہ کے عطا کردہ اختیارات کی وجہ سے نفع نقصان کے اختیارات رکھتے ہیں۔

لامسجود الا اللہ......آپ کہیں گے اللہ تعالیٰ کے سواسجدہ کسی کو جائز نہیں تو مشرکین فوراً کہیں گے حقیقی سجدہ تو اللہ تعالیٰ ہی کا ہے مگر سجدہ تعظیمی بزرگوں کے لئے بھی ہوسکتا ہے۔

اسی طرح

مشکل کشائی

حاجت روائی

رزق کی عطاء

اولاد کی عطاء

مرض سے شفاء

ان تمام باتوں کی جب آپ لا الٰہ الا اللہ کے مفہوم میں لا کر نفی کریں گے تو فوراً کہا جائیگا۔حقیقی کارساز تو اللہ ہی ہے مگر......عطائی طور پر بزرگ بھی ہیں۔

حقیقی رازق تو اللہ ہی ہے......مگر عطائی طور پر بزرگ بھی ہیں۔

حقیقی حاجت روا تو اللہ ہی ہے......مگر عطائی طور پر بابے ہیں۔

حقیقی طور پر مرض سے شفاء دینے والا تو اللہ ہی ہے......مگر عطائی طور پر باباجی ہیں۔

غرضیکہ جب اور جہاں آپ لا الٰہ الا اللہ کا حقیقی مفہوم بیان کریں گے۔یہ شرک کے بیمار فوراً وہاں پر ذاتی......اور عطائی کی تاویل لے آئیں گے۔آیئے ذرا اس بات کا جائزہ لیتے چلیں کہ یہ ذاتی اور عطائی کی تاویل عجم کے مشرکین کی خود تراشیدہ ہے یا اس کی بھی ایک ماضی اور طویل تاریخ ہے۔قرآن وحدیث کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ بعینہ یہی نظریہ مشرکین عرب کا تھا کہ ہم اللہ تعالیٰ کو تو حقیقی مالک ومختار سمجھتے ہیں۔مگر ہمارے پیر فقیر عطائی طور پر ان اختیارات کے مالک ہیں اور یہ اختیار اللہ تعالیٰ نے خود ان بزرگوں کو عطا فرمائے ہیں اس لئے اب ان سے فریاد کرنا ان سے

مشکل کشائی کے لئے عرض و معروض کرنا شرک نہیں ہے، بلکہ یہ اللہ کے پیارے ہیں اور اللہ کے عطا کردہ اختیارات کی بنیاد پر تمام مشکلات کو حل کرتے ہیں۔ (العیاذ باللہ)

مشرکین عرب کا نظریہ ذاتی وعطائی

مَا نَعْبُدُهُمْ اِلَّا لِيُقَرِّبُوْنَآ اِلَى اللّٰهِ زُلْفٰى.

ہم تو ان کی اس لئے پوجا کرتے ہیں تا کہ یہ ہمیں اللہ کے قریب کردیں!

وَيَقُوْلُوْنَ هٰٓؤُلَآءِ شُفَعَآؤُنَا عِنْدَاللّٰهِ ط. (سورہ یونس)

اور کہتے ہیں کہ یہ ہمارے سفارشی ہیں اللہ تعالیٰ کے حضور میں۔

معلوم ہوا کہ مشرکین عرب اپنے معبودوں کو حقیقی الہ نہیں سمجھتے تھے، بلکہ ان کا خیال تھا کہ ان کی پوجا ہمیں حقیقی الہ کے قریب کردے گی۔ اس لئے بلا تکلف وہ انہیں اللہ کی عبادت میں شریک ٹھہرا لیتے تھے۔

مشرکین عرب کا تلبیہ

لبیک الـلّٰهم لبیک لا شریک لک لبّیک الّا شریکا ھوَ لک تملکه وما ملک! (مسلم شریف)

حاضر ہوں اے اللہ میں حاضر ہوں تیرا کوئی شریک نہیں ہے ہاں مگر وہ جس کو تو نے اختیار دے دیے ہوں اور تو ہی اس کا مالک ہے۔ مشرکین عرب کا یہ مشہور تلبیہ ہے جس سے معلوم ہوا کہ وہ صرف اس کو اللہ تعالیٰ کے اختیار میں شریک کرتے تھے جسے وہ خود یہ سمجھتے تھے کہ یہ اللہ کا محبوب ہے اور اللہ تعالیٰ نے اس کو اختیارات دے رکھے ہیں۔

معلوم ہوا کہ حقیقی اور مجازی ذاتی اور عطائی کا فرق عجمی مشرکین کا پیدا کردہ نہیں ہے بلکہ ان کے آباؤ اجداد عربی مشرکین بھی یہی نظریات رکھتے تھے۔ نہ صرف ان خیالات کے مالک تھے بلکہ وہ اس کا پرچار بھی کرتے تھے جیسا کہ آپ نے قرآن حکیم کی آیت اور حدیث پاک کے حوالوں سے معلوم کرلیا ہے! اس لئے اب یہ بات بلا جھجک کہی جا سکتی ہے کہ عربی مشرک اور عجمی مشرک اس مسئلہ میں یکساں خیالات رکھتے ہیں کہ بزرگوں کو مشکل کشا، حاجت روا، عالم الغیب حاضر ناضر ماننا

اور جاننا کلمہ طیبہ کے مفہوم کے خلاف نہیں ہے، بلکہ اس کی یہ تاویل کر لی گئی کہ اللہ تعالیٰ حقیقی طور پر مشکل کشا و حاجت روا ہیں۔مگر کلمہ طیبہ اس کی نفی کرتا ہے، اس نے ہر اس معبود کی نفی کر دی جسے اللہ کے مقابلہ میں لا کھڑا کیا ہے۔

کلمہ شریف کہتا ہے کہ

نبی......ہو یا ولی

قطب ہو...... یا ابدال

علی ہجویری ہوں...... یا معین الدین اجمیری

شیخ عبدالقادر جیلانی ہوں...... یا نظام الدین اولیاء

یہ سب اللہ تعالیٰ کے محبوب و مقرب بندے اور اولیاء اللہ تو ہو سکتے ہیں مگر معبود، مشکل کشاء، حاجت روا نفع نقصان کے مالک اور الٰہ نہیں ہو سکتے کیونکہ لفظ الٰہ جس معنی کا تقاضا کرتا ہے اس کے پیش نظر ضروری ہے کہ تمام قابلِ احترام شخصیات کو احترام کے لائق تو سمجھا جائیگا مگر عبادت کے لائق نہیں سمجھا جائے گا۔عبادت صرف اور صرف اللہ تعالیٰ ہی کی ہوگی، کیونکہ کلمہ طیبہ میں اسی بات کا صمیم قلب سے اقرار کیا گیا ہے کہ لا الٰہ الا اللہ۔

نبیوں والا کلمہ

حضراتِ گرامی! یہی کلمہ تمام ابنیاء علیہم السلام کی دعوت کا مرکزی نکتہ ہے۔حضرات انبیاء علیہم السلام نے بنیادی طور پر اسی کلمہ توحید کی تبلیغ فرمائی۔اسی پر محنت کی اور اسی کے لئے طرح طرح کے مصائب برداشت کئے مگر ان تمام مصائب و آلام کے باوجود کلمہ طیبہ کی اساسی دعوت کو نہیں چھوڑا۔مثلاً حضرت نوح علیہ السلام نے اپنی قوم سے فرمایا کہ

☆ **لَقَدۡ اَرۡسَلۡنَا نُوۡحًا اِلٰی قَوۡمِهٖ فَقَالَ يٰقَوۡمِ اعۡبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمۡ مِّنۡ اِلٰهٍ غَيۡرُهٗ . (سورہ الاعراف، پ۸)**

ہم نے نوح علیہ السلام کو ان کی قوم کی طرف بھیجا تو آپ نے کہا کہ اے میری قوم صرف اللہ ہی کی عبادت کرو، اس کے سوا تمہارا اور کوئی الٰہ (معبود) نہیں۔

☆ وَاِلٰی عَادٍ اَخَاھُمْ ھُوْدًا ط قَالَ یٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰہَ مَالَکُمْ مِّنْ اِلٰہٍ غَیْرُہٗ .

(سورۃ الاعراف، پ۸)

اور قوم عاد کی طرف ان کے بھائی ہود علیہ السلام کو نبی بنا کر بھیجا گیا، تو آپ نے کہا کہ اے میری قوم اللہ ہی کی عبادت کرو۔ اس کے سوا تمہارا کوئی الٰہ (معبود) نہیں ہے۔

☆ وَاِلٰی ثَمُوْدَ اَخَاھُمْ صٰلِحًا م قَالَ یٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰہَ مَالَکُمْ مِّنْ اِلٰہٍ غَیْرُہٗ .

(سورہ ھود، پ۱۲)

☆ وَاِلٰی مَدْیَنَ اَخَاھُمْ شُعَیْبًا ط قَالَ یٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰہَ مَالَکُمْ مِّنْ اِلٰہٍ غَیْرُہٗ.

☆ اَمْ کُنْتُمْ شُھَدَآءَ اِذْ حَضَرَ یَعْقُوْبَ الْمَوْتُ اِذْقَالَ لِبَنِیْہِ مَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ بَعْدِیْ ط قَالُوْا نَعْبُدُ اِلٰھَکَ وَاِلٰہَ اٰبَآئِکَ اِبْرٰھٖمَ وَ اِسْمٰعِیْلَ وَاِسْحٰقَ اِلٰھًا وَّاحِدًا. (سورہ بقرہ، پ۱)

کیا تم حاضر تھے جس وقت یعقوب علیہ السلام کو موت آئی جب انہوں نے اپنے بیٹوں سے کہا کہ میرے بعد کس کی عبادت کرو گے انہوں نے کہا کہ ہم تیرے باپ دادا ابراہیم واسماعیل واسحاق علیہم السلام کے ایک ہی معبود کی عبادت کریں گے۔

سرکار دوعالم ﷺ کی دعوت توحید

یَا اَیُّھَا النَّاسُ قُوْلُوْا لَآاِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ تُفْلِحُوْا.

☆ قُلْ اِنَّمَا ھُوَ اِلٰہٌ وَّاحِدٌ (سورہ انعام، پ۷)

آپ کہہ دیجئے بس وہ ایک ہی معبود ہے

☆ فَاعْلَمْ اَنَّہٗ لَآاِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ . (سورہ محمد)

بس جان لیجے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے۔

معلوم ہوا کہ انبیاء علیہم السلام اسی کلمہ پر محنت فرماتے رہے اور اسی بات کو نکھارتے رہے کہ

اللہ کے سوا......کوئی معبود نہیں

اللہ کے سوا......کوئی مسجود نہیں

اللہ کے سوا......کوئی خالق نہیں

اللہ کے سوا......کوئی مالک نہیں

اللہ کے سوا......کوئی مشکل کشا نہیں

اللہ کے سوا......کوئی حاجت روا نہیں

اللہ کے سوا......کوئی داتا نہیں

اللہ کے سوا......کوئی رازق نہیں

خطیب کہتا ہے

عبادت کی جس قدر بھی قسمیں ہیں۔

☆ عبادت قولی

☆ عبادت بدنی

☆ عبادت مالی

یہ سب کی سب لا الٰہ الا اللہ کے مفہوم آتی ہیں۔

مثلاً زبان سے کوئی وظیفہ غیر اللہ کا نہیں پڑھا جاسکتا۔

مثلاً زبان سے پیغمبر، ولی، کسی بھی جن، فرشتے، بزرگ کو نہیں پکارا جاسکتا۔

کیونکہ لا الٰہ الا اللہ

لا الٰہ الا اللہ

مال، نذر نیاز، منت، منوتی، چڑھاوے، یہ سب اللہ تعالیٰ کی ذات کے ساتھ مخصوص ہوں گے۔اگر کوئی شخص نذر نیاز، منت منوتی، چڑھاوے غیر اللہ کے نام پر دیتا ہے تو وہ کلمہ طیبہ کا مخالف ہے۔

عبادت! اسی طرح عبادت بدنی میں سجدہ، قیام، رکوع، طواف یہ سب عبادات اللہ تعالیٰ کے ساتھ مخصوص ہیں۔اگر ان عبادات میں کسی غیر کو شریک کرتا ہے تو گویا کہ اس نے کلمہ طیبہ سے کھلی بغاوت کی ہے اور کلمہ طیبہ سے کوئی تعلق نہیں ہے، کلمہ طیبہ اپنے ساتھ سطحی تعلق قلبی اور یقینی تعلق

چاہتا ہے۔

خلاصہ

کلمہ طیبہ کا جب یہ معنی ہر کوئی کرتا ہے اور ہر شخص لکھتا ہے اور ہر شخص بیان کرتا ہے کہ لا الٰہ الا اللہ نہیں ہے کوئی معبود مگر اللہ...... تو اس کا واضح مطلب یہ ہوا کہ

☆ زبانی عبادتیں بھی صرف اللہ کے لئے ہوں گی۔

☆ مالی عبادتیں بھی صرف اللہ کے لئے ہوں گی۔

☆ بدنی عبادتیں بھی صرف اللہ کے لئے ہوں گی۔

اور جو شخص

☆ زبان سے غیر اللہ کے وظیفے پڑھے گا

☆ مال سے غیر اللہ کے چڑھاوے اور نذر نیاز دے گا

☆ بدن سے غیر اللہ کے سجدے اور طواف کرے گا

وہ کلمہ طیبہ کا باغی قرار دیا جائے گا۔

کلمہ طیبہ کا جس طرح زبان سے اقرار ضروری ہے

اسی طرح کلمہ طیبہ پر دل سے یقین کرنا بھی ضروری ہے۔

خِرَدْ نے کہہ بھی دیا لا الٰہ تو کیا حاصل

دل ونگاہ مسلمان نہیں تو کچھ بھی نہیں

رسول اللہ ﷺ کی زبان مبارک سے کلمہ طیبہ کے فضائل

☆ سرکارِ دوعالم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ایمان کے ستر سے بھی اوپر شعبے ہیں اور ان میں سب سے افضل اور اعلیٰ لا الٰہ الا اللہ کا قائل ہونا ہے۔ (مسلم و بخاری)

☆ سرکار دوعالم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ الٰہ الا اللہ تمام ذکروں سے افضل واعلیٰ ہے۔ (ابن ماجہ ونسائی)

اسی طرح اللہ نے حضرت موسیٰ سے فرمایا اے موسیٰ اگر ساتوں آسمان اور ساتوں زمینیں اور جو

کچھ ان میں ہے ایک پلڑے میں رکھی جائیں اور لا الٰہ الا اللہ دوسرے پلڑے میں رکھا جائے تو ...... لا الٰہ الا اللہ کا پلڑا بھاری رہے گا۔(شرح السنۃ)

لا الٰہ الا اللہ میں یہ فضیلت اور وزن اس لئے ہے کہ اس میں اللہ تعالیٰ کی توحید کا عہد اور اقرار ہے یعنی صرف اس کی عبادت و بندگی کرنے اور اس کے حکموں پر چلنے اور اس کو اپنا مقصود و مطلوب بنانے اور اسی سے لو لگانے کا فیصلہ اور معاہدہ ہے اور یہی اسلام کی روح ہے اور اسی لئے حضور ﷺ کا لوگوں کو حکم ہے کہ وہ اس کلمہ کو بار بار پڑھ کر اپنا ایمان تازہ کیا کریں۔ایک دن حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ

''لوگو اپنے ایمان کو تازہ کرتے رہا کر۔بعض صحابہؓ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ ہم کس طرح اپنے ایمان کو تازہ کیا کریں۔آپ نے فرمایا کہ

لا الٰہ الا اللہ کثرت سے پڑھا کرو(مسند احمد جمع الفوائد)

الغرض...... یہ بات ذہن نشین کر لی جائے کہ کلمہ طیبہ کے بغیر ہماری زندگی زندگی نہیں ہوگی اور کلمہ طیبہ کے بغیر ہماری بندگی کوئی بندگی نہیں ہوگی۔صاف صاف یہ عقیدہ بنالیجئے کہ

لا الٰہ الا اللہ...... ہمارا اقرار اور اعلان ہو

لا الٰہ الا اللہ...... ہمارا اعتقاد اور ایمان ہو

لا الٰہ الا اللہ...... ہمارا عمل اور ہماری شان ہو

بزرگانِ دین اور معنی اِلٰہ

حضرت سلطان باہو رحمہ اللہ نے لا الٰہ الا اللہ کا معنی اپنی زبان میں اس طرح فرمایا کہ

یقیں دانم دریں عالم کہ لامعبود الا ھو
ولا موجود فی الکونین ولا مقصود الا ھو
چوں تیغ لا بدست آری بیا تنہا چہ غم داری
مجو پیس ڈالیں از غیر حق یاری کہ لا فتاح الا ھو

شیخ عطار رحمہ اللہ اِلٰہ کا معنی اس طرح بیان فرماتے ہیں کہ

بندگاں را نیست ناصر جز الٰہ
یاری از حق خواہ واز غیرش مخواہ
از خدا خواہ ہر چہ خواہی اے پسر
نیست در دست خلائق خیر و شر

....

در بلا یاری مخواہ از ہیچ کس
زانکہ نبود جز خدا فریاد رس

مولانا جامیؒ فرماتے ہیں کہ

یکے بین و یکے دان و یکے گو
یکے خواہ و یکے خوان و یکے جو

شیخ سعدیؒ فرماتے ہیں کہ

موحد چہ برپائے ریزی زرش
چہ شمشیر ہندی نہی برسرش
امید و ہراسش نہ باشد زکس
ہمیں است بنیاد توحید و بس

قابل توجہ نکتہ

اس بات پر ٹھنڈے دل سے غور کیجئے کہ اختلاف لا اِلٰہ کہنے پر ہوا الا اللہ کہنے پر نہیں ہوا۔

آپ کہیں......زمین اللہ نے بنائی......کوئی اختلاف نہیں

آپ کہیں......آسمان اللہ نے بنائے......کوئی اختلاف نہیں

آپ کہیں......رزق اللہ دیتا ہے......کوئی اختلاف نہیں

آپ کہیں...... مصیبتیں اللہ دور کرتا ہے......کوئی اختلاف نہیں

آپ کہیں......شفاء اللہ کے ہاتھ میں ہے......کوئی اختلاف نہیں

اختلاف کہاں سے شروع ہوتا ہے

آپ کہیں کہ......اللہ کے سوا کوئی رزق دینے والا نہیں......اختلاف ہو گیا

آپ کہیں کہ......اللہ کے سوا کوئی مصیبتیں دور کرنے والا نہیں ہے......اختلاف ہو گیا

معلوم ہوا کہ اختلاف لا الٰہ کہنے میں ہے

اختلاف دوسروں کی خدائی کی نفی کرنے میں ہے

اختلاف دوسروں کے اختیارات کی نفی کرنے میں ہے

اقبال مرحوم اس بات کو سمجھانے کے لئے فرماتے ہیں کہ

چوں مے گویم مسلمانم بلرزم

کہ دانم مشکلات لا الٰہ را

خطیب کہتا ہے

تمام عمر الا اللہ، الا اللہ، اللہ ھو، اللہ ھو کہتے رہو، کسی کو اعتراض نہیں ہوگا، کسی کو تشویش نہیں ہوگی، کسی کے چہرے پر بل نہیں پڑیں گے۔ مگر جب آپ نے دوسروں الٰہوں کی نفی کی......اسی وقت جھگڑا ہوگا، اسی وقت چہروں کے رنگ بدل جائیں گے، اسی وقت دلوں میں اضطراب پیدا ہو جائے گا، جھگڑا ہوگا اور فساد برپا ہو جائے گا۔

کیوں......اور کس لئے؟

اس لئے کہ مریض شرک سب کچھ برداشت نہیں کرسکتا ہے مگر اپنے معبودوں اور خودساختہ الٰہوں کی نفی برداشت نہیں کرسکتا!

مریض اپنے الٰہوں کی نفی برداشت نہیں کرسکتا۔

اور

کلمہ طیبہ اپنے الٰہ واحد کا شریک برداشت کرسکتا ہے، جھگڑا ہو گیا، جھگڑا ہو گیا۔

توحید کا مشرک کے ساتھ

موحد کا مشرک کے ساتھ

سچ کا جھوٹ کے ساتھ

روشنی کا ظلمت کے ساتھ

ہم تو

اس جھگڑے میں توحید کے ساتھ ہیں

ہم تو

اس جھگڑے میں موحدین کے ساتھ ہیں

ہم تو

اس جھگڑے میں سچائی کے ساتھ ہیں

ہم تو

اس جھگڑے میں روشنی کے ساتھ ہیں

چوں تیغ لا بدست آری بیا تنہا چہ غم داری
مجواز غیر حق یاری کہ لا فتاح الا ھو

محمّد رّسول اللہ

حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ وہ ذاتِ گرامی ہیں جنہوں نے کلمے کی قیمتی متاع امت کو عطا فرمائی۔

☆ حضور ﷺ نے مصائب کے پہاڑ برداشت کیئے مگر کلمہ نہیں چھوڑا

☆ حضور ﷺ نے دانت شہید کرائے مگر کلمہ نہیں چھوڑا

☆ حضور ﷺ نے جسم زخمی کرایا مگر کلمہ نہیں چھوڑا

☆ حضور ﷺ نے گھر بار چھوڑا مگر کلمہ نہیں چھوڑا

☆ حضور ﷺ نے اپنے خون مبارک سے مکہ کی گلیوں کو رنگین کروالیا مگر کلمہ نہیں چھوڑا۔

☆ حضور ﷺ نے طائف کے درندوں سے جسم اطہر زخمی کرالیا مگر کلمہ نہیں چھوڑا۔

☆ حضور ﷺ نے طائف کی وادی کو نبوت کے خون سے رنگین کردیا مگر کلمہ نہیں چھوڑا۔

☆ حضور ﷺ نے جسم اطہر چور چور کرالیا مگر کلمہ نہیں چھوڑا

☆ حضور ﷺ نے شعب ابی طالب میں قید ہونا منظور فرمالیا مگر کلمہ نہیں چھوڑا۔

کیوں؟

اس لئے کہ کلمہ......رسول اللہ کا منشور تھا

اس لئے کہ کلمہ......رسول اللہ کا دستور تھا

اس لئے کہ کلمہ......رسول اللہ کا نشان تھا

اس لئے کہ کلمہ......رسول اللہ کا ایمان تھا

اس لئے کہ کلمہ......رسول اللہ کا وجدان تھا

اس لئے کہ کلمہ......رسول اللہ کا فیضان تھا

اس لئے کہ کلمہ......رسول اللہ کے مشن کی جان تھا

صحابہ لہولہان ہوگئے......مگر کلمہ نہیں چھوڑا

یارانِ رسول لہولہان ہوگئے......مگر کلمہ نہیں چھوڑا

اہل بیت رسول لہولہان ہوگئے......مگر کلمہ نہیں چھوڑا

محمد رسول اللہ ﷺ اللہ کے رسول ہیں۔کلمہ طیبہ ان کے بغیر مکمل ہی نہیں ہوتا۔دین ان کے بغیر کامل ہی نہیں ہوتا۔

اسلام ان کے بغیر پورا ہی نہیں ہوتا

آپ کی رسالت......دین کی ضامن

آپ کی رسالت......اسلام کی ضامن

آپ کی رسالت......ایمان کی ضامن

اس لئے آیئے

☆ دین سیکھنا ہے تو محمد رسول اللہ ﷺ کی رسالت پر ایمان لایئے!

☆ دین سیکھنا ہے تو حضور ﷺ کے قدموں سے روشنی حاصل کیجئے۔

☆ دین سیکھنا ہے تو محمد رسول اللہ ﷺ کے اسوۂ حسنہ کو مشعل راہ بنایئے!

لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ......اللہ کے سوا معبود کوئی نہیں ۔

محمد ﷺ کے سوا رسول ان کے بعد کوئی نہیں ۔

☆ خدا خدائی میں یکتا ہے

☆ محمد مصطفائی میں یکتا ہے

☆ خدا کے بعد خدا کوئی نہیں ہوسکتا۔

☆ حضور ﷺ کے بعد رسول کوئی نہیں ہوسکتا۔

☆ خدا پر خدائی ختم

☆ حضور ﷺ پر مصطفائی ختم

وَاٰخِرُ دَعْوٰهُمْ اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

غیر اللہ کے لیے سجدۂ تعظیمی حرام ہے

نَحْمَدُہ وَ نُصَلِّی عَلیٰ رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُبِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْم. بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم

یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا ارْکَعُوْا وَاسْجُدُوْا وَاعْبُدُوْا رَبَّکُمْ.

اے ایمان والو رکوع کرو اور سجدہ کرو اور عبادت کرو اپنے ربّ کی!

☆ وَاسْجُدُوْا لِلّٰہِ الَّذِیْ خَلَقَھُنَّ . (پ ۲۴)

اور سجدہ کرو اللہ ہی کے لیے جس نے ان کو پیدا کیا ہے۔

☆ لَا تَسْجُدُوْا لِلشَّمْسِ وَلَا لِلْقَمَرِ . (پ ۲۴)

نہ سجدہ کرو سورج کے لیے اور نہ ہی چاند کے لیے!

حضرات گرامی! آج کے دور میں جہاں اور بہت سی عبادات میں ملاوٹ کردی گئی ہے۔ وہیں پر سجدہ جو خالص اللہ تعالیٰ کا حق تھا اس میں بھی ملاوٹ کر کے اس کی عظمت کو گہنا دیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی ذات حمیت وغیرت میں یکتا ہے۔ وہ ہر چیز میں وحدانیت اور یکتائی کی مستحق ہے۔ کبریائی اسی کو سجتی اور جچتی ہے۔ عبادات وریاضت اسی کے لیے مختص ہونی چاہیے۔ سجدہ صرف اور صرف اسی کا حِصّہ ہے اور اسے ہی لائق ہے اور اسی ذات الٰہی کے لیے کرنا چاہیے، کیونکہ سجدہ اس کے علاوہ کسی کو سجتا ہی نہیں۔ مگر براہوراہبوں اور احبار سوء کا کہ انہوں نے اپنے پیٹ کے دھندے کے لئے سجدے کو بھی تقسیم کر دیا اور اپنے شکمی فلسفے اور خواہشات نفسانی کے بل بوتے پر سجدے کی دو قسمیں بناڈالیں۔

☆ سجدۂ عبادت

☆ سجدۂ تعظیمی

اس فلسفے پر بدعات کا مصنوعی غلاف چڑھا کر عوام کو دھوکہ دینا شروع کر دیا کہ سجدۂ عبادت تو اللہ ہی کو کرنا چاہیے وہ تو اسی کا حصہ ہے۔ مگر سجدۂ تعظیمی پیروں فقیروں اور ملنگوں اور قلندروں کو

کرنا چاہیے کیونکہ پیر فقیر اس تعظیم کے مستحق ہیں اور ستم بالائے ستم یہ کہ اس سجدۂ تعظیمی کے جواز کے لئے دلائل گھڑ لئے۔

وَزَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطَانُ اَعْمَالَهُمْ

میں سمجھتا ہوں کہ علمائے سُوء اور جاہل راہبوں نے دین متین کا حلیہ بگاڑنے اور قرآن و حدیث میں تحریف وتخریب کاری میں وہ کارہائے نمایاں سرانجام دیے ہیں کہ دنیائے صداقت و دیانت ان کی خیانتوں اور تلبیسات سے ورطہ حیرت میں پڑ گئی!

چہ دلاور ست دُزدے کہ بکف چراغ دارد

حیرت ہے علمائے حق پر

اس دور میں علمائے حق کا وجود عنقا ہوتا چلا جارہا ہے، جو گنے چنے رہ گئے ہیں ان کی زبانوں پر بھی تالے پڑے ہوئے ہیں، وہ اللہ تعالیٰ کی توحید بیان کرنا اور امت کو شرک و بدعات سے بچانے کو فرقہ پرستی سمجھتے ہیں۔ ان کے نزدیک دین وہی ہے جو ان کے ناقص ذہنوں نے اپنے محدود ذہنوں سے تیار کیا ہے آخر انہیں کیا ہوگیا ہے وہ جن بزرگوں کا نام لیتے ہیں، کیا ان کا مسلک یہی تھا؟ کیا معاذ اللہ انہوں نے بھی دین اور دین کے مسائل بیان کرنے میں مداہنت سے کام لیا تھا؟ ہرگز نہیں، تو پھر کیا تمہیں حق پہنچتا ہے کہ ان پاکباز ہستیوں کے ساتھ نسبت کرو؟

جب تک اپنے اکابر کے پیروکار نہیں بنو گے اور توحید وسنت کے بیان میں ان کا اتباع نہیں کرو گے تمہارا کوئی حق نہیں بنتا کہ تم ان ہستیوں کا نام لے کر ان کو بدنام کرو!

آج جس طرح شرک و بدعت کا سیلاب ہے اس پر بند باندھنے کے لئے شاہ اسمٰعیل شہید اور حضرت گنگوہی کے فرزندوں کو میدانِ عمل میں اتر کر ان کے پروگرام اور مشن کو زندہ کرنا چاہیے اور اگر اس کی جرأت نہیں ہے تو تمہیں ان کا نام لینے کا کوئی حق نہیں ہے۔

سجدۂ تعظیمی

یہ خداوند قدوس کے حق پر ڈاکہ ہے۔ اللہ کا حق کس غیر کو دینا یہی شرک ہے یہی بغاوت خداوندی ہے اس پر قرآن وحدیث کے دلائل کا ایک بحر ذخار موجود ہے جن سے معلوم ہوتا ہے کہ

اللہ کے سوا کسی کو سجدہ جائز نہیں ہے۔قرآن مجید کی جو آیتیں خطبہ مسنونہ کے بعد پیش گئیں ان سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے قرآنی آیات کے علاوہ حدیث رسول میں اس صراحت سے سجدہ تعظیمی کی حرمت کو بیان کیا گیا ہے کہ ایک عامی سے عامی آدمی کو بات سمجھنے کی کوئی وقت محسوس نہیں ہوتی ......

یاللعجب؟

سجدۂ تعظیمی رسول اللہ ﷺ کی نظر میں

ترمذی شریف کی روایت ہے کہ

جاء ت امرأة الیٰ رسول اللّٰہ ﷺ فقالت یا رسول اللّٰہ اخبرنی ماحق الزّوج علی الزّوجة قال لو کان ینبغی لبشر ان یسجد لبشر لا مرت المرأة ان تسجد لزوجھا اذا دخل علیھا لما فضّلہ اللّٰہ علیھا. (ترمذی)

ایک عورت نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی کہ یا رسول ﷺ شوہر کا عورت پر کیا حق ہے۔فرمایا کہ اگر بشر کے لئے جائز ہوتا کہ وہ دوسرے بشر کو سجدہ کرے تو میں عورت کو حکم دیتا کہ جب شوہر گھر میں آئے تو وہ اس کو سجدہ کرے!

خطیب کہتا ہے

☆ عورت کے نزدیک پیر بڑا ہے۔

☆ مگر رسول اللہ ﷺ کے نزدیک شوہر بڑا ہے۔

☆ عورت نے سوال کر کے دنیا بھر کی خواتین کے لئے آرڈی ننس جاری کرادیا۔

سبحان اللہ...... چونکہ عورتیں ہی زیادہ پیروں فقیروں کو سجدہ کرنے کی خوگر ہوتی ہیں۔رسول اللہ ﷺ نے سجدہ تعظیمی سے روک کر ہمیشہ شرک کا دروازہ بند کر دیا۔

☆ جو عورتیں پیروں فقیروں ملنگوں کے یہاں حاضری دیتی ہیں اور انہیں سجدہ کرتی ہیں، وہ اپنے کئے کرائے کا انجام تو یہیں پر بھگت لیتی ہیں۔آخرت کے احتساب اور عذاب کی فکر کریں!

حضور ﷺ نے سجدہ تعظیمی سے منع فرمایا

عن قیس بن سعد رضی اللّٰہ عنہ قال اتیت الحیرۃ فرایتھم یسجدون لمرزبان لھم فاتیت رسول اللّٰہ ﷺ فقلت انّی اتیت الحیرۃ فرایتھم یسجدون لمرزبان لھمفانت احق ان یّسجد لک فقال لی ارایت لو مررت بقبری اکنت تسجد لہ فقلت لا فقال لا تفعلوا لو کنت اٰمر احداً ان یسجد لاحد لا مرت النّساء ان یّسجدن لا زواجھنّ لما جعل اللّٰہ لھم علیھنّ من حق. (ابوداؤد)

قیس بن سعد بیان فرماتے ہیں کہ میں مقام حیرہ میں پہنچا تو میں نے وہاں کے باشندوں کو دیکھا کہ وہ اپنے سردار کو سجدہ کرتے ہیں جب میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا تو میں نے عرض کیا کہ میں مقام حیرہ گیا تھا۔ میں نے ان لوگوں کو دیکھا ہے کہ وہ اپنے سردار کو سجدہ کرتے ہیں آپ تو اس کے سب سے زیادہ مستحق ہیں کہ آپ کو سجدہ کیا جائے۔آپ نے مجھ سے فرمایا کہ بتاؤ کہ اگر تم میری قبر پر گذرتے ہو تو تم اس کو سجدہ کرتے؟

میں نے کہا نہیں! تو فرمایا کہ اب بھی (مجھے) سجدہ مت کرو! اگر میں کسی کو حکم دیتا کہ وہ کسی کو سجدہ کرے تو یقیناً عورتوں کو حکم دیتا کہ وہ اپنے شوہروں کو سجدہ کیا کریں۔ کیونکہ شوہروں کا اپنی بیویوں پر بڑا حق ہے!

خطیب کہتا ہے

☆ صحابی رسول نے صراحتاً رسول اللہ ﷺ کو سجدہ کرنے کی خواہش کا اظہار کیا اور دلیل میں حیرہ کے لوگوں کا عمل بطور استدلال پیش کیا!

☆ **لو مررت بقبری اکنت تسجد لہ**

سرکار دوعالم ﷺ نے جواب میں ایک ایسا بے مثال سوال پیش فرمایا جس سے آنکھیں روشن ہوگئیں اور سجدہ تعظیمی کے تار پود فضا میں بکھر گئے!

☆ اگر تو میری قبر کے پاس سے (بالفرض) گزرے تو کیا تو اس کو سجدہ کرے گا؟

قابل غور نکتہ یہ ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ نے یہ سوال قیس بن سعدؓ سے کیا تھا اس وقت حضور ﷺ کی قبر مبارک تھی؟

اگر نہیں تھی تو آپ نے سمجھانے کے لئے ایسا الہامی انداز اختیار فرمایا جس سے مسئلہ کے تمام ممکنہ پہلو سامنے آ گئے اور آپ کی حیاتِ طیبہ میں آپ کے سامنے آپ کی زبان مبارک سے سجدہ تعظیمی کی حرمت واضح ہو گئی۔

☆ قبروں کو سجدہ بہت زیادہ متعارف تھا اس لئے آپ نے قبر کا ہی نام لیا......آج بھی قبروں پر سجدے اس قدر عام ہیں کہ اس پر دلائل قائم کرنے کی ضرورت نہیں ہے!

☆ قیس بن سعد بھی محمدی یونیورسٹی سے فارغ تھا اس نے بھی بلا توقف اور بلا تکلف عرض کیا کہ لا اے محمد (ﷺ) آپ کی یونیورسٹی کے فارغ آپ کے سند یافتہ کی گردن آپ کی قبر کے سامنے سجدہ کے لئے کبھی جھک نہیں سکتی؟

☆ جو گردن آپ نے اللہ کے حضور جھکانے کا سبق دیا ہے یہ وہیں جھکے گی!

☆ خطیب کو کہنے دو اگر صحابی رسول اللہ ﷺ کی قبر کو سجدہ کرنے کو تیار نہیں ہے تو کوئی سنّی حضور ﷺ کا مستانہ توحید کا دیوانہ کسی قبر کو سجدہ کرنے کے لئے تیار نہیں ہے!

☆ مسلمان کا سر کٹ تو سکتا ہے مگر غیر اللہ کے سامنے جھک نہیں سکتا۔

اے پیٹ کے پجاری ملا اب بتا کیا اس صحابیؓ کے سامنے سجدہ کی تقسیم کا مسئلہ نہیں تھا؟ کیا صحابہ کو معلوم نہیں تھا کہ سجدہ کی دو قسمیں ہوتی ہیں، ایک سجدہ عبادت اور ایک سجدہ تعظیمی۔

☆ نہیں اور ہرگز نہیں......سجدہ صرف اور صرف اللہ کی ذات کے لئے ہی خاص ہے اس کے سوا کسی کے لئے سجدہ جائز نہیں ہے۔

تعظیم وتکریم کے لئے السلام علیکم کہا کرو

فقال نبی اللّٰہ ﷺ انھم کذبوا علیٰ انبیاء ھم کما حرّفو کتابھم انّ اللّٰہ عزّ و جلّ ابدلنا خیراً من ذالک السّلام تحیۃ اھل الجنۃ. (رواہ احمد)

سرکار دو عالم ﷺ نے فرمایا کہ ان لوگوں (یعنی نصاریٰ) نے اپنے نبیوں پر جھوٹ الزام لگایا

ہے جس طرح انہوں نے اپنی آسمانی کتابوں میں تحریف کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس سے بہتر ہم کو اسلام کا طریقہ تعلیم فرمایا ہے......اور وہ لفظ السلام علیکم ہے۔ یہ طریقہ اہل جنت کے باہم سلام کرنے کا ہے۔

خطیب کہتا ہے

☆ نصاریٰ نے انبیاء علیہم السلام پر جھوٹا الزام لگایا ہے کہ وہ سجدۂ تعظیمی کراتے تھے!

☆ جس طرح نصاریٰ کے راہب جھوٹ بولتے تھے اسی طرح مبتدعین مشرکین کے راہب بھی جھوٹ بولتے ہیں کہ اولیاء اپنے آپ کو سجدہ کراتے تھے۔ نصرانی اور مبتدعین کا موقف سجدہ تعظیمی کے مسئلہ پر یکساں ہے!

جنتیوں کا طریقہ باہمی سلام و احترام کا وہی ہوگا جو آج علمائے حق اہلِ سنت میں جاری و ساری ہے۔......یعنی......السلام علیکم

قبوری فرقہ پر اللہ کا غضب نازل ہوگا

قبر کو چاٹنا، قبروں کی تجارت کرنا قبروں کو ذریعہ روزگار بنانا، قبروں پر سجدے کرنا، قبروں پر تجارتی ہیڈ آفس قائم کرنا یہ ایک مستقل تحریک ہے۔ پرانے دور میں قبر پرستوں اور قبر فروشوں کا نام مجاور ہوتا تھا، اس دور میں انہیں حضرت صاحب یا سجادہ نشین قسم کے معزز القاب سے یاد کیا جاتا ہے۔ اچھے لوگوں کے خطابات ان کے لئے استعمال کئے جاتے ہیں۔ ان مجاوروں اور قبر پرستوں نے باقاعدہ قبروں کا ایک نظام مرتب کیا ہے اور اس کے کچھ ضابطے مرتب کئے ہیں۔

قبروں پر عرسوں کے نام سے میلے مقرر کئے ہیں۔ ان کے لئے مہینے اور تاریخیں اسی طرح حتمی اور ضروری ہیں جس طرح اللہ تعالیٰ نے عید اور رمضان کی تاریخ اور مہینہ مقرر فرمایا ہے۔

عید الفطر، قیامت تک یکم شوال کو ہی ہوگی، روزے رمضان شریف میں ہی فرض ہوں گے۔ اسی طرح مجاوروں اور قبر پرستوں نے جو دن عرس کے لئے مقرر کر دیا ہے اس میں کوئی تبدیلی نہیں کی جا سکتی اور نہ ہی مہینہ بدلا جا سکتا ہے! یہ قبوری شریعت ہے اور اس کو خام مال مہیا کرنے والے قبر پرست اور چڑھاوے کا مال کھانے والے راہب اور ملاں ہیں جن کی قوت استدلال نے قبوری

شریعت کو قائم کر رکھا ہے اور وہ اپنے پیٹ کے لئے من گھڑت ڈھکو نسلے دے کر انہیں تسلی دیتے رہتے ہیں۔ سرکار دو عالم ﷺ نے ان لوگوں کے لئے ارشاد فرمایا ہے کہ

اشتدّ غضب اللّٰہ علیٰ قوم اتّخذوا قبور انبیاء ھم مساجد. (رواہ مالک)

خدا کا غضب ان لوگوں پر بھڑک اُٹھا جنہوں نے اپنے نبیوں کی قبروں کو سجدہ گاہ بنا لیا۔

خطیب کہتا ہے

قبور انبیاء ھم

ولی کی قبر

محدث کی قبر

مفسر کی قبر

قطب کی قبر

ابدال کی قبر

ان کی قبروں پر سجدہ حرام، خدا کو ناپسند، خدا کو نامنظور

لیکن

سرکار دو عالم ﷺ فرماتے ہیں کہ جن لوگوں نے نبیوں کی قبروں کو سجدہ گاہ بنایا...... وہ خدا کے غضب کا شکار...... غصہ بھڑک اٹھا...... کیوں؟ اس لئے کہ خدا کا حق غیر خدا کو دیا۔

جب نبی کی قبر پر سجدہ کرنے سے خدا ناراض ہوگا۔

جب نبی کی قبر پر سجدہ کرنے سے خدا غضب ناک ہوگا۔

جب نبی کی قبر پر سجدہ کرنے سے خدا کا غصہ بھڑک اُٹھے گا۔

تو پھر صاف بات ہے

کہ کسی ولی اور پیر کی قبر پر سجدہ کرنے والے بھی خدا کے غضب کا شکار ہوں گے۔ انہیں دنیا اور آخرت میں اس کا مزہ چکھنا ہوگا۔

ایک دوسری حدیث میں اس مسئلہ کو سرکار دو عالم ﷺ نے اس انداز سے بیان فرمایا کہ

الا مـن کـان قبلکم کانو یتّخذون قبور انبیاء ھم و صالحیھم مساجد الا فلا تتّخذو القبور مساجد انّی انھا کم عن ذالک. (مسلم شریف)

بغور سن لو تم سے پہلی امتیں اپنے نبیوں اور نیک لوگوں کی قبروں کو سجدہ گاہ بنایا کرتے تھے! دیکھو تم قبروں کو سجدہ گاہ نہ بنانا میں تم کو اس حرکت سے سختی سے منع کرتا ہوں۔

سرکاردوعالم ﷺ کی قبر مبارک اللہ کے حوالے

سرکار دو عالم ﷺ نے اپنی حیات طیبہ میں اپنی قبر مبارک کو اللہ کے حوالے کر دیا اور بارگاہِ خداوندی میں نہایت عاجزی سے درخواست گزاری کی

اللّٰھم لا تجعل قبری وثنا یعبد

اے اللہ میری قبر کو بت نہ بنانا جس کی پوجا کی جائے۔

☆ سرکار دو عالم ﷺ کی قبر مبارک اللہ کے پہرے میں ہے۔

تیری فیکٹری پر چوکیدار کا پہرہ

تیری مل پر چوکیدار کا پہرہ

تیرے دکان پر چوکیدار کا پہرہ

تیرے خزانے پر چوکیدار کا پہرہ

تیری کارخانے پر چوکیدار کا پہرہ

میرے حضور ﷺ کے روضے پر رحمان کا پہرہ

آج بھی

جب کوئی قبروں کا پجاری وہاں جاتا ہے اور کوشش کرتا ہے کہ حضور ﷺ کے مزار اقدس اور قبر اقدس کو سجدہ کرے تو وہاں کا دربان اس کی خوب مرمت کرتا ہے۔

لوگ کہتے ہیں کہ دربان نے ڈنڈا مارا

خطیب کہتا ہے کہ دربان نے نہیں رحمان نے ڈنڈا مارا ہے...... کیونکہ درحقیقت حضور ﷺ کے مزار اقدس کا حقیقی پہرے دار خود رحمان ہے۔ سبحان اللہ قبر پرست کہتا ہے

اساں در محمدؐ تے سجدے کریسوں
کہ ایں در تو سر ساڈا چا کوئی نہیں سکدا

ہم حضورؐ کے دروازے پر سجدہ کریں گے کیونکہ یہ ہمارا حق ہے اس دروازے سے ہمارے سر کو کوئی اٹھا نہیں سکتا۔

دربان کی آواز آتی ہے کہ

میں مشرک دے سر تے ڈنڈے مریسوں
ایہہ مرضی ہے ساڈی ہٹا کوئی نہیں سکدا

رحمان کا پہرہ ہے، خبردار یہاں سجدے کی کوشش نہ کرنا......میرے محبوبؐ نے اپنی قبر مبارک میرے سپرد کر رکھی ہے۔ پہرہ بھی میرا ہوگا اور حفاظت بھی میں کروں گا۔

سبحان اللہ

پوری دنیا کے مزارات پر سجدے ہوتے ہیں۔
مگر
مزار مصطفیٰ سجدوں سے پاک ہے
یہ حضورؐ پاک کی مقبولیت دعا کا نتیجہ ہے
ماشاءاللہ

قبروں کے پجاریوں کو اللہ کی مار

سرکار دو عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ

قاتل اللّٰہ الیھود و النّصارٰی اتخذو قبور انبیاء ھم مساجد. (بخاری، مسلم)

یہود و نصاریٰ کو اللہ مارے انھوں نے اپنے نبیوں کی قبروں کو سجدہ گاہ بنالیا تھا۔

اب بھی دیکھ لیجئے......قبروں کے ملنگ اور پجاری دور سے پہچانے جاتے ہیں ان کے چہروں پر اللہ کی پھٹکار کے آثار نمایاں ہوتے ہیں۔

جس طرح

خدا پرستی سے چہرہ روشن ہوتا ہے

اسی طرح

قبر پرستی سے چہرے پر ظلمت آتی ہے۔

قبر پرست بدترین لوگ ہیں

سرکار دو عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ

من شرار الناس من یتّخد القبور مساجد (مصنف عبد الرزاق)

بدترین لوگ وہ ہیں جنہوں نے قبروں کو سجدہ گاہ بنایا۔

حضرات گرامی! سیدھی سی بات ہے کہ نہ کوئی بت کے پتھر کی پوجا کرتا ہے اور نہ ہی کوئی قبر کی مٹی کو سجدہ کرتا ہے۔ بت کے پتھر کو جس بزرگ کی طرف منسوب کیا ہے سجدہ اس شخصیت کو کیا جاتا ہے اور اسی طرح قبر میں جس بزرگ یا شخصیت کو دفن کیا ہے سجدہ اس بزرگ یا شخصیت کو کیا جاتا ہے۔ سرکار دو عالم ﷺ نے قبروں پر سجدے کرنے سے جو منع فرمایا ہے اس کی یہی وجہ ہے کہ اللہ کے سوا چونکہ سجدہ جائز نہیں ہے اس لئے آپ نے سجدہ لغیر اللہ کی حرمت کو مختلف انداز سے بیان فرمایا اور امت کو اس سے صراحت کے ساتھ روکا۔

اللہ کے نبی کی تمام پونجی اللہ تعالیٰ کی توحید ہوتی ہے اگر اسی پر ڈاکہ ڈالنے، اسی کو نقب لگانے کی اجازت دے دی جائے تو سرمایہ توحید ضائع ہو جائے گا اور امت کا دامن ایک عظیم اثاثے سے خالی ہو جائے گا۔ قرآن وحدیث کے ان دلائل سے سجدہ تعظیمی کی حرمت آفتاب نیم روز کی طرح آشکارا ہوگئی، اب اگر کوئی شخص دن کی روشنی میں کھرے کھوٹے کی، اچھے برے کی، صحیح غلط کی، حلال حرام کی تمیز نہیں کرتا تو وہ اپنی آنکھ کا علاج کرائے۔

وہ ایک سجدہ جسے تو گراں سمجھتا ہے
ہزار سجدوں سے دیتا ہے آدمی کو نجات

وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِيْن

بسم اللہ الرّحمٰن الرّحیم

حجیت حدیث

نَحْمَدُہ وَ نُصَلِّی عَلیٰ رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُبِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْم. بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

لَقَدْ مَنَّ اللّٰہُ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ اِذْ بَعَثَ فِیْھِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِھِمْ یَتْلُوْا عَلَیْھِمْ اٰیٰتِہٖ وَیُزَکِّیْھِمْ وَیُعَلِّمُھُمُ الْکِتٰبَ وَالْحِکْمَۃَ .(سورہ آل عمران)

اللہ نے ایمان والوں پر احسان فرمایا کہ ان کے اندر خود انہی میں سے ایک رسول مبعوث کیا جو انہیں اس کی آیات پڑھ کر سناتا ہے اور ان کا تزکیہ کرتا ہے انہیں کتاب وحکمت کی تعلیم دیتا ہے۔

حضرات گرامی! عصر حاضر میں جہاں اور بہت سے فتنوں نے جنم لیا ہے، وہیں پر ایک فتنہ منکرین حدیث کا بھی ہے جو بڑی ڈھٹائی سے یہ باور کرانے میں مصروف ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے فرمان اور ارشادات عالیہ کی کوئی حیثیت نہیں ہے۔ حدیث رسول کوئی سند جواز نہیں رکھتی، بلکہ یہ قرآن کے مقابلے میں ایک ذخیرہ جمع کرلیا گیا ہے جسے قرآن حکیم تسلیم نہیں کرتا (اعاذنا اللہ)۔

☆ منکرین حدیث کا یہ گروہ خاصا تن آور ہوگیا ہے جو لوگ اسلام کو اپنی مرضی اور خواہشات کے تابع بنانا چاہتے ہیں انہوں نے اس گروہ کو طاقتور بنانے میں اپنی تمام قوتیں صرف کردیں۔ ان کا سرمایہ ان کے وسائل سرکاری وغیر سرکاری تدبیریں اور صلاحیتیں اس گروہ کو مضبوط و مستحکم بنانے میں ایک خاص کردار ادا کررہے ہیں۔

☆ جن لوگوں کو علم سطحی ہے انہوں نے یا تو اسلام کو اردو کی کتابوں یا رسائل میں پڑھا ہے یا چند انگریزی میں لکھی ہوئی معاندین اسلام کی کتابیں ان کی نظر سے گزری ہیں۔ انہوں نے منکرین حدیث کے اس جاہلانہ اور غیر مستند نظریہ کو زیادہ قبول کیا ہے کیونکہ اس نظریہ انکار حدیث میں بے راہ روی کے بہت سے دروازے کھلتے ہیں۔ علمی اور فکری آوارگی کے بہت سے گوشے میسر آتے ہیں۔ حلال وحرام کی تمیز کئے بغیر آزادی اور عیاشی کی راہیں کھلتی ہیں۔ عبادت وریاضت کی بہت سی پابندیوں سے جان چھوٹتی ہے۔ سلف صالحین نے برسہا برس اپنے علم، مطالعے اور گہری

ثقاہت اور معتمد ترین فقاہت سے امت مسلمہ کو جو ایک عظیم علمی سرمایہ میسر کیا تھا اس سے جان چھوٹتی ہے۔

عجیب تماشہ

منکرین حدیث کا یہ گروہ رسول اللہ ﷺ کے ارشادات اور احادیث کو ماننے کے لئے تو تیار نہیں ہے لیکن پرویز جیسے بے عمل، اسلام دشمن اور حدیث رسول کے گستاخ کے اقوال اور لکھی ہوئی تحریروں کو بلا چوں چراں تسلیم کرنے میں بلکہ حرز جاں بنانے میں سعادت دنیا و دین سمجھتے ہیں۔

بسوخت عقل زحیرت کہ ایں چہ بوالعجبی ست

منکرین حدیث سکے نزدیک

☆ رسول حجت نہیں ہے...... پرویز حجت ہے

☆ حدیث رسول حجت نہیں ہے...... پرویز کی بات حجت ہے

افسوس فاروق اعظمؓ جو نہ ہوئے! ورنہ اسلامی سلطنت میں ان جیسے منکرین رسالت کے وجود سے خدا کی دھرتی کو پاک کر دیا جاتا! کتنی دیدہ دلیری ہے، کتنی جرأت ہے۔

☆ فرمان رسول سے بغاوت

☆ ارشاد رسول سے استہزا

اور پھر بھی مسلمان حکومت میں ان کی سرپرستی اور پڑھے لکھے جاہلوں میں ان کی پذیرائی۔

یا اسفیٰ

حضرات محترم! میں یہ چاہتا ہوں کہ قرآن حکیم کی محکم آیات کی روشنی میں آپ کو بتاؤں کہ جس طرح اللہ تعالیٰ کا فرمایا ہوا مسلمان کے لئے حجت ہے اسی طرح رسول اللہ ﷺ کا فرمایا ہوا بھی مسلمان کے لئے حجت ہے۔

☆ اللہ کے فرمائے ہوئے کو قرآن کہا جاتا ہے۔

☆ رسول اللہ کے فرمائے ہوئے کو حدیث کہا جاتا ہے۔

رسول اللہ ﷺ کے فرمان کو خود خداوند قدوس نے حجت قرار دیا ہے اس پر میں انشاء اللہ دس

آیات قرآنیہ پیش کروں گا جن سے حجیت حدیث کا مسئلہ کھلے آسمان کی طرح نکھر کر سامنے آجائے گا۔ وما توفیقی الا باللہ۔

☆ قرآن حکیم کی جو آیت کریمہ میں نے آپ کی خدمت میں تلاوت کی ہے اس میں اللہ تعالیٰ نے سرکار دو عالم ﷺ کی بعثت کے تین مقاصد بیان فرمائے ہیں!

☆ اوّلاً......لوگوں کو کتاب اللہ کی تعلیم دینا

☆ ثانیاً......لوگوں کو کتاب اللہ کی منشاء کے مطابق کام کرنے کی حکمت سکھانا

☆ ثالثاً......صحابہ کی جماعت کا تزکیہ کرنا اور ان کے اندر اچھے اوصاف کو نکھارنا اور اجتماعی و انفرادی تربیت کرنا!

☆ تعلیم کتاب اور تزکیہ تو سمجھ میں آگیا مگر یہ کتاب اللہ کی تعلیم کے ساتھ حکمت سکھانے کا کیا مسئلہ ہے؟

اور اسی طرح تعلیم کتاب صرف کتاب اللہ پڑھ کر سنا دینے کا نام تو نہیں ہے!

جب بھی کوئی استاد پڑھاتا ہے تو طلبہ کو کتاب کی تشریحات وتوضیحات سمجھاتا ہے۔ کتاب کی تشریح کرتا ہے اس کے مفہوم اور معانی بیان کرتا ہے۔ کیا یہ سمجھانا...... کتاب کے الفاظ ہی میں ہوتا ہے یا کتاب کے الفاظ کو اپنے الفاظ اور بیان سے کھول کھول کر بیان کیا جاتا ہے۔ یہ کوئی ایسا فلسفہ نہیں جو سمجھ نہ آسکے۔ کتاب کی تشریح جو استاد کرتا ہے اس کو آج تک کسی نے مسترد نہیں کیا...... بلکہ بعض اوقات کہا جاتا ہے کہ استاد نے کتاب کا حق ادا کر دیا۔

اسی طرح کتاب اللہ کی جو تشریح جو وضاحت سرکار دو عالم ﷺ نے فرمائی، اس کو قرآن کی زبان میں حکمۃ اور علمائے امت کی زبان میں حدیث کہا جاتا ہے۔ اگر استاد کی تشریح قابل قبول ہے تو رسول اللہ ﷺ نے تو کتاب کی تشریح کر کے اپنے منصب کے فرائض کو ادا کیا ہے کیونکہ تعلیم کتاب کے ساتھ حکمت کو بار بار بیان فرمانا اس بات کا بیّن ثبوت ہے کہ حکمۃ اور قرآن دو الگ الگ چیزیں ہیں۔ قرآن حکیم کی تشریحاتِ نبوی کو حکمت اور حدیث کہا جاتا ہے ورنہ منکرین حدیث ہی بتائیں کہ تعلیم کتاب تو واضح بات ہے حکمۃ کی تعلیم کیا ہے، جیسا کہ قرآن حکیم نے کہا ہے کہ

وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ

آیات قرآنی جن میں تعلیم کتاب اور حکمت کو جدا جدا بیان کیا گیا ہے

هُوَ الَّذِیْ بَعَثَ فِی الْاُمِّيّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ . (سورہ جمعہ)

وہ ذات جس نے بھیجا ان پڑھ لوگوں میں ایک رسول...... جو اس کی آیات انہیں پڑھ کر سناتا ہے اور انہیں پاک صاف کرتا ہے اور انہیں کتاب اور حکمت سکھلاتا ہے!

كَمَآ اَرْسَلْنَا فِيْكُمْ رَسُوْلًا مِّنْكُمْ يَتْلُوْا عَلَيْكُمْ اٰيٰتِنَا وَيُزَكِّيْكُمْ وَيُعَلِّمُكُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَ يُعَلِّمُكُمْ مَّا لَمْ تَكُوْنُوْا تَعْلَمُوْنَ. (سورہ بقرہ)

جیسے بھیجا ہم نے تم میں رسول کو تم میں سے پڑھتا ہے تم پر ہماری آیات کو اور تمہیں پاک کرتا ہے اور سکھلاتا ہے تمہیں ایسی باتیں جن کا تمہیں علم نہیں تھا۔

اس آیت کریمہ میں تلاوت آیت اور تزکیہ کے بعد ایسی باتوں کے سکھلانے کا ذکر ہے جن کا انہیں علم نہیں تھا۔ وہ کیا ہیں؟ ظاہر بات ہے وہ باتیں دین اسلام کے باہر کی نہیں بلکہ وہی باتیں ہیں جو اللہ کے رسول کے الہام والقاء کے ذریعہ بتائی گئیں اور وہ آپ نے امت کو اپنی زبان مبارک سے سکھلا دیں جن کا قرآن میں ذکر نہیں ہے، بلکہ حدیث رسول میں ذکر ہے۔ اسی کو ہم حجت کہتے ہیں اور اسی کا تذکرہ خود خداوند قدوس نے اپنی زبان مبارک سے فرما دیا۔ معلوم ہوا کہ نبی کا اپنی زبان مبارک سے امت کو دین سمجھانا خدا کو بھی پسند ہے اور اسی کو دین کہا جاتا ہے۔

ابراہیم علیہ السلام کی دعا

سیدنا ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام نے تعمیر بیت اللہ کے صلے میں سرکار دو عالم ﷺ کی ذات گرامی کو بارگاہِ خداوندی سے طلب گیا اور مانگا آپ کی دعا و راستدعا جو قرآن نے ذکر کی ہے اس میں ہے

رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِكَ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَيُزَكِّيْهِمْ . (سورہ بقرہ)

اے خدا ان میں ایک رسول کو مبعوث فرما جو تیری آیات ان پر پڑھے اور کتاب اور حکمت کی تعلیم دے اور ان کو پاک کرے۔

اس آیت کریمہ میں بھی تعلیم کتاب کے ساتھ ساتھ تعلیم حکمت کا تذکرہ ہے۔ یہاں پر واؤ عاطفہ ہے واؤ تفسیری نہیں ہے۔ واؤ عاطفہ میں تغایر معنوی کا ہونا ضروری ہے۔ ترادف اور چیز ہے اور تغائر اور چیز ہے۔ اہل علم پر مخفی نہیں ہے تو ثابت ہوا کہ تعلیم کتاب کے ساتھ جو حکمت سکھلائی جاتی ہے وہ سرکار دو عالم ﷺ اپنے علم اور اپنی زبان سے قرآن حکیم کے منشاء اور مراد کو متعین فرماتے تھے!

حضور ﷺ قرآن کے شارح تھے

سرکار دو عالم ﷺ کا کام اپنی امت کو صرف قرآن کے الفاظ سنانے تک محدد نہیں تھا، بلکہ قرآن حکیم کے الفاظ سنانے کے بعد تعلیم قرآن بھی ضروری تھی۔ اس میں بتایا جاتا تھا کہ قرآن حکیم کی اس آیت کریمہ کا مطلب کیا ہے اور اس کا منشیاء کیا ہے اور اس کا مفہوم کیا ہے۔ اسی قرآن پاک کی تشریح وتوضیح اور منشائے قرآن متعین کرنے کا نام حدیث ہے اور اسے علمائے امت نے حجت قرار دیا ہے اور اس کے بغیر قرآن کا مفہوم سمجھ آ ہی نہیں سکتا! اللہ تعالیٰ نے سرکار دو عالم ﷺ کا شارح قرآن ہونا اس آیت کریمہ میں بیان فرمایا ہے کہ

☆ وَاَنْزَلْنَآ اِلَیْکَ الذِّکْرَ لِتُبَیِّنَ لِلنَّاسِ مَانُزِّلَ اِلَیْھِمْ. (ص ۱۲۴)

اور ہم نے نازل کیا آپ کی طرف قرآن حکیم کو تاکہ بیان کریں آپ لوگوں کے لئے جو کچھ نازل کیا گیا ان کی طرف۔

لِتُبَیِّنَ لِلنَّاسِ مَانُزِّلَ اِلَیْھِمْ.

جو کچھ ان کی طرف نازل کیا گیا ہے اسے آپ لوگوں کے لئے کھول کھول کر بیان کریں گے!

جب لوگوں کی زبان عربی تھی اور قرآن بھی عربی میں تھا، تلاوت آیات کے بعد ان کا قرآن حکیم کو سمجھنا مشکل کام نہیں تھا، مگر اس کے باوجود تعلیم کتاب اور تعلیم حکمت کو پیغمبر کا منصب قرار دیا گیا۔ جس سے یہ ثابت ہوا کہ جب تک قرآن کے مفہوم اور مطالب کو پیغمبر اپنی زبان سے بیان

نہیں کریں گے اور لوگوں کو اس کا مفہوم اور مطلب نہیں سمجھا ئیں گے اس وقت تک قرآن پاک کا سمجھنا اور اس کی منشاء تک پہنچنا مشکل ہے۔ اسی منشائے قرآن کو سمجھانے کا قرآن حکیم نے حکمة نام رکھا ہے۔ اور اسی حکمت کو علمائے کرام حدیث رسول کہتے ہیں۔ جس طرح قرآن حکیم پر عمل کرنا ضروری ہے اسی طرح منشائے قرآن پر عمل کرنا ضروری ہے۔ پیغمبر صرف قرآن پہنچانے نہیں آتا، بلکہ پیغمبر قرآن سمجھانے آتا ہے!

قرآن سمجھانا پیغمبر کی ذمہ داری ہے

قرآن حکیم نے ایک اور مقام پر بتایا ہے کہ قرآن حکیم کو کھول کھول کر بیان کرنا پیغمبر کی ذمہ داری ہے۔ قرآن پیغمبر کے بغیر سمجھ آ ہی نہیں سکتا۔ چنانچہ ارشاد ہوتا ہے کہ

وَمَآ اَنۡزَلۡنَا عَلَيۡكَ الۡكِتٰبَ اِلَّا لِتُبَيِّنَ لَهُمُ الَّذِى اخۡتَلَفُوۡا فِيۡهِ وَهُدًى وَّرَحۡمَةً لِّقَوۡمٍ يُّؤۡمِنُوۡنَ.

☆ مفہوم: اور ہم نے قرآن مجید اپنے پیغمبر پر اس لئے نازل کیا ہے تا کہ یہ باہمی اختلاف کو لوگوں کے لئے کھول کھول کر بیان کرے۔ قرآن حکیم ہدایت اور رحمت ہے یقین رکھنے والوں کے لئے۔

☆ اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے پیغمبر کی اسی ذمہ داری کا ذکر فرمایا ہے جو من جانب اللہ اس کے سپرد کی گئی ہے تا کہ وہ اس کی تعمیل کرے۔ ظاہر بات ہے قرآن کی وضاحت کرنا اور اس کو کھول کھول کر بیان کرنا پیغمبر کی اپنی زبان میں ہوگا اور پیغمبر کی زبان سے نکلے ہوئے الفاظ کو حدیث کہتے ہیں۔

خطیب کہتا ہے

☆ منکرین حدیث ٹھنڈے دل سے بتائیں کہ قرآن کے علاوہ پیغمبر کی ذمہ داری حکمت سکھلانا بھی ہے، یہ حکمت کیا ہے اسے تعلیم کتاب کے ساتھ الگ کیوں بیان کیا گیا ہے۔

☆ اسی طرح منکرین حدیث بتائیں کہ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ لوگوں کے لئے بیان کرتا ہے۔ یہ بیان کرنا...... قرآن پاک کے الفاظ کی تشریح ہوگا، توضیح ہوگا، پیغمبر اپنی زبان میں بیان

کرے گا۔ اگر ایسا ہے تو اس بیان پیغمبر کو جو قرآن حکیم ہی کے دائرے میں ہوگا، آپ کس عنوان سے تعبیر کریں گے۔

الجھا ہے پاؤں یار کا زلف دراز میں
لو آپ اپنے جال میں صیّاد آ گیا

اس کو قرآن کی تشریح کہیں گے؟ تو کیا یہ تشریح جو پیغمبر علیہ السلام نے اپنی زبان مبارک سے فرمائی ہے اس کو معتبر و معتمد سمجھ کو قبول کیا جائے گا یا مسترد کر دیا جائے گا۔ اگر سرکار دو عالم ﷺ کی بیان کردہ تشریح کو قبول کیا جائے گا ورا سے منشائے قرآن سمجھ کر تسلیم کیا جائے گا تو جناب والا...... یہی بیانِ پیغمبر تو حدیث ہے اور اسی کو علمائے کرام حجت قرار دیتے ہیں۔

☆ دیکھا گیا ہے، ہائی کورٹ قانون کی جو تشریح کرتا ہے اسے بھی قانون کہا جاتا ہے، اسے بھی اسی طرح قبول کیا جاتا ہے جس طرح قانون کے الفاظ کو!

جب ہائی کورٹ کے جج صاحبان قانون کی جو تشریح کریں گے تو اس کو قانون کا حصہ سمجھ کر مستند سمجھا جاتا ہے اسی طرح جب سرکار دو عالم ﷺ قرآن حکیم کی تشریح اور منشاء بیان فرمائیں گے تو اسے بھی قرآن کا حصہ سمجھا جائے گا۔ فرق صرف یہ ہوگا کہ قرآن کے الفاظ کو متن کہا جائے گا اور تشریح رسول کو حدیث کہا جائے گا۔ وہ بھی معتبر یہ بھی معتبر۔

سبحان اللہ

رسول اتھارٹی ہے

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں کہ

وَمَآ اٰتٰـكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا وَاتَّقُوا اللّٰهَ ط اِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ. (سورہ حشر)

اور جن باتوں کا رسول تمہیں حکم دے ان کو مانا جائے اور جن باتوں سے روک دے ان سے رک جانا چاہیے۔ اللہ سے ڈریے اس کی گرفت سخت ہوگی!

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کو اتھارٹی قرار دے دیا کہ اس کا حکم ملے تو بجا

لاؤ، اس کی نہی ملے تو سٹاپ کرلو۔

خطیب کہتا ہے

اگر سرکارؐ کی طرف سے سبز سگنل ہو تو گزر جاؤ

اور

اگر سرخ اشارہ ہو تو سٹاپ کرو

ورنہ سخت چالان ہوگا

کیونکہ نگرانی سخت ہے

اِنَّ اللّٰہَ شَدِیْدُ الْعِقَابِ

رسول اللہ ﷺ امت کے پیشوا ہیں

قُلْ اِنْ کُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰہَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْکُمُ اللّٰہُ . (سورہ آل عمران)

اے نبی کہو کہ اگر تم اللہ سے محبت رکھتے ہو تو میری پیروی کرو اللہ تم سے محبت کرے گا۔

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے سرکار دو عالم ﷺ کی پیروی کو اللہ سے محبت کرنا قرار دیا ہے۔ ظاہر ہے کہ حضورؐ کی یہ پیروی آپ کے اقوال اور آپ کے افعال پر عمل کرنے سے ہوگی۔ آپ کا جو قول احکامات الٰہیہ پر عمل کرنے کے لئے امت کے سامنے پیش ہوگا اسے حدیث کہا جائے گا اسی طرح آپ کے جس عمل یا فعل کو مشعل راہ بنایا جائے گا اس کو سنت رسول ﷺ کہا جائے گا جس سے معلوم ہوا کہ رسول اللہ ﷺ کا پیشوا ہونا اور آپ کے اعمال و افعال پر عمل کرنا خود اللہ تعالیٰ نے اس کا حکم دیا ہے جس پر امت آج تک عمل پیرا ہے اور انشاء اللہ قیامت تک عمل پیرا رہے گی!

رسول اللہ ﷺ کا عمل اُمت کے لئے نمونہ ہے

اللہ تعالیٰ قرآن حکیم میں ارشاد فرماتے ہیں کہ

لَقَدْ کَانَ لَکُمْ فِیْ رَسُوْلِ اللّٰہِ اُسْوَۃٌ حَسَنَۃٌ لِّمَنْ کَانَ یَرْجُوا اللّٰہَ وَالْیَوْمَ الْاٰخِرَ . (سورہ احزاب)

تمہارے لئے اللہ کے رسول میں ایک نمونہ تقلید ہے ہر اُس شخص کے لئے جو اللہ اور یوم آخر کا امیدوار ہے۔

خطیب کہتا ہے

☆ یہ آیت کریمہ حجیت حدیث اور سنت رسول کی پیروی کے لئے برھان قاطع ہے!

☆ میرا دعویٰ ہے کہ جب تک حضور ﷺ کی ذاتِ گرامی کو نمونہ نہ بنایا جائے گا قرآن سمجھ آ سکتا ہی نہیں!

مثال کے طور پر قرآن میں اقیمو الصلوٰۃ نماز قائم کرو!

منکرین حدیث کو میرا چیلنج ہے کہ بغیر سنت رسول اور حدیث رسول کے ''نماز قائم کرو'' کی عملی صورت سمجھ میں آ ہی نہیں سکتی!

☆ نماز جماعت کے لئے اذان ہوگی۔

☆ نماز کے لئے وضو کرنا ہوگا۔

☆ نماز کے لئے ظاہری طہارت کرنا ہوگی۔

☆ نماز کے لئے پاک لباس پہننا ہوگا۔

☆ نماز کے لئے پاک جگہ کا انتخاب کرنا ہوگا۔

منکرین حدیث بتائیں؟

کہ نماز قائم کرنے کے لئے اگر یہ سب چیزیں ضروری ہیں تو ان کا قرآن میں کہاں ذکر ہے؟

اگر قرآن میں ذکر نہیں ہے تو پوری امت ان افعال و اعمال کی کس طرح پابند ہوگئی اور یہ باتیں کہاں سے سیکھی ہیں۔ لازماً یہ ماننا پڑے گا کہ اقیمو الصلوٰۃ پر عمل کرنے کے لئے عمل رسول اور سنت رسول کو سامنے رکھنا ہوگا۔ یہ جذباتی بات نہیں ہے، بلکہ اللہ تعالیٰ نے خود ارشاد فرمایا ہے کہ

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ

واٰتو الزکوٰۃ ......زکوٰۃ ادا کرو!

زکوٰۃ ادا کرنا امت کے ذمہ فرض ہے؟

☆ زکوٰۃ تو فرض ہے مگر کب اور کیسے اور کتنی؟

☆ ایک سو روپیہ میں سے کتنی زکوۃ ادا کی جائے؟

☆ ایک سو روپیہ پر کب زکوۃ ادا کی جائے؟

☆ اگر چاندی ہے تو اس پر کتنی زکوٰۃ ادا کی جائے؟

☆ اگر سونا ہے تو اس پر کتنی زکوٰۃ ادا کی جائے؟

☆ ادائیگی زکوٰۃ کا وقت کیا ہے اور کب زکوٰۃ ادا کرنی ہے۔

کیا ہر مہینے کے بعد زکوٰۃ ادا کرنی ہے یا چھ مہینے کے بعد یا سال گزرنے کے بعد؟

ان تمام باتوں کو جاننے کے لئے جب قرآن کی طرف رجوع کیا جاتا ہے تو وہ خاموش اور جب اس سے پوچھا جاتا ہے کہ اے قرآن تو خاموش ہے ہم نے ان مسائل کے متعلق دریافت کرنا ہے۔ تو قرآن کہتا ہے کہ تم شارح قرآن کے پاس جاؤ تم معلم قرآن کے پاس جاؤ، وہ تمہیں بتائے گا کہ زکوٰۃ کیسے، کب اور کس کس کو ادا کرنی ہے کیونکہ

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِىْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ

یہ سب باتیں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر سیکھی جائیں وہی تمہارے لئے نمونہ ہیں۔

اے منکرین حدیث

اب بتایئے سنت رسول اور حدیث رسول کے بغیر تم کس طرح زکوٰۃ کی ادائیگی کر سکتے ہو۔ ان احکامات پر عمل کرنے کے لئے اس کے سوا کوئی راستہ ہے کہ سنت رسول اور حدیث رسول کی پیروی کی جائے۔

☆ حج اسلام کا ایک اہم رکن ہے قرآن حکیم نے ہر صاحب استطاعت کیلئے اسے فرض قرار دیا ہے، مگر حج کی تفصیلات کا قرآن میں ذکر نہیں ہے۔

☆ احرام باندھنا

☆ احرام کے لئے دو چادروں کا ہونا

☆ احرام کے لئے تلبیہ کے الفاظ

لبیک اللھم لبیک لا شریک لک لبیک ان الحمد و النعمة لک والملک لا شریک لک.

پھر مناسک حج کی پوری تفصیلات قرآن میں ان کا کہیں بیان نہیں ہے۔قرآن حکیم نے اصولی باتیں بیان فرما کر تفصیلات نہیں بیان کیں۔ان تمام تفصیلات کو سرکار دو عالم ﷺ نے اپنی زبان مبارک اور عمل مبارک سے متعین فرمایا۔اور پوری امت آپ کے بتائے ہوئے اصول وضوابط کے مطابق حج کر رہی ہے۔کیونکہ امت کے لئے قرآن نے ہدایت جاری کردی ہے کہ

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ

خطیب کہتا ہے

☆ نکاح کے تفصیلی مسائل

☆ طلاق کے تفصیلی مسائل

☆ صلوٰۃِ حضر کے تفصیلی مسائل

☆ صلوٰۃ سفر کے تفصیلی مسائل

☆ مقیم کے تفصیلی مسائل

☆ مسافر کے تفصیلی مسائل

یہ سب اسوۂ رسول میں ملیں گے

یہ سب سنت رسول میں ملیں گے

اچھا ذرا اور سنئے!

قرآن کہتا ہے

صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا. (سورہ احزاب)

درود بھیجو اس پر اور سلام بھیجو یعنی رسول اللہ ﷺ پر!

☆ اس آیت کریمہ میں نبی اکرم ﷺ پر درود وسلام بھیجنے کا مسلمانوں کو حکم ہے۔اب منکرین حدیث بتائیں کہ درود وسلام کن الفاظ سے بھیجا جائے!

☆ درود کے الفاظ کیا ہیں

☆ سلام کے الفاظ کیا ہیں

ذرا قرآن کھول کر درود وسلام کے الفاظ بتایئے ہم ممنون ہوں گے!

اگر درود وسلام کے الفاظ قرآن میں نہیں دکھائے جاسکتے تو لامحالہ درود وسلام سیکھنے کے لئے حضور ﷺ کی خدمت میں جانا پڑے گا اور جو الفاظ آپ اپنی زبان مبارک سے سکھلائیں گے انہیں ہی حرز جان بنا کر درود وسلام کی ادائیگی کرنا پڑے گی۔

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ

☆ حضرات گرامی! اگر اس طرح مثالوں کا سلسلہ شروع کر دیا جائے تو اس کے لئے ایک دفتر چاہیے جس کی یہاں پر گنجائش نہیں ہے ورنہ قرآن پاک کی ہزاروں آیات اس سلسلہ میں پیش کی جاسکتی ہیں جن کا مفہوم رسول اللہ ﷺ کی تعلیم وارشادات کے بغیر سمجھ میں آ ہی نہیں سکتا!

حضرات گرامی! آپ کی معلومات کے لئے ایک اہم بات آپ کے سامنے عرض کرنا چاہتا ہوں۔قرآن مجید نے بتایا ہے کہ قرآن حکیم کے علاوہ بھی کچھ چیزیں ہیں جو اللہ تعالیٰ نے آپ پر نازل فرمائی ہیں، میں ان آیات کا نقشہ آپ کے سامنے پیش کرتا ہوں تا کہ آپ حضرات منکرین حدیث سے یہ پوچھ سکیں کہ قرآن کے علاوہ جو چیزیں اللہ تعالیٰ نے آپ کی ذات گرامی پر نازل کی ہیں بتایا جائے کہ ان کا مطلب کیا ہے اور وہ قرآن کے علاوہ کہاں پر درج ہیں تا کہ ہم بھی ان سے استفادہ کر سکیں مثلاً۔

آیت نمبر ایک

وَاَنْزَلَ اللّٰهُ عَلَيْكَ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَعَلَّمَكَ مَالَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ .

(سورہ نساء)

اور اللہ نے نازل کی تیرے اوپر کتاب اور حکمۃ اور تجھے سکھلایا وہ کچھ جو تو نہ جانتا تھا!

☆ اس آیت کریمہ میں تین باتوں کا تذکرہ ہے۔

☆ آپ پر قرآن نازل کیا

☆ آپ پر حکمت نازل کی

☆ آپکو وہ کچھ سکھایا جو آپ نہیں جانتے تھے۔

برائے کرم منکرین حدیث بتائیں کہ اللہ تعالیٰ نے جو فرمایا ہے کہ آپ پر میں نے حکمت نازل فرمائی وہ حکمت کیا ہے اور اس کی تفصیلات کیا ہیں؟

☆ اسی طرح رسول اللہ ﷺ کو جو کچھ معلوم نہیں تھا وہ سکھلایا گیا؟

☆ کیا کچھ معلوم نہیں تھا؟

☆ کیا کچھ سکھلایا گیا؟

اس کی تمام تر تفصیلات قرآن حکیم سے بیان کی جائیں۔

آیت نمبر دو

وَاذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَمَآ اَنْزَلَ عَلَيْكُمْ مِّنَ الْكِتٰبِ وَ الْحِكْمَةِ يَعِظُكُمْ بِهٖ . (سورہ بقرہ)

اور یاد رکھو اپنے اوپر اللہ کے احسان کو اور اس کتاب اور حکمت کو جو اس نے تم پر نازل کی اللہ تمہیں اس کا پاس کرنے کی نصیحت کرتا ہے۔

☆ اس آیت کریمہ میں بھی نزول حکمۃ کا ذکر ہے، قرآن حکیم سے ہی حکمۃ کا معنی اور مفہوم بیان کیا جائے کہ حکمت کسے کہتے ہیں اور رسول اللہ ﷺ نے امت جو حکمت کو سکھلائی وہ تاریخ کے اوراق میں کہاں محفوظ ہے، مہربانی جلدی کیجئے۔

آیت نمبر تین

وَاذْكُرْنَ مَا يُتْلٰى فِيْ بُيُوْتِكُنَّ مِنْ اٰيٰتِ اللّٰهِ وَالْحِكْمَةِ . (سورہ احزاب)

اور یاد رکھو کہ تمہارے گھروں میں لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی آیات اور حکمت کی ان باتوں کو جو سنائی جاتی ہیں۔

☆ ظاہر بات ہے کہ یہ جو دانائی کی بات امت کوسکھلائی جاتی تھی یا تو اقوال کی شکل میں ہوگی اور یا افعال کی صورت میں ہوگی۔اقوال کی شکل میں ہوئی تو حدیثِ رسول کہلائی اور افعال کی صورت میں ہوئی تو سنتِ رسول کہلائے گی۔ثابت ہوگیا کہ حدیث رسول اور سنت رسول کوئی من گھڑت چیز نہیں ہے بلکہ اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کوسکھلائی اور رسول اللہ ﷺ نے امت کو سکھلائی ہے۔

الحمدللہ، ماشاءاللہ، سبحان اللہ

آیت نمبر چار

اَللّٰهُ الَّذِیۡۤ اَنۡزَلَ الۡکِتٰبَ بِالۡحَقِّ وَالۡمِیۡزَانَ . (سورہ شوریٰ)

اللہ ہی ہے جس نے نازل کی کتاب حق کے ساتھ اور میزان۔

آیت نمبر پانچ

لَقَدۡ اَرۡسَلۡنَا رُسُلَنَا بِالۡبَیِّنٰتِ وَاَنۡزَلۡنَا مَعَهُمُ الۡکِتٰبَ وَالۡمِیۡزَانَ لِیَقُوۡمَ النَّاسُ بِالۡقِسۡطِ . (سورہ حدید)

ہم نے اپنے رسولوں کو روشن نشانیوں کے ساتھ بھیجا اور ان کے ساتھ کتاب اور میزان نازل کی تا کہ لوگ انصاف پر قائم ہوں!

ظاہر بات ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کے ساتھ میزان نازل کرنے کا جو ذکر فرمایا ہے اس میزان سے مراد وہ ترازہ تو نہیں ہے جو کسی دکان پر رکھا ہوا ہوتا ہے۔ بلکہ اس سے مراد کوئی ایسی چیز ہے جو اللہ تعالیٰ کی ہدایت کے مطابق انسانی زندگی میں توازن قائم کرتی ہے اور انسانی زندگی کے بگاڑ کو دور کر کے اس میں عدل اور انصاف قائم کرتی ہے اس کا واضح معنی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انبیاء علیہم السلام کو ایک خاص صلاحیت اور ملکہ عطا فرمایا تھا جس کے ذریعے وہ معاشرے میں انصاف اور عدل قائم فرماتے تھے، اس کو میزان کہا گیا۔ یہ کام انہوں نے خدا کی عطا کردہ میزان اور صلاحیتوں سے انجام دیا۔اس طرح ان کا علم اور قول امت کے لئے حجت قرار پا گیا۔

آیت نمبر چھ

فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَالنُّوْرِ الَّذِیْٓ اَنْزَلْنَا ۔ (سورہ تغابن)

بس ایمان لاؤ اللہ اور اس کے رسول پر اور اس نور پر جو ہم نے نازل کیا۔

اس آیت کریمہ میں ہمیں یہ بتلایا کہ کتاب اللہ کے علاوہ اللہ تعالیٰ نے سرکار دو عالم ﷺ پر نور بھی نازل کیا ہے۔ ظاہر ہے اس سے مراد وہ علم و دانش اور بصیرت و فراست ہی ہوسکتی ہے۔ جو اللہ نے حضور ﷺ کو عطا فرمائی تھی۔ جس سے آپ نے زندگی کی راہوں میں صحیح اور غلط کا فرق واضح فرمایا جس کی روشنی میں آپ معاشرے کی تہذیبی، اخلاقی، روحانی، معاشی اور معاشرتی مسائل حل فرماتے اور امت کو روشنی عطا کی۔ اس لئے قرآن مجید نے ہمیں مَا اَنْزَلَ اللّٰه میں حکمۃ، نور، میزان جیسی چیزوں سے بھی متعارف کرایا جو سرکار دو عالم ﷺ کی سیرت اقوال و افعال کے ساتھ تعلق رکھتے ہیں اسی کو حدیث اور سنت کہا جاتا ہے جو قرآن حکیم میں ایسے ہی ضروری ہے جیسے قرآن حکیم۔

خطیب کہتا ہے

☆ قرآن متن ہے
☆ حدیث اس کی شرح ہے
☆ قرآن مرکز ہے
☆ حدیث اس مرکز کا حسین نقشہ ہے
☆ قرآن خاموش مبلغ ہے
☆ رسول اس کی بولتی ہوئی زبان ہیں
☆ قرآن خدائی حدیث نبوی پر جواہر پاروں پر مشتمل ہے
☆ قرآن ملزوم ہے
☆ تو حدیث لازم ہے
☆ قرآن رسول کے بغیر اگر سمجھا جاسکتا تھا تو رسول ﷺ کو بھیجنے کی ضرورت نہ پڑتی۔

☆ قرآن اللہ نے نازل فرمایا، رسول اللہ نے پڑھ کر بتایا......اور پھر عطائے خداوندی سے امت کو سمجھایا اور گھر گھر پہنچایا۔

سبحان اللہ

حضرات گرامی! اب تک میں نے قرآن حکیم کی آیات کی بارش آپ کے سامنے کی ہے، اب میں آپ سے عرض کرنا چاہتا ہوں کہ منکرین حدیث نے انکار حدیث اور انکار سنت اس لئے کیا ہے تا کہ انہیں کچھ حدیث کی حرام کردہ چیزوں کو حلال سمجھ کر کھانے کا موقع مل جائے۔

کتا، بلاّ، گدھا منکرین حدیث کی پسندیدہ ڈش ہے

محترم حضرات! جب حدیث رسول حجت نہیں تو منکرین حدیث بتائیں کہ قرآن مجید میں کتا، بلاّ، گدھا کھانا کہاں حرام لکھا ہوا ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ ان جانوروں کی کڑاہی، شامی کباب، گدھا پلاؤ، کتا کوفتے کھانے کے لئے منکرین حدیث نے انکار حدیث کا ڈھونگ رچایا ہے۔ بلی کی اوجھڑی اور کتے کے تکّے اور گدھے کے سری پائے منکرین حدیث کی پسندیدہ غذائیں اور مرغوب ڈشیں ہیں۔ انہیں چاہیے کہ وہ ہر شہر میں اپنے احباب کے لئے گدھا، بلاّ، کتا تکہ کباب شاپیں کھولیں تا کہ ان کے مشن کی تکمیل ہو سکے

شرم تم کو مگر نہیں آتی

اگر حدیث رسول اور سنت رسول کا انکار کرو گے تو انہیں ماکولات سے تمہاری تواضع کی جائے گی۔

آخری بات

منکرین حدیث کے متعلق رسول اللہ ﷺ کی پیشگوئی

سرکار دوعالم ﷺ نے ارشاد فرمایا

الا انّی اوتیت القرآن و مثله معه الا یوشک رجل شبعان علیٰ اریکته یقول علیکم بهٰذا القرآن فما وجدتم فیه من حلال فاحلّوه وما وجدتم

فیہ من حرام فحرّموہ وانّ ما حرّم رسول اللّٰہ کما حرّم اللّٰہ الا لا یحل لکم الحمار الاھلی ولا کل ذی ناب مّن السّباع. (ابو داؤد)

خبردار رہو مجھے قرآن دیا گیا ہے اوراس کے ساتھ ویسی ہی ایک اور چیز بھی خبردار ایسا نہ ہو کہ کوئی پیٹ بھرا شخص اپنی مسند پر بیٹھا ہوا کہنے لگے کہ بس تم قرآن کی پیروی کرو، جو کچھ اس میں حلال پاؤ اسے حلال سمجھو اور جو کچھ اس میں حرام پاؤ اسے حرام سمجھو۔ حالانکہ دراصل جو کچھ اللہ کا رسول حرام قرار دے وہ ویسا ہی حرام ہے جیسے اللہ کا حرام کیا ہوا۔ خبردار ہو تمہارے لئے پالتو گدھا حلال نہیں ہے اور نہ کوئی کچلیوں والا درندہ حلال ہے۔

اور ایک حدیث میں سرکار دو عالم ﷺ نے فرمایا ہے کہ

ایحسب احدکم متکئا علیٰ اریکتہ یظنّ انّ اللّٰہ لم یحرّم شیئا الّا ما فی ھٰذ القرآن الا و انّی واللّٰہ قد امرت ووعظت و نھیت عن اشیاء انّھا لمثل القرآن او اکثر وا انّ اللّٰہ لم یحلّ لکم ان تدخلو بیوت اھل الکتاب الّا باذن ضرب نساء ھم وَلا اکل ثمارھم اذا اعطوا الّذی علیھم. (ابو داؤد)

کیا تم میں سے کوئی شخص اپنی مسند پر تکیہ لگائے یہ سمجھے بیٹھا ہے کہ اللہ نے کوئی چیز حرام نہیں کی سوائے ان چیزوں کے جو قرآن میں بیان کردی گئی ہیں، خبردار رہو خدا کی قسم میں نے جن باتوں کا حکم دیا ہے اور جو نصیحتیں کی ہیں اور جن کاموں سے منع کیا ہے وہ بھی قرآن ہی کی طرح ہیں۔ اللہ نے تمہارے لئے ہرگز یہ حلال نہیں کیا ہے کہ اہل کتاب کے گھروں میں اجازت کے بغیر گھس جاؤ یا ان کی عورتوں کو مارو پیٹو یا ان کے پھل کھا جاؤ، جب کہ وہ اپنے واجبات ادا کر چکے ہوں۔

خطیب کہتا ہے

☆ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کو القاء فرما دیا تھا کہ ایسے لوگ بھی پیدا ہوں گے جو آرام دہ کرسیوں پر بیٹھے ہوئے گاؤ تکیوں پر براجمان ہوتے ہوئے انکار حدیث کریں گے اور صرف قرآن کو دین کا ماخذ قرار دیں گے۔

☆ حالانکہ حدیث رسول اور سنت رسول اللہ بھی دین کا ماخذ ومرکز ہے۔

☆ موٹے پیٹ والے، ظاہر بات ہے جب گدھے کے سری پائے، کتے کے تکّے اور بلے کے شامی کباب کھائیں گے تو موٹا پا ہی آئے گا۔

سبحان اللہ

سامعین گرامی قدر! معاف کرنا میں نے آپ کا بہت وقت لیا مگر الحمدللہ حجیت حدیث منصب رسالت اور سنت رسول کا حجت ہونا دلائل قطعیہ سے آپ کے سامنے آ گیا۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں قرآن پاک کے ساتھ رسول پاک کی رہبری بھی نصیب فرمائے۔

بمصطفیٰ برساں خویش را کہ دیں ہمہ اوست
اگر با او نہ رسیدی تمام بولہبی ست

وَمَا عَلَيْنَا اِلَّاالْبَلاَ غُ الْمُبِيْن

بسم اللہ الرّحمٰن الرّحیم

شعب ابی طالب کا مظلوم قیدی!

نَحُمَدُهُ ونصلی علیٰ رسوله الکریم اما بعد فاعوذ باللّٰہ من الشیطن الرجیم. بسم اللہ الرحمن الرحیم

قال النبی ﷺ اشد النّاس بلاء الانبیاء ثم الامثل فا لامثل.

سرکار دو عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ سب سے زیادہ مصائب (اللہ کے راستے میں) انبیاء پر آتے ہیں پھر جوان کے زیادہ قریب ہوتا ہے اس پر اور پھر ان کے قریبی پر!

حضرات گرامی! آپ کو معلوم ہی ہے کہ سرکار دو عالم ﷺ نے جب مسئلہ توحید بیان کیا تو آپ پر مصائب اور آلام کے پہاڑ ٹوٹ پڑے۔ پوری مکی زندگی اس پر گواہ ہے، کوئی دن رات کوئی لمحہ آپ پر ایسا نہیں گزرا جس میں آپ پر مظالم کے پہاڑ نہ توڑے گئے ہوں! پتھر برسائے گئے، جسم اطہر پر اوجھڑیاں پھینکی گئیں، کوڑا کرکٹ آپ کے جسم اطہر پر پھینکا گیا، راستے میں کانٹے بچھائے گئے، تالیاں پیٹی گئیں۔ آپ کو دیوانہ کہا گیا، مجنون ہونے کے طعنے دیئے گئے، جادوگر کہا گیا۔ غرضیکہ کوئی ستم اور ظلم ایسا نہیں تھا جو آپ پر روا نہ رکھا گیا ہو! لیکن سرکار دو عالم ﷺ نے ان طوفانوں اور آندھیوں میں بھی خدا کی توحید اور دین قیم کا چراغ جلائے رکھا۔ جس کی وجہ سے چراغ نبوت کی روشنی دھیمے دھیمے پھیلتی چلی گئی اور گھٹا ٹوپ اندھیروں میں بھی اپنی روشنی سے قلوب کو منور کرتی رہی!

جوں جوں مظالم بڑھتے گئے۔ اسلام لوگوں کے دلوں میں اترتا گیا نہ صرف مکہ مکرمہ بلکہ حبشہ کی سرزمین پر بھی اسلام کی روشنی پھیلنے لگی۔ قریش مکہ کے سفیروں نے ہجرت حبشہ کرنے والے مسلمانوں کا پیچھا کیا اور نجاشی کو ان کی مدد کرنے اور اپنے ہاں پناہ دینے سے روکنے کے لئے ہزاروں جتن کئے، مگر نجاشی نے قریش کے وفد کی سنی ان سنی کر دی اور ان کی شکایت کو پرکاہ کے برابر اہمیت نہ دی۔ حبشہ سے مایوسی کے بعد جب قریش کا وفد واپس مکہ مکرمہ آیا تو سنا گیا کہ عمر فاروق جیسا بہادر اور جواں مرد شخص مسلمان ہو چکا ہے۔ حمزہ جیسا بیباک اور نڈر جری انسان بھی

حلقہ بگوش اسلام ہو چکا ہے۔ان تمام باتوں سے مشرکین مکہ کے ہوش اُڑ گئے اور انہوں نے سرکار دو عالم ﷺ کا بین الاقوامی بائیکاٹ کرنے کا فیصلہ کرلیا۔

حضور ﷺ کا بین الاقوامی بائیکاٹ

مشرکین مکہ اپنی آگ میں جلنے لگے۔حبشہ سے قریش کے وفد کی ناکام واپسی حضرت حمزہؓ اور حضرت عمر فاروقؓ کا سرکار دو عالم ﷺ کے دامن رحمت سے وابستہ ہو جانا کوئی معمولی واقعہ نہیں تھا جسے آسانی سے نظر انداز کر دیا جاتا۔حضرت فاروق اعظمؓ قریش کے لئے عظیم سہارا تھے،ان کی موجودگی میں دنیائے کفر کو بہت تسلی اور سہارا رہتا تھا۔

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ واللہ ہم بیت اللہ کے گرد نماز نہ پڑھ سکتے تھے جب تک کہ عمر اسلام نہ لے آئے۔بخاری میں حضرت ابن مسعودؓ کا یہ قول منقول ہے کہ

ما زلنا اعزة منذ اسلم عمر

عمرؓ کے مسلمان ہونے کے بعد سے ہم لوگ برابر زور آور ہی رہے۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے ارشاد سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عمر فاروقؓ کے اسلام لانے سے جہاں اسلام کی قوت بڑھ گئی اور اسلام کی شوکت اور دبدبہ میں اضافہ ہوا وہیں دنیائے کفر بالخصوص قریش مکہ کی کمر ٹوٹ گئی اور ان میں وہ دم خم نہ رہا جو حضرت عمرؓ کی موجودگی میں وہ محسوس کرتے تھے!

قریش نے باہمی مشاورت سے یہ طے کیا کہ اب جب کہ اسلام کی خوشبو مکہ سے باہر بھی پھیلنے لگی ہے اب ضروری ہو گیا ہے کہ محمد (ﷺ) کا مکمل بائیکاٹ کر دیا جائے اور یہ بائیکاٹ اس قدر مکمل اور زوردار ہو کہ بالآخر بنی ہاشم محمد مصطفیٰ ﷺ کو ہمارے حوالے کرنے پر مجبور ہو جائیں۔اس مجبوری سے فائدہ اٹھاتے ہوئے ہم محمد (ﷺ) کو قتل کر دیں گے۔اس طرح محمدؐ کا نام خدا کی دھرتی سے مٹ جائے گا۔

خطیب کہتا ہے

قریش کو کیا معلوم تھا کہ محمدؐ مٹنے کے لئے نہیں۔

☆ بلکہ دنیائے کفروشرک کومٹانے کے لئے آیا ہے۔سبحان اللہ

☆ حضور ﷺ کومٹانے والے مٹ جائیں گے،مگر محمد کا نام ہمیشہ ہمیشہ کے لئے زندہ رہے گا۔

☆ حضور ﷺ تو ہر بلندی سے اونچے تھے۔ یہ پست لوگ حضور ﷺ کونہیں مٹا سکتے تھے!

☆ لیکن قریش نے اپنی طاقت کے نشے میں اپنی سیاسی اور مذہبی قوت کے بل بوتے پر یہ فیصلہ سنادیا کہ ہم لوگ محمد اور آپ کے قبیلے بنی ہاشم اور بنی عبدالمطلب کا مقاطعہ اور بائیکاٹ کرتے ہیں۔اس بائیکاٹ کے دوران کوئی شہری محمدؐ اور اس کے حلیفوں کو رہائش کی جگہ کھانا پینا اور ضروریات زندگی مہیانہیں کرے گا۔

رشتہ ناطہ نہیں کرے گا

سلام کلام نہیں کرے گا

ذرّہ برابران سے رحم اور رواداری نہیں کرے گا

پورا مکہ دوحصوں میں تقسیم ہوگیا۔

☆ حضور کے ساتھی ایک طرف ہوگئے۔

☆ مشرکین مکہ آپ کی حزب اختلاف بن گئے۔

لطف کی بات یہ ہے کہ بنی ہاشم اور بنی مطلب کے افراد نے خواہ وہ مسلمان تھے اور خواہ غیر مسلم تھے سب نے حضور ﷺ کا ساتھ دیا کیونکہ برادری کی غیرت وحمیت کا مسئلہ بن گیا؟

ابولہب لعین

ابولہب جو کہ آپ کا حقیقی چچا تھا۔ابوجہل لعین جو آپ کی برادری سے تعلق رکھتا تھا انہوں نے حضورؐ کی بجائے مشرکین اور اپنے ہم عقیدہ افراد کا ساتھ دیا۔معلوم ہوا کہ یہ دونوں ملعون عقیدہ جاہلیت کی پیداوار تھے۔اس لئے انہوں نے اپنے عقیدہ کی دوستی کو اپنا کر عداوت توحید اور عداوتِ رسالت کی انتہا کر دی!اب جب کہ پورے مکے کے باسیوں نے آپ سے منہ موڑ لیا۔ ہر آنکھ میلی ہوگئی اور ہر نظر دھندلا گئی۔ ہر آنکھ کا پانی مرگیا تو سرکار دو عالم ﷺ اپنے رفقاء اور قبیلے سمیت سمٹ

سمٹا کر شعب ابی طالب میں قید ہو گئے جس میں آپ کے ہمراہ ہاشمی قبیلے کے افراد بھی تھے اور بنو مطلب کے ضعیف و ناتواں بوڑھے اور بچے بھی تھے اور سیدہ خدیجہ جیسی عفت مآب ام المومنین بھی تھیں۔ جنہوں نے کبھی زندگی میں دکھ کے دن نہیں دیکھے تھے۔

قید کے دن کس طرح کاٹے

حضرات گرامی! قید خواہ جیل کی شکل میں ہو اور خواہ نظر بندی کی شکل میں اس اعتبار سے بہت تکلیف دہ ہوتی ہے کہ آدمی تمام دن سوائے چار دیواری کو دیکھنے یا جیل کی قد آور بلند و بلندا دیواروں پر نظریں دوڑانے یا پہرے داروں کی زوردار آوازوں کے سننے کے اور کوئی مشغلہ نہیں کر پاتا۔ سورج نکلتا ہے اور غروب ہوتا ہے۔ یوں ہی دن رات بسر ہوتے ہیں مگر جہاں نظر بندی اس قسم کی ہو کہ کوئی آپ سے بات نہیں کر رہا، کوئی آپ کی بھوک پیاس کا مداوا نہیں کر سکتا۔ کوئی آپ کو محبت کے چند بول نہیں دے سکتا۔ کوئی آپ کو کھانے پینے کی اشیاء فروخت نہیں کر سکتا...... یہ نظر بندی یا قید اس قسم کی سفا کی اور بربریت کی نشاندہی کر رہی ہے جو قریش مکہ نے حضور ﷺ اور آپ کے رفقاء اور رشتے داروں پر روا رکھی تھی! یہ تاریخ کا عظیم المیہ اور سیاہ ترین باب ہے۔

مشرکین مکہ...... خدا کی دھرتی پر اسلام اور دین قیم کے دشمن تو تھے ہی مگر ایسے لگتا ہے کہ وہ شرافت اور انسانیت کے بھی دشمن تھے۔ ان کے ہاں شرافت اور انسانیت نام کی کوئی چیز تھی ہی نہیں۔ ابوجہل اور ابولہب لعین اس انسانیت سوز روش کو اپنا کر خدا کی دھرتی پر سب سے بڑے ملعون قرار پائے۔ بچے بلکتے ہیں تو مشرکین خوش ہوتے ہیں۔ چھوٹے بچوں کی دل دوز چیخیں جب باہر سنائی دیتی ہیں تو پہاڑوں کے دل ہل جاتے ہیں، مگر ان سنگدل مشرکوں پر کوئی اثر نہیں ہوتا۔ ان کے دل پتھروں سے زیادہ سخت ہیں، او اشدّ قسوۃ۔

بائیکاٹ کا معاہدہ بیت اللہ کے دروازے پر

کیوں کیا سمجھے آپ جو بیت اللہ لوگوں میں رحمت تقسیم کرتا ہے جو بیت اللہ معافی اور رحم کی ہوائیں چلاتا ہے مشرکین مکہ نے اسی بیت اللہ کے دروازے پر یہ معاہدہ تحریر کر کے لٹکا دیا کہ محمدؐ اور آپ کے ساتھیوں کا مکمل بائیکاٹ ہے ان سے ملنا جلنا، بیاہ شادی، کھانا پینا، میل جول سب بند

ہے کوئی شخص جو اس کی پابندی نہیں کرے گا اس کو سخت ترین سزا کا سزاوار ٹھہرایا جائے گا۔

خطیب کہتا ہے

ظالمو! یہ ظلم کی تحریر اس کعبہ پر تو نہ لٹکاؤ جس کعبہ کی ناموس کے لئے محمد ﷺ آئے ہیں۔

☆ جس کو بنایا خلیل اللہ نے اور بسایا حبیب اللہ نے۔

☆ جس کعبہ کی مکمل تطہیر کا کارنامہ سرکار دو عالم ﷺ نے سرانجام دیا۔

☆ جو کعبہ حضور اکرم ﷺ کو ہمیشہ محبوب و محترم رہا۔

☆ اسی کعبہ کو قریش نے سرکار دو عالم ﷺ کے خلاف استعمال کیا......مگر پھر بھی کعبہ نے وفا کی۔

اور......قریش نے جفا کی

شعب ابی طالب میں گزرے ہوئے لمحات

☆ دن رات تلاوت میں گزرتے

☆ دن رات صحابہ کرام کی تربیت میں گزرتے

☆ دن رات اپنے خدا کے حضور رونے میں گزرتے

☆ دن رات دین قیم سیکھنے میں گزرتے

☆ دن رات بھوک میں گزرتے، پیاس میں گزرتے

☆ حضرت خدیجہ طاہرہؓ اور صدیق اکبرؓ کی دولت موجود تھی، مگر بائیکاٹ کی وجہ سے خرید و فروخت نہیں ہو سکتی۔

☆ کسی طرح جو سوکھا راشن حاصل ہوتا، وہ ایک ایک نظر بند پر تقسیم کر دیا جاتا!

☆ لیکن فاقوں کی نوبت آ گئی۔

☆ سیدہ خدیجہؓ فاقوں سے مضمحل ہو گئیں۔

☆ مکہ مکرمہ میں کسی کے دل میں رحم نہیں آ رہا تھا۔

☆ کبھی کبھار کوئی حضرت خدیجہؓ کا رشتے دار راشن بھیجنے کی کوشش کرتا تو اس کی سخت مزاحمت

ہوتی۔

☆ حکیم بن حزام نے ایک مرتبہ اپنی پھوپھی سیدہ خدیجہؓ کے لئے غلہ بھیجنا چاہا مگر ابوجہل لعین سے مڈ بھیڑ ہوگئی۔ابوجہل نے حکیم بن حزام کو برا بھلا کہا اور سختی سے غلہ لے جانے سے منع کیا۔حتیٰ کہ گالی گلوچ تک اتر آیا اور کہنے لگا کہ میں تمہیں مکہ مکرمہ میں رسوا کردوں گا۔

ابوالبختری اچانک ادھر سے گزر رہا تھا کہ اس نے دیکھا کہ ابوجہل حکیم بن حزام سے الجھ رہا ہے، ماجرا معلوم کیا تو ابوالبختری نے ابوجہل کو سمجھایا کہ کوئی بات نہیں ہے اگر حکیم بن حزام اپنی پھوپھی (خدیجہ) کے لئے صلہ رحمی کے بطور غلہ بھیجنا چاہتا ہے تو جانے دو ایسی بھی کیا بات ہے۔ابو جہل جو شرک کا مریض اعظم تھا اور بھی مشتعل ہوگیا۔اس نے ابوالبختری کو بھی برا بھلا کہنا شروع کردیا جس پر ابوالبختری نے مشتعل ہوکر سامنے پڑے ہوئے اونٹ کے جبڑے کی ایک ہڈی اُٹھا کر ابوجہل کے سر پر دے ماری جس سے ابوجہل لہولہان ہوگیا۔اور پھر ابوجہل کی وہ پٹائی ہوئی کہ ابوجہل کو چھٹی کا دودھ یاد آگیا!

حضرت حمزہؓ نے پٹائی دیکھ لی

حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ شعب ابی طالب کی چوٹی سے ابوجہل کی پٹائی دیکھ رہے تھے جس کو ابو جہل نے بھی دیکھ لیا۔اس نے نہایت خفت سے ابوالبختری سے کہا کہ اب جانے دو وہ حمزہ دیکھ رہے ہیں، وہ محمدؐ کو بتائیں گے تو ہم سب کی بے عزتی ہوگی!ابوجہل اب بھی سمجھتا ہے کہ وہ صاحبِ عزت ہے جس کو اس کے اپنوں نے جوتے لگائے بھلا وہ صاحبِ عزت ہوسکتا ہے۔

فاعتبروا یا اولی الابصار

شعب ابی طالب میں گزرے ہوئے لمحات کی ایک ایک ساعت دکھ بھری داستان ہے۔

سرکار دوعالم ﷺ کی حفاظت کے لئے ابوطالب مختلف تدبیریں کرتے رہتے،سوتے وقت آپ کا بستر ہ بدل دیتے،آپ کی جگہ بدل دیتے تاکہ کوئی دشمن فائدہ نہ اٹھا سکے۔

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ شعب ابی طالب کی تنگیوں کا بیان فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ رات کو سوکھا چمڑا ہاتھ آگیا میں نے اس کو پانی سے دھویا پھر آگ پر اس کو راکھ بنایا اور پھر پانی

میں ملا کر کھایا۔اس طرح بھوک مٹائی۔

صحابہ نے درختوں کے پتے کھا کر گزارہ کیا۔اس طرح روتے بچے اور خواتین تنگ آ کر بھوک سے نڈھال ہو جاتے۔

صحابہؓ کی امتحان میں کامیابی

اصحابِ رسول نے شعب ابی طالب میں رسول اللہ ﷺ کی معیت میں جو وقت گزارا، وہ اس قدر قیمتی اور بے مثال تھا کہ بالآخر صحابہ کو بھی قیمتی اور سونا بنا گیا۔

ذالک فضل اللّٰہ یو تیہ من یّشاء

دنیا نے دیکھا!

☆ صحابہؓ نے رشتے داروں کو چھوڑا......مگر رسول اللہ کو نہیں چھوڑا۔

☆ صحابہؓ نے بیت اللہ کے طواف کو چھوڑا......مگر رسول اللہ کو نہیں چھوڑا۔

☆ صحابہؓ نے برادری کو چھوڑا......مگر رسول اللہ کو نہیں چھوڑا۔

☆ صحابہؓ نے دنیا کی راحت کو چھوڑا......مگر رسول اللہ کو نہیں چھوڑا۔

☆ صحابہؓ نے بھوک برداشت کی......مگر رسول اللہ کو نہیں چھوڑا۔

☆ صحابہؓ نے پیاس برداشت کی......مگر رسول اللہ کو نہیں چھوڑا۔

☆ صحابہؓ نے تنگی برداشت کی......مگر رسول اللہ کو نہیں چھوڑا۔

☆ صحابہؓ نے قید کی صعوبتیں برداشت کی......مگر رسول اللہ کو نہیں چھوڑا۔

معلوم ہوا

کہ صحابہ اپنی زندگی کی متاع عزیز حضور ﷺ کی ذات گرامی کو سمجھتے تھے۔آپ کے ہوتے ہوئے صحابہ کرام ہر چیز سے بے نیاز ہوتے تھے!

نبوّت کا چہرہ ہی صحابہ کے لئے سکون اور راحت کا باعث تھا۔

رضی اللہ عنہم ورضوا عنہ۔خدا کی طرف سے صحابہ کرام کو اپنی رضا کا ہمیشہ ہمیشہ کے لئے سٹیفکیٹ عنایت فرمایا گیا۔

قید میں بھی مشن نبوّت جاری رہا

حضرات گرامی! آپ یہ سن کر حیران ہوں گے کہ سرکار دوعالم ﷺ نے ان قید اور نظر بندی کے دنوں میں بھی مشن رسالت کو برابر جاری رکھا اور توحید خواوندی کی تبلیغ کا کوئی موقع بھی ہاتھ سے جانے نہیں دیا۔ ایام حج اور حج کے مہینے یہ ایسے دن ہیں کہ عرب تمام برائیوں کے باوجود نہایت سختی سے ان دنوں لڑائی جھگڑے سے باز رہتے ہیں۔ سرکار دوعالم ﷺ ان دنوں اگر کوئی اجتماع یا لوگوں کا جمع ہونا معلوم کر لیتے تو فوراً تشریف لے جاتے اور اللہ تعالیٰ کی توحید کا نغمہ انہیں لے میں سناتے۔ چنانچہ عکاظ کے اجتماع اور حج کے اجتماع میں جا کر آپ لوگوں سے فرماتے کہ

ایھاالناس قولوا لا الہ الااللّٰہ

اے لوگو اللہ کے سوا کوئی الہ نہیں ہے۔

اللہ کے سوا کوئی مشکل کشا نہیں ہے۔

اللہ کے سوا کوئی حاجت روا نہیں ہے۔

اللہ کے سوا کوئی مالک ومختار نہیں ہے۔

اللہ کے سوا کوئی رزق دینے والا نہیں ہے۔

یہی کلمہ تھا...... جو مشرکین کے کلیجوں میں تیر بن کر لگتا تھا۔

یہی کلمہ تھا جو مشرکین کے لئے زہر ہلاہل تھا۔ اسی کی وجہ سے آج شعب ابی طالب میں نظر بندی کے دن کاٹ رہے تھے!

مگر قربان جائیں سرکار دوعالم ﷺ کی ذات گرامی پر آپ نے مصائب اور آلام سے بے پرواہ ہو کر اللہ کی توحید کے پرچار کو جاری رکھا اور اس سلسلہ میں راستہ کی کسی مشکل اور دشواری کو خاطر میں نہ لائے۔

سبحان اللہ

جسم پیغمبر

مشن پیغمبر

پر قربان کردیا۔

کیا عزیمت ہے، کیا استقلال ہے، کیا مشن سے دل بستگی ہے اور کیا مشن رسالت سے عشق مصطفیٰ ہے!

علماء اور خطباء کے لئے لمحہ فکریہ

عافیت پسند علماء اور پیشہ ور خطباء کے لئے اس اسوۂ رسول میں کس قدر رہنمائی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے عقیدے کی تبلیغ کے لئے اپنے آپ کو مصائب اور دکھوں میں مبتلا کردیا...... پھر دیکھا آپ نے کہ حالات کس طرح سازگار ہوئے اور حالات نے کس طرح پلٹا کھایا۔ بائیکاٹ کرنے والوں کا منہ کالا ہوا اور بائیکاٹ کی سختیاں برداشت کرنے والوں کا بول بالا ہوا۔

ذالک فضل اللّٰہ یوتیہ من یّشاء

علمائے کرام، مقررین عظام، خطبائے ملت آیئے جس دین کے نام سے آپ کی دنیا چل رہی ہے اُسی دین کے لئے کچھ قربانی دینے کی بھی عادت بنائیں۔ جس دین نے آپ کو عزت دی ہے، عظمت دی ہے، رفعت دی ہے، شان دی ہے، آپ بھی اس دین کے لئے کبھی کبھار کوئی قربانی دینے کا جذبہ پیدا کرلیا کریں ورنہ قیامت کے دن یہ کروفر دھری کی دھری رہ جائے گی۔ آپ تاویلوں سے وقت نہ گزاریں، آپ کام کریں، آپ دینی ڈاکٹر اور حکیم ہیں۔

دیکھئے پہرہ سخت ہے، بھوک کی شدت ہے، پیاس کا اضطراب ہے، بچے بلک رہے ہیں، بوڑھے بیقرار ہیں، شعب ابی طالب کا ہر فرد بے چین ہے، مگر سرکار دو عالم ﷺ کو ایک ہی دھن ہے کہ اللہ ایک ہے اس کے سوا کوئی معبود نہیں وہی مشکل کشا حاجت روا ہے۔ اسی کے سامنے سر نیاز خم ہونا چاہیے۔ آپ اس کے لئے منادی کررہے ہیں۔ ابوجہل پیچھے لگا ہوا ہے، وہ بھی صدا دے رہا ہے **هٰذا صابی کذاب** (معاذ اللہ)

علمائے کرام...... دیکھئے مشرک اپنے مشن میں جھوٹا ہونے کے باوجود کس پختگی کا مظاہرہ کررہا ہے، آپ ہیں کہ پختہ ہونے کے باوجود ٹس سے مس نہیں ہوتے۔ خدا کے لئے میدان میں آیئے توحید وسنت کا علم ہاتھ میں لے کر شرک وبدعت اور غیر دینی قوتوں کے خلاف صف آرا ہوجایئے۔

اللہ تعالیٰ آپ کی نصرت فرمائیں گے۔

تین سال کے بعد کفر ٹوٹا

کفر تین سال ڈٹا رہا، پوری قوت سے حضور اکرم ﷺ کو ستاتا رہا۔ رحم ان کے پاس سے نہیں گزرا۔ حیا ان کے قریب تک نہیں پھٹکی۔ تین سال تک مسلسل حضور ﷺ کو صحابہ کو اور آپ کے ساتھ ہمدردی میں آئے نظر بندوں کو ستاتے رہے۔ آخر انہیں تو رحم نہیں آیا۔ اللہ تعالیٰ ہی نے اپنے رحم وکرم سے کفر کے ٹکڑے کر دیئے۔ ان کے تمام منصوبوں کو خاک میں ملا دیا۔ ان کی امیدوں پر پانی پھیر دیا۔ ان کے چہروں کا رنگ زرد ہو گیا۔ ان کی انانیت اور چودھراہٹ پاؤں تلے روندی گئی۔ ان کے قتلِ رسول، قتلِ محمد ﷺ کے خواب ادھورے رہ گئے۔ ان کے بت اور الٰہ ناکام، نامراد، خائب وخاسر ہو گئے۔ جب تین سال کے بعد اُن کا کفر ٹوٹنے لگا اور کفر کے ٹوٹنے کے آثار نمایاں ہونے لگے!

حضور ﷺ کا عظیم معجزہ

وقت گزر گیا۔ مسلمانوں کو حضور ﷺ کی صحبت نے کیمیا بنا دیا۔ نبوت کی تمام تاثیریں اصحاب رسول کی زندگیوں میں رچ بس گئیں۔ سلوک کی وہ منزلیں طے ہو گئیں جو میدان سلوک کی معراج کہلاتی ہیں۔ ایک ایک فرد سونا بن گیا۔ ادھر تقدیر خداوندی مسکرائی اور تین سال کی قید کو ختم کرنے کا فیصلہ ہوا۔ حالات میں خوشگوار تبدیلی پیدا ہونے لگی۔ خود بائیکاٹ کرنے والوں میں چہ میگوئیاں شروع ہو گئیں۔ ان میں آپس میں مشاورت ہونے لگی کہ ہم نے زیادتی کی ہے۔ یہ بھی تو ہمارے ہی بھائی بند ہیں جو مدتوں سے ظلم وستم کی چکی میں پس رہے ہیں اور طوفانوں میں زندگی بسر کر رہے ہیں۔ ہشام بن عمرو نے زبیر سے کہا، زبیر نے مطعم بن عدی سے کہا، مطعم نے ابوالبختری کو ساتھ ملا لیا۔ ابوالبختری نے زمعہ بن اسود کو ساتھ ملا لیا۔ اس طرح ان پانچ آدمیوں نے گروپ بنا کر اس معاہدے کو بیت اللہ کے دروازے سے اتار کر پارہ پارہ کرنے کا ارادہ کر لیا تاکہ نہ معاہدہ رہے اور نہ ہی یہ بائیکاٹ جاری رہے۔ ادھر بائیکاٹ کرنے والوں کے دل کی دنیا کو ربِ محمدؐ نے بدل ڈالا اور ادھر جبرائیل علیہ السلام نے حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ

ﷺ اس معاہدہ کی تمام تحریر کو دیمک نے چاٹ لیا ہے۔اس تحریر میں سوائے تیرے رب کے نام کے اور کوئی نقطہ باقی نہیں رہ گیا جس سے اس تحریر کی کوئی حیثیت باقی نہیں رہ گئی۔اب یہ معاہدہ ختم ہوتا ہے، بے شک اس کو دیکھ لیا جائے!

سرکار دو عالم ﷺ نے اپنے چچا ابو طالب کو بلا کر فرمایا کہ چچا اس معاہدہ کی تحریر کو جو ہمارے خلاف لکھ کر بیت اللہ کے دروازے پر آویزاں کی گئی ہے، دیمک نے چاٹ لیا ہے۔اس معاہدے میں صرف اللہ کا نام جس مقام پر لکھا گیا تھا وہ تو ہے باقی تمام الفاظ اور حروف مٹ چکے ہیں۔دیمک نے ایک ایک کو چاٹ کر ختم کر دیا! ابو طالب نے رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا کہ **اربک اخبرک بھٰذا** (کہ آپ کے رب نے اس امر کی خبر کر دی ہے)

قال نعم......فرمایا کہ چچا جان ہاں

اس پر ابو طالب کو یقین ہو گیا کہ واقعی ایسا ہو گیا ہوگا۔کیونکہ ابو طالب کو یقین تھا کہ میرے بھتیجے نے کبھی غلط نہیں کہا اس لئے آپ نے قریش سے کہا کہ اے قریش میرے بھتیجے نے بتایا ہے کہ بائیکاٹ کی تحریر کو دیمک نے چاٹ لیا ہے اس کی ابتداء میں تبرکاً جو **باسمک اللھم** لکھا گیا ہے اس کے سوا اب کوئی لفظ اس معاہدے میں باقی نہیں رہا۔یہی بات ہمارے اور قریش کے درمیان فیصلہ کن قرار پائے گی۔تم اس معاہدے کو لے آؤ، اگر تو وہ محمد ﷺ کے قول کے مطابق ختم ہو گئی ہے تو ہم سچے اور ختم نہیں ہوئی تو تم سچے، پھر تو جو چاہو ہمارے اور محمد ﷺ کے ساتھ سلوک کرنا ہم کچھ نہیں کہیں گے۔قریش نے ابو طالب کی اس بات کو انصاف پر مبنی قرار دیتے ہوئے قبول کر لیا اور معاہدے کی دستاویز لانے کے لئے چلے گئے۔جب دستاویز کو اتار کر دیکھا گیا تو اس میں تمام تحریر کو دیمک چاٹ چکی تھی، صرف اللہ کا نام باقی تھا۔جسے زندہ اور باقی رکھنے کے لئے حضرت محمد ﷺ شب و روز محنت فرما رہے تھے۔رہے نام اللہ نام۔

قریش اس واقعہ کو دیکھ کر نہایت شرمسار اور متعجب ہوئے، مگر دل کو تسلی دینے کے لئے یہ کہنا شروع کر دیا کہ یہ بھی محمد ﷺ کا جادو ہے جو ہم پر کر دیا گیا ہے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

اس پر ابو طالب نے ایک قصیدہ جس کا ایک مشہور شعر آپ کی خدمت میں پیش کیا جاتا ہے۔

الم یاتکم انّ الصحیفة مزّ قت

و ان کل مالم یرضه اللّٰه یفسد

کیا تم کو خبر نہیں کہ وہ عہد نامہ چاک کیا گیا اور جو چیز خدا کے نزدیک ناپسند ہوتی ہے، وہ اسی طرح سے خراب اور برباد ہوتی ہے۔ (خصائص)

خطیب کہتا ہے

دیمک کا معاہدے کے الفاظ کو چاٹ جانا اور تحریر کو بیکار بنا دینا، حضور پاک ﷺ کا عظیم معجزہ تھا!

☆ معلوم ہوا کہ جو لوگ اپنی دنیاوی شوکت وسلطنت پر اتراتے ہوئے اللہ کے رسول کا مقابلہ کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ انہیں اپنی معمولی مخلوق سے نیست و نابود کرا دیتے ہیں۔

☆ نبی کے دشمنوں کی کارستانیوں کے خاتمہ کے لئے اللہ تعالیٰ بڑے بڑے میزائیل یا ٹینک تیار نہیں کراتا بلکہ معمولی سے ابابیل اور اس سے بھی معمولی دیمک کے کیڑے کی ڈیوٹی لگا دیتا ہے جو دشمن کی تدبیروں کو خاک میں ملا دیتا ہے۔

☆ اصحابِ رسول ﷺ نے اس قدر مصائب میں جو حضور ﷺ کا ساتھ دیا اس سے ان کے ایمان اور اخلاص کو چار چاند لگ گئے۔ اگر وہ رافضیوں کے بقول غیر مخلص ہوتے تو انہیں اس قدر مصائب اور صعوبتیں برداشت کرنے کی کیا ضرورت تھی!

☆ اصحاب رسول کو اس خلوت اور قید تنہائی میں وہ بلندی اور رفعتیں نصیب ہوئیں جن کا کروڑواں حصہ بھی آج کسی کو نصیب ہو جائے تو اسے ولایت کے پر لگ جائیں۔

☆ ابو طالب نے حضور ﷺ سے پوچھا کہ کیا اس بات کی خبر آپ کو آپ کے رب نے دی ہے؟ تو آپ نے فرمایا کہ نعم...... ہاں

☆ اس سے معلوم ہوا کہ سرکارِ دو عالم ﷺ عالم الغیب نہیں تھے، بلکہ آپ کو بذریعہ وحی اطلاع علی الغیب دی جاتی تھی!

گہے　　　برطارم　　　اعلیٰ　　　نشینم

گھے بر پشت پائے خود نہ بینم

☆ توحید خداوندی کا بیان کرنا اس قدر ضروری ہے کہ آپ نے نظر بندی کے ایام میں بھی اس کا بیان جاری رکھا!

☆ حضرت یوسف علیہ السلام نے بھی جیل کی تنگ و تاریک کوٹھڑی میں مسئلہ توحید کو اپنے جیل کے ساتھیوں کے سامنے نہایت جامعیت کے ساتھ بیان فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا تھا کہ

یٰصَاحِبَیِ السِّجْنِ ءَ اَرْبَابٌ مُّتَفَرِّقُوْنَ خَیْرٌ اَمِ اللّٰہُ الْوَاحِدُ الْقَھَّارُ ○ مَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِہٖٓ اِلَّآ اَسْمَآءً سَمَّیْتُمُوْھَآ اَنْتُمْ وَاٰبَآؤُکُمْ مَّآ اَنْزَلَ اللّٰہُ بِھَا مِنْ سُلْطٰنٍ ط اِنِ الْحُکْمُ اِلَّا لِلّٰہِ ط اَمَرَ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِیَّاہُ ط ذٰلِکَ الدِّیْنُ الْقَیِّمُ وَلٰکِنَّ اَکْثَرَ النَّاسِ لَا یَعْلَمُوْنَ. (سورہ یوسف)

اے میرے جیل کے ساتھیو! کئی رب زیادہ بہتر ہیں یا اللہ واحد قہار بہتر ہے۔ جن کو تم اللہ کے سوا پوجتے ہو ان کے تم نے ہی اپنی طرف سے نام تجویز کر لئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے تو ان کے لئے کوئی حکم نازل نہیں فرمایا۔

اللہ تعالیٰ نے تو خالص اپنی عبادت کا حکم دیا ہے۔ یہی ہے دین قیم لیکن اکثر لوگ اس سے بے خبر ہیں۔

حضرات گرامی! آپ نے دیکھا کہ سرکار دوعالم ﷺ نے کس طرح تین سال تک اپنے خاندان اور صحابہ کرام اور معصوم بچوں کے ہمراہ سختیاں اور مصیبتیں اور رنج برداشت کئے ہیں اور کس طرح صبر و استقلال اور عزیمت و ہمت سے اس سہ سالا ایام اسیری کو برداشت کیا ہے لیکن سیرت مصطفوی کی تاریخ بتاتی ہے کہ اس رنج و محن کے صلے میں اللہ تعالیٰ نے اس قدر عظیم الشان انعام سے حضور ﷺ کو سرفراز فرمایا ہے کہ تمام انبیاء علیہم السلام میں یہ اعزاز صرف اور صرف حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی ذات گرامی کو عطا فرمایا گیا اور اس انعام میں کسی فرشتے اور کسی نبی کو بھی شریک نہیں فرمایا گیا۔ وہ انعام اور اعزاز کیا ہے، وہ انعام اور اعزاز ہے

معجزہ معراج

حضور سرور کائنات ﷺ شعب ابی طالب سے رہا ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے آپ کو معراج کی بلندی سے سرفراز فرمایا اور ایسے ایسے انعامات سے نوازا کہ ان کی ایک ایک جھلک ہی بے مثال و بے نظیر ہے!

☆ سُبۡحٰنَ الَّذِیۡۤ

☆ اَسۡرٰی بِعَبۡدِہٖ

☆ لَیۡلًا

☆ مِنَ الۡمَسۡجِدِ الۡحَرَامِ

☆ اِلَی الۡمَسۡجِدِ الۡاَقۡصَا

☆ الَّذِیۡ بٰرَکۡنَا حَوۡلَہٗ

☆ لِنُرِیَہٗ مِنۡ اٰیٰتِنَا

☆ اِنَّہٗ ھُوَ السَّمِیۡعُ الۡبَصِیۡرُ

☆ وَالنَّجۡمِ اِذَا ھَوٰی — قسم ہے تارے کی جب گرے

☆ مَا ضَلَّ صَاحِبُکُمۡ وَمَا غَوٰی — بہکا نہیں تمہارا رفیق اور نہ بے راہ چلا

☆ وَمَا یَنۡطِقُ عَنِ الۡھَوٰی — اور نہیں بولتا اپنی خواہش سے

☆ اِنۡ ھُوَ اِلَّا وَحۡیٌ یُّوۡحٰی — یہ تو حکم ہے بھیجا ہوا۔

☆ عَلَّمَہٗ شَدِیۡدُ الۡقُوٰی — اس کو سکھایا ہے سخت قوتوں والے نے

☆ ذُوۡمِرَّۃٍ فَاسۡتَوٰی — زور آور نے پھر سیدھا بیٹھا

☆ وَھُوَ بِالۡاُفُقِ الۡاَعۡلٰی — اور وہ تھا اونچے کنارے آسمان کے

☆ ثُمَّ دَنَا — پھر نزدیک آیا

☆ فَتَدَلّٰی — پھر لٹک آیا

☆ فَکَانَ قَابَ قَوۡسَیۡنِ اَوۡ اَدۡنٰی — پھر رہ گیا فرق دو کمان سے بھی قریب

☆ فَاَوْحٰی اِلٰی عَبْدِهٖ مَآ اَوْحٰی پھر حکم بھیجا اپنے بندے پر جو بھیجا۔

یہ وہ انعامات ہیں کہ ان کا ایک ایک حصہ ایک ایک تقریر اور خطبہ ہے۔قرآن کے سمندر میں غوطے لگاتے جائیے اور موتی اور ہیرے تلاش کر کے اپنے سامعین کے دامن میں ڈالتے جائیے!

شعب ابی طالب کے قیدیوں پر خدا کا سلام

پہلے تو معراج کے تحفے شعب ابی طالب کے مظلوم قیدی حضرت محمد رسول اللہ ﷺ پر انعامات کی بارش فرمائی

السلام علیک ایھا النبی و رحمة اللّٰہ وبرکاته.

پھر آپ کے اصحاب اور ایمان دار ساتھی جو آپ کے ساتھ مصائب برداش کرتے رہے انہیں سلام کی روح پرور ایمان افروز صداؤں سے سرفراز فرمایا گیا۔

السلام علینا وعلیٰ عباد اللّٰہ الصالحین

خطیب کہتا ہے

☆ خطیب کا بھی سلام ہو اس نبی امی پر جس کی دکھ بھری زندگی نے امت کے لئے تمام تر آسانیاں مہیا فرمادیں۔

☆ خطیب کا سلام ہو اس خدیجہ کبریٰؓ پر جس نے تین سال بھوکے پیاسے رہ کر شعب ابی طالب میں اپنی وفا کی فقید المثال شمع روشن کی۔

☆ سلام ہو اس خدیجہ طاہرہؓ پر جو شعب ابی طالب کے مصائب کا صدمہ نہ برداشت کرتے ہوئے رہائی کے فوراً بعد ہی اللہ کے حضور حاضر ہو کر حضور ﷺ کو ہمیشہ کے لئے داغ مفارقت دے گئی۔

☆ سلام ہو اس خدیجہؓ پر جس کے وصال نے حضور ﷺ کو عظیم صدمے اور غم سے دوچار کر دیا۔

اور بالآخر یہ سال ہی عام الحزن کے نام سے موسوم ہو گیا۔

☆ سلام ہو اس اماں خدیجہؓ پر جس نے اپنا مال اپنی جان اپنی تمام تر صلاحیتیں سرکار دو عالم

ﷺ پر فدا کردیں۔سلام اللہ علیہا

☆ سلام ہوان جانثار فدا کار قیدیوں پر جنہوں نے تین سال شعب ابی طالب میں وہ تمام مصائب ہنسی خوشی گزارے جوان پر حضور کی غلامی کی وجہ سے توڑے گئے۔

السلام علینا وعلیٰ عباد اللّٰہ الصالحین

مکے کے مشرکین کا منہ کالا ہوگیا۔ابوجہل بدر میں مارا گیا،ابولہب ذلت ورسوائی کی موت مرا، معاہدہ تحریر کرنے والا موذی منصور بن عکرمہ دونوں ہاتھوں سے محروم ہوگیا۔کیونکہ حضور اکرم ﷺ کے خلاف معاہدے کی تحریر لکھنے کے بعد اس کے دونوں ہاتھ شل ہوگئے۔

دشمن کا منہ کالا ہوگیا

حضور ﷺ کا بول بالا ہوگیا

وَاٰخِرُ دَعْوٰھُمْ اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

بسم اللہ الرّحمٰن الرّحیم

طائف کا مظلوم مبلّغ

نَحْمَدُہٗ وَ نُصَلِّی عَلیٰ رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُبِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْم. بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم

یٰٓاَیُّھَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَآ اُنْزِلَ اِلَیْکَ مِنْ رَّبِّکَ .

حضرات گرامی! یوں تو سرکار دو عالم ﷺ کی پوری زندگی مصائب اور تکلیفوں کا شکار رہی، مگر آپ کا سفر طائف اور اہل طائف کا آپ کے ساتھ بہیمانہ سلوک آپ کی زندگی کا وہ دردناک حصہ ہے جسے بیان کرتے ہوئے اور لکھتے ہوئے زبان اور قلم خود خون کے آنسو بہانے لگتے ہیں۔

سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے یہ سوال براہِ راست رسول اللہ ﷺ سے کیا تھا کہ یا رسول اللہ ﷺ جنگ احد جتنی تکلیف بھی کبھی آپ کو آئی ہے تو آپ نے فرمایا کہ عائشہؓ طائف میں میرے ساتھ جو سلوک کیا گیا، میری زندگی کا وہ المناک ترین واقعہ ہے۔ ایسا المناک جس کی ٹیسیں اب بھی محسوس ہو رہی ہیں۔

سفرِ طائف

ابھی سرکار دو عالم ﷺ تین سال کی طویل نظر بندی کے بعد شعب ابی طالب سے رہا ہوئے تھے، ابھی شعب ابی طالب کی تلخیاں پوری قوت سے موجود تھیں، ابھی وہ زخم تازہ ہی تھے کہ ابو طالب موت کی آغوش میں چلے گئے۔ ابو طالب نے اگر چہ اسلام قبول نہیں کیا تھا مگر پوری زندگی حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کا دفاع کرتے رہے! کبھی کبھی تو اپنی جان کی بازی تک لگانے کو تیار ہو گئے مگر اسلام نصیب نہیں ہوا۔ یہ اللہ کی مرضی ہے اس میں بندے کا کوئی دخل نہیں ہے!

خطیب کہتا ہے

ایمان دینے پر آیا　　　تو حبشے سے بلال کو بلایا

ایمان دینے پر آیا　　　تو حسن کو بصرہ سے بلایا

ایمان دینے پر آیا تو صہیب کو روم سے بلایا

اور نہ دینے پر آیا

تو ابو طالب کو تمام عمر نبی کے قدموں میں رکھا

اور آخر میں اسلام اور ایمان سے بے بہرہ رکھا

کیوں؟ اپنی بات آپ ہی جانے

اس میں کیا حکمت ہے، اللہ ہی جانے

چاہے تو بلی کو پانی پلانے والی کو بخش دے!

چاہے تو عمر بھر نبی کی خدمت کرنے والے ابو طالب کو محروم رکھے۔

یہ اس کی مرضی ہے، یہ اس کا فیصلہ ہے، اس میں ہم جیسے عاجز بندوں کا کوئی دخل دینے کا اختیار نہیں۔

سیدہ خدیجہ طاہرہ سلام اللہ علیہا

سیدہ خدیجہ طاہرہؓ بھی داغ مفارقت دے گئیں۔ یہ صرف باوفا اور اطاعت شعار بیوی ہی نہیں تھیں بلکہ اسلامی اقدار و مشن رسالت کی عظیم مبلغہ اور معلّمہ تھیں۔ آپ نے تن من دھن حضور پر قربان کر کے ہمیشہ آپ کی ڈھارس بندھائی۔ آپ کا اس طرح اس عالم میں داغ مفارقت دے جانا آپ کی ذاتِ گرامی کے لئے بے حد غم واندوہ کا باعث ہوا۔ اسی لئے یہ سال سیدہ کی وفات کے بعد عام الحزن کے نام سے مشہور ہوا۔ سرکار دو عالم ﷺ قریش مکہ کی پے در پے سختیاں تو برداشت کر ہی رہے تھے، مگر آپ کے دل میں توحید خداوندی کی اشاعت کے دائرے کو وسیع کرنے کا خیال آرہا تھا۔ اس لئے فیصلہ ہوا کہ چلو طائف چلو! اور طائف کی سرزمین کو توحید ربانی کی بہاروں سے مالا مال کیا جائے۔ طائف قریش مکہ کا گرمیوں کا ہیڈ کوارٹر تھا اور روسائے قریش کے بنگلوں کوٹھیوں اور باغات کا مرکز تھا جہاں وہ سرسبز وشاداب باغات کی ٹھنڈی اور خنک ہواؤں سے لطف اندوز ہوا کرتے تھے! حضور اکرم ﷺ نے سفر طائف کا ارادہ فرمایا تو ساتھ لے جانے کے لئے زید بن حارثہ کا انتخاب فرمایا!

خدا کی بے نیازی

خدا کی بے نیازی دیکھئے کہ مکہ مکرمہ سے طائف ساٹھ میل کے فاصلے پر واقع ہے، یہ سارا سفر آپ نے پیدل طے فرمایا! معراج پر جائیں تو براق حاضر ہے مگر طائف جائیں تو ایک زید اور دوسرے راستے کے پتھر اور دشواریاں ہی دشواریاں۔

سفر طائف کی کہانی، ایک عاشق رسول کی زبانی

مولانا مناظر احسن گیلانی ایک مانے ہوئے اہل قلم اور صاحب علم وفضل شخصیت ہیں۔ قلم تو اور لوگوں کے ہاں بھی موجود ہیں مگر جو درد جو سوز جو کیف اور جو مستی مولانا مناظر احسن گیلانی کے قلم نے پائی ہے وہ اپنی مثال آپ ہے۔ آپ نے اپنی ایک مختصر تصنیف ''النبی الخاتم'' میں سیرت النبی کو جس والہانہ اور عاشقانہ بلکہ عارفانہ انداز میں تحریر فرمایا ہے، میں سمجھتا ہوں عشق و مستی پر بھی مستی طاری ہوگئی ہوگی۔ آپ کا ایک ایک لفظ ایک ایک عنوان ہے آپ کا ہر لفظ ایک داستان ہے، مستقل کہانی اور مستقل عنوان کی حیثیت کا حامل ہے۔ آپ بھی ذرا اس درد وسوز کے سمندر میں ڈوب کر طائف کی سیر کیجئے اور وہاں کی وجدانی کیفیات سے مالا مال ہوں!

یہ نہیں سنتے شاید دوسرے سنیں، یہاں جی نہیں لگتا شاید وہاں لگے۔ کچھ یہی سوچ کر زیادہ دور نہیں، بلکہ امرائے مکہ کے گرمائی اسٹیشن طائف کا خیال آیا۔ زید بن حارثہ آزاد غلام کے سوا ساتھ بھی کوئی نہیں تھا۔ حجاز کی سب سے بڑی دولت مند عورت خود بھی جا چکی تھیں اور جو کچھ ان کا تھا انہی راہوں میں جن پر وہ صرف ہو رہا تھا صرف ہو چکا تھا۔ سب کچھ جا چکا تھا۔ اتنا بھی باقی نہ تھا کہ طائف تک کوئی سواری ہی کرایہ پر لی جائے۔

خطیب کہتا ہے

☆ سفر طائف میں خداوند قدوس کی شان بے نیازی کا بھرپور مظاہرہ ہے۔

☆ سفر طائف میں حضور ﷺ کی نیازمندیوں کا بھی عظیم الشان مظاہرہ ہے۔

☆ خدا نے بے نیازی کی حد کردی!

☆ حضور ﷺ نے نیازمندی کی حد کردی۔

☆ سواری نہیں تو پیدل، کوئی نہیں تو تنہا

بس جو ہوتا ہے ہو جائے، مگر رضائے الٰہی ضروری ہے!

سبحان اللہ

معمولی دو چپلوں کے سوا پائے مبارک کے لئے راستہ کو آسان کرنے والی کوئی دوسری چیز نہ تھی اسی حال میں پہنچے۔

امرائے طائف کو تبلیغ

پہنچتے ہی اونچی دکان والوں کے پاس آئے جس لئے آئے تھے اس کا اظہار کیا گیا پھر تمام تجربوں میں یہ آخری تجربہ تھا کہ جس کسی کے پاس گئے اُسی نے پلٹایا جس سے بولے اُسی نے جھڑکا، حالانکہ اجنبی لوگوں کا سلوک آپ کے ساتھ ابتداء میں کم از کم ایسا کبھی نہ تھا، مگر یہاں یہی دکھایا جا رہا ہے، جنہیں کچھ نہیں آتا تھا ان کی زبان پر منطق جاری ہوئی۔

پہلی منطق

جسے سفر کے لئے گدھیا بھی میسر نہیں کیا خدا کو اس کے سوا رسول بنانے کے لئے اور کوئی نہیں ملتا تھا۔

ٹوٹے ہوئے دل کے لئے یہ پہلا تیر تھا جو امارت کے نشے میں چور ایک امیر کی زبان سے نکلا۔

دوسری منطق

رِداء کعبہ کے تار تار ہو جائیں گے اگر خدا نے تمہیں رسول بنا کر بھیجا ہے۔ کعبہ کی عظمت جس نگاہ میں ان بتوں کے ساتھ وابستہ تھی جو مختلف قبائل کی خدائی کے نام سے وہاں رکھے گئے تھے اور اس کے خیال میں ان بتوں نے سارے عرب کو کعبہ کے ساتھ باندھ رکھا تھا اس نے اپنا یہ سیاسی نظریہ پیش کیا۔

تیسرا مغالطہ اور منطق

تم اگر رسول ہو تو میں اس کا مستحق نہیں ہوں کہ تم سے بولوں اور اگر نہیں ہو تو میری ذلت ہے کہ کسی جھوٹے سے بولوں۔(معاذ اللہ)

یہ ان میں ایک تیسرے کی منطق تھی

خطیب کہتا ہے

سنا آپ نے کس قدر تکبر ہے رعونت ہے، سرکشی ہے روسائے طائف میں جو سیدھے منہ بات ہی نہیں سن رہے۔

الٹا تمسخر اڑا رہے ہیں۔ الٹا دل زخمی کئے جا رہے ہیں۔ الٹا زبانی تیروں سے سینہ چھلنی کیے جا رہے ہیں۔

یا اسفیٰ

طائف کے دردناک مصائب

جو سب کے لئے تھا، جو سب کے لئے ہے، قیامت تک کے لئے ہے کیا دردناک نظارہ ہے اسی کو سب واپس کر رہے تھے۔ تیز و تلخ جملوں کے ساتھ واپس کر رہے تھے۔ بات اسی پر ختم نہیں ہوگئی کہ انہوں نے جو پیش کیا تھا اس کو صرف ردّ کر دیا، بلکہ آگ میں پھاندنے والوں کو جو کمریں پکڑ پکڑ کر گھسیٹ رہا تھا۔ وہی کمر کے بل گرایا جاتا تھا۔ سرکار دو عالم ﷺ ارشاد فرماتے تھے کہ

مثلی و مثلکم انا اٰخذ بحجز کم عن النار. (بخاری و مسلم)

میری مثال تمہارے ساتھ ایسی ہے کہ میں تم لوگوں کی کمریں پکڑ کر آگ سے کھینچ رہا ہوں۔

آج دیکھئے اسی پیغمبر اعظم ﷺ کو پتھر مار مار کر گرایا جاتا تھا، گھٹنے چور ہو گئے۔ پنڈلیاں گھاؤ ہو گئیں، کپڑے لال ہو گئے، معصوم خون سے لال ہو گئے۔ نو عمر رفیق نے سڑک سے بے ہوشی کی حالت میں جس طرح بن پڑا اٹھایا، پانی کے کسی گڑھے کے کنار پر لایا، جوتیاں اتارنی چاہیں تو خون کے گوند سے وہ تلوے کے ساتھ اس طرح چپک گئی تھیں کہ ان کا چھڑانا دشوار تھا اور کیا گزری کہاں تک اس کی تفصیل کی جائے۔ خلاصہ یہ ہے طائف میں وہ پیش آیا جو کہیں نہیں پیش آیا۔

طائف کے مصائب زبان نبوت پر

سرکار دوعالم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ

کان اشدّ ما لقیت منھم یوم الطّائف اذعرضت نفسی علیٰ ابن عبد یا لیل

سب سے زیادہ اذیت (کافروں) سے مجھے طائف کی گھاٹی پر پہنچی، جس دن میں نے عبد یا لیل کے بیٹے پر اپنے آپ کو پیش کیا۔

ایک مرتبہ حضرت عائشہؓ نے سوال کیا تھا کہ

ھل اتیٰ علیک یوم کان اشدّ علیک من احد.

کیا آپ پر احد سے زیادہ سخت دن بھی آیا تو آپ نے اس کے جواب میں ارشاد فرمایا تھا کہ یوم طائف۔

شعب ابی طالب کے مصائب کا صلہ بلندی ہی بلندی

اور واقعہ بھی یہ ہے ٹھیک جس طرح ابی طالب کی گھاٹی میں جو ایک طرف سے دیا گیا تو دوسری سمت وہ بلند ہوا اور اتنا بلند ہوا کہ ارض وسموات سفلیات وعلویات مرئیات وغیر مرئیات حتی کہ جس پر سب ختم ہوتے ہیں منتہا کا یہ سدرہ بھی اس کے احاطہ میں آ گیا۔

ہائے...... بعینہ اس طرح طائف کی گھاٹی میں جو واپس کیا گیا اور اس طرح واپس کیا گیا کہ جسے ملتے وہی پھٹتا، جسے چمٹتے وہی سمٹتا جس سے جوڑتے وہی توڑتا انکار کی یہ آخری حد تھی ایسا معلوم ہوتا تھا کہ کائنات کا ذرہ ذرہ آپ سے ٹکرا رہا ہے جو ہے رد کر رہا ہے۔

کیوں؟ اگر یہ ہو رہا تھا تو دن کی روشنی میں ہو رہا تھا۔ اس کی کوئی بھی حد نہیں تھی۔ یہ بھی دیکھا گیا کہ روسائے طائف کے اوباشوں کو آپؐ کے پیچھے لگا دیا۔

وہ گالیاں بھی بکتے تھے اور تالیاں بھی پیٹتے تھے۔ پتھر تاک تاک کر پنڈلیوں پر مارتے تھے۔ سرکار دو عالم ﷺ جب نڈھال ہو جاتے اور زخموں کی تاب نہ لا کر گر پڑتے تو بستی کے لفنگے نوجوان حضور کو دونوں بازؤں سے پکڑ کر پھر کھڑا کر دیتے اور پھر وہی پتھر مارنے کا عمل دہراتے۔

اس طرح مارتے مارتے آپ کو وہاں تک لے گئے جہاں عقبہ اور شیبہ کا باغ تھا۔شہر کے باہر آ کر زید بن حارث نے خون سے لتھڑے ہوئے جسم کو دھو دھا کر صاف کیا۔سامنے کے ایک باغ میں کچھ آرام کرنے کے لئے پہنچایا جہاں زخموں سے خستہ و بے جان بھوک اور پیاس سے نڈھال پردیسی مسافر کی مہمان نوازی انگوروں کے چند خوشوں سے کی گئی۔ یہ باغ طائف سے تین میل کے فاصلے پر واقع تھا۔جب سرکار دو عالم ﷺ نے یہاں پناہ لی تو بھیڑ واپس چلی گئی اور آپ ایک دیوار سے ٹیک لگا کر انگور کی بیل کے سائے میں بیٹھ گئے۔قدرے اطمینان ہوا تو دعا فرمائی جو دعائے مستضعفین کے نام سے مشہور ہے۔اس دعا کے ایک ایک فقرے سے اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ طائف میں اس بدسلوکی سے دوچار ہونے کے بعد اور کسی ایک بھی شخص کے ایمان نہ لانے کی وجہ سے آپ کس قدر دل فگار تھے اور آپ کے احساسات پر حزن والم اور غم وافسوس کا کس قدر غلبہ تھا۔آپؐ نے خدا کے حضور ایسی دعا فرمائی،ایسی دعا جو زندگی میں اپنی مثال آپ ہی ہے۔

تاریخی دعا

سرکار دو عالم ﷺ نے ایک ایسی تاریخی دعا فرمائی جس سے آپؐ کی نیاز مندی اور آہ وزاری کے تمام نمونے بدرجہ کمال سامنے آتے ہیں۔آپؐ نے نہایت عجز اور انکساری سے بارگاہ خداوندی میں عرض کیا

اللھم الیک اشکو ضعف قوّتی و قلة حیلتی و ھوانی علی الناس یا ارحم الرٰحمین. انت رب المستضعفین و انت ربی الیٰ من تکلنی الیٰ بعید یتجھمنی ام الیٰ عدوّ ملکّته امری؟ ان لّم یکن بک علی غضب فلا ابالی و لکن عافیتک ھی اوسع لی. اعوذ بنور وجھک الّذی اشرقت له الظلمٰت وصلح علیه امر الدّنیا وا لاٰخرة من ان تنزل بی غضبک او یحلّ علیّ سخطک لک العقبیٰ حتّیٰ ترضٰی ولا حول ولا قوّة الّا بک.

بارِ الٰہا! میں تجھی سے اپنی کمزوری و بےبسی اور لوگوں کے نزدیک اپنی بے قدری کا شکوہ کرتا

ہوں۔ یاارحم الراحمین تو کمزوروں کا رب ہے اور تو ہی میرا بھی رب ہے تو مجھے کسی کے حوالے کررہا ہے کیا کسی بیگانے کے جو میرے ساتھ تندہی سے پیش آئے؟ کس دشمن کے جسکو تو نے میرے معاملے کا مالک بنا دیا ہے۔ اگر مجھ پر تیرا غصہ نہیں ہے تو مجھے کوئی پرواہ نہیں لیکن تیری عافیت میرے لئے زیادہ کشادہ ہے۔ میں تیرے چہرے کے نور کی پناہ چاہتا ہوں جس سے تاریکیاں روشن ہوگئیں۔ جس پر دنیااور آخرت پر معاملات درست ہوئے کہ مجھ پر اپنا غصہ نازل کرے یا تیرا عتاب مجھ پر وارد ہو، تیری ہی رضا مطلوب ہے، یہاں تک کہ تو خوش ہو جائے اور تیرے بغیر کوئی اور طاقت اور زور نہیں!

خطیب کہتا ہے

☆ اس دعا کا ایک ایک جملہ، ایک ایک لفظ خالق اور مخلوق کے فرق کو واضح کررہا ہے۔

☆ اس دعا کا ایک ایک لفظ مختار اور محتاج کے فرق کو واضح کررہا ہے۔

☆ اس دعا کا ایک ایک لفظ داتا اور سائل کے فرق کو واضح کررہا ہے۔

☆ اس دعا کا ایک ایک لفظ بے نیاز اور نیاز مند کے فرق کو واضح کررہا ہے۔

☆ اس دعا کا ایک ایک لفظ نبی اور اس کے مالک کے فرق کو واضح کررہا ہے۔

☆ جو لوگ نبی کو خدائی اختیارات کا مالک سمجھتے ہیں، یہ دعا ان کے لئے تازیانہ عبرت ثابت ہوگی!

☆ جو لوگ دن رات نبی کے اختیارات خدا سے بڑھاتے رہتے ہیں وہ خود اس دعا کا ایک ایک لفظ پڑھیں اور اس کے ترجمے پر غور کریں۔ کہیں شرک کے مریض بن کر اپنی عاقبت تباہ نہ کردیں!

عتبہ اور شیبہ کو ترس آ گیا

ادھر آپ کو ابنائے ربیعہ نے اس حالت میں دیکھا تو ان کو آپ کی حالت دیکھ کر رحم آ گیا انہوں نے اپنے ایک عیسائی غلام کو جس کا نام عداس تھا بلا کر کہا اس انگور سے ایک گچھا لو اور اس شخص کو دے آؤ۔ جب اس غلام نے انگور آپ کی خدمت میں پیش کیا، تو آپ نے بسم اللہ کہہ کر

ہاتھ بڑھایا اور کھانا شروع کر دیا۔عداس نے کہا کہ یہ جملہ تو اس علاقے کے لوگ نہیں بولتے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم کس علاقے کے رہنے والے ہو اور تمہارا دین کیا ہے؟ اُس نے کہا کہ میں عیسائی ہوں اور نینوا کا رہنے والا ہوں۔رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اچھا تم مرد صالح یونس بن متیٰ کی بستی کے رہنے والے ہو۔عداس نے کہا کہ آپ یونس بن متی کو کیسے جانتے ہو؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، وہ میرے بھائی تھے، وہ نبی تھے اور میں بھی نبی ہوں۔ یہ سن کر عداس آپ کی طرف بڑھا اور آپ کے ہاتھ پاؤں کا بوسہ دیا۔

یہ دیکھ کر ربیعہ کے دونوں بیٹوں نے آپس میں کہا لو؟ اب اس شخص نے ہمارے غلام کو بگاڑ دیا۔اس کے بعد جب عداس واپس گیا تو دونوں نے اس سے کہا، اجی یہ کیا معاملہ تھا؟ اس نے کہا کہ میرے آقا روئے زمین پر اس شخص سے بہتر کوئی شخص نہیں ہے اس نے مجھے ایک ایسی بات بتائی ہے جسے نبی کے سوا اور کوئی نہیں جانتا۔ان دونوں نے کہا کہ دیکھنا عداس کہیں یہ شخص تمہیں تمہارے دین سے پھیر نہ دے!

کیونکہ تمہارا دین اس کے دین سے بہتر ہے۔

خدا کی نصرت آ گئی

سرکار دو عالم ﷺ نہایت غمگین اور زخمی دل سے اٹھتے ہیں اور سر جھکائے چل پڑے۔ کچھ فاصلہ چلے تھے کہ سامنے ایک پہاڑی کو دیکھا جسے قرن الثعالب یا قرن المنازل کہا جاتا ہے۔آپ یہاں رکے اوپر نظر اٹھا کر دیکھا تو ایک بادل آپ پر چھایا ہوا ہے۔ بادل پر نظر ڈالی تو دیکھا جبریل امین جلوہ افروز ہیں اور فرما رہے ہیں کہ

اللہ تعالیٰ نے سن لیا، دیکھ لیا، تم نے جو کچھ کہا جو لوگوں نے جواب دیا۔جس طرح تم کو واپس کیا اور جو سلوک تمہارے ساتھ کیا، وہ بھی دیکھ لیا۔اب یہ پہاڑوں کے فرشتے (ملک الجبال) موجود ہیں۔اللہ تعالیٰ نے ان کو بھیجا ہے آپ حکم کریں گے، یہ تعمیل کریں گے!

پھر ملک الجبال سامنے آیا (پہاڑوں کا فرشتہ) اس نے عرض کیا اے محمد ﷺ آپ کی قوم کی تمام باتیں اللہ نے سنیں اور دیکھیں۔اللہ تعالیٰ نے مجھے بھیجا ہے آپ جو چاہیں حکم کریں میں تعمیل

کروں گا۔ آپ حکم دیں، مکہ کے دونوں جو پہاڑ ہیں ان کو ملا کر ان تمام گستاخ اور بے ادب لوگوں کو پیس ڈالوں۔

ایک آزمائش وہ تھی کہ اہل طائف ہر طرف پتھر برسا رہے تھے، دوسری آزمائش یہ ہے کہ جبریل امین اور ملک الجبال ان سب کو پیسنے کی فرمائش کے منتظر ہیں۔ وہ امتحان تھا صبر وضبط کا یہ امتحان ہے وسعت ظرف فراخی حوصلہ اور رحم وکرم کا۔

جس خدا نے آپ کو وہاں ثابت قدم رکھا تھا اس نے آپ کو اس امتحان میں بھی کامیاب فرمایا۔

فرشتے کی درخواست سن کر دل مبارک بے تاب ہوگیا۔ یہ خدا کی مخلوق جو نبی کی کھیتی ہے بھلا برباد ہو جائے!

آپ نے فرشتوں کو جواب دیا کہ

ارجو ان یّخرج اللّٰہ من اصلابھم من یعبد اللّٰہ ولا یشرک بہ شیئا.

(بخاری و مسلم)

مجھے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کی نسلوں سے ایسے لوگ پیدا کرے گا جو ایک اللہ کی عبادت کریں گے اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہرائیں گے؟

اولاد آدم کی بقاء کیوں ضروری ہے؟

اب طائف کی وادی پر ایسا وقت آسکتا تھا کہ ان کا ایک ایک فرد موت کے گھاٹ اتار دیا جاتا۔ ان کے ایک ایک آدمی کو پیس کر رکھ دیا جاتا۔ ان کے وجود کو خاک میں ملا دیا جاتا۔ ان کا نام ونشان مٹا دیا جاتا۔ مگر رحمت دو عالم ﷺ نے جہاں حوصلہ، بردباری، رحمت وشفقت کی حد کر دی وہیں پر اولاد آدم کے وجود کا باقی رکھنا اس لئے ضروری قرار دیا تا کہ آنے والی نسلیں توحید پر جئیں اور توحید پر مریں!

عقیدہ توحید کی صحت وسلامتی کے لئے جینا اور مرنا ہی تخلیق کائنات کا مقصد عظیم ہے۔ اسی کو اللہ تعالیٰ نے ایک مقام پر اس طرح بیان فرمایا ہے کہ

وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ.

جن اور انسان پیدا ہی اس لئے کئے گئے ہیں تا کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کریں۔عبادت ایک وسیع مفہوم رکھتی ہے۔اس لئے لفظ عبادت کا گہری نظر سے مطالعہ کیا جائے، پھر اس کی روشنی میں فیصلہ کیا جائے کہ عبادت کا مفہوم حقیقی کیا ہے۔

یوں تو سرکار دو عالم ﷺ نے اپنی تمام مصیبتوں کا صلہ اس بات کو قرار دیا کہ اگر مجھے زخمی کر کے چند افراد ان کی نسلوں سے توحید پرست پیدا ہو گئے تو مجھے اپنی محنت کا اپنی جد و جہد کا اپنی وفاؤں کا صلہ مل جائے گا۔

سبحان اللہ

خطیب کہتا ہے

نبی زخمی ہو گیا
نبی کا جسم زخموں سے چور چور ہو گیا
پاؤں زخمی
سر زخمی
چہرہ زخمی
دل زخمی
بدن زخمی
اور ان تمام مصائب کا مداوا کیونکر ہو!
کیا اس زخمی چہرے کے لئے کوئی مرہم ہے۔
کیا اس زخمی جسم کے لئے کوئی مرہم ہے۔
کیا اس زخمی سر کے لئے کوئی مرہم ہے۔
کیا اس زخمی بدن کے لئے کوئی مرہم ہے۔
کیا اس زخمی دل کے لئے کوئی مرہم ہے۔

ہے؟

ارجو ان یخرج اللّٰہ من اصلابھم من یعبد اللّٰہ ولا یشرک بہ شیئا.

(بخاری و مسلم)

اگر یہ بدنصیب راہ راست پر نہ آئیں تو ان کی نسل سے میں ناامید نہیں ہوں مجھے توقع ہے کہ ان کی نسل میں وہ ہوں گے جو خدائے واحد کی عبادت کریں گے اور شرک سے باز رہیں گے۔

☆ خدا کو مطلوب...... خدائے واحد کی عبادت

☆ مصطفیٰ کو مطلوب......خدائے واحد کی عبادت

☆ اصحاب مصطفیٰ کو مطلوب......خدائے واحد کی عبادت

☆ اہل بیت کو مطلوب......خدائے واحد کی عبادت

☆ اولیاء کو مطلوب......خدائے واحد کی عبادت

☆ علماء کو مطلوب...... خدائے واحد کی عبادت

☆ صوفیاء کو مطلوب......خدائے واحد کی عبادت

☆ خطیب کو مطلوب......خدائے واحد کی عبادت

سبحان اللہ

خدا کو......شرک سے پاک معاشرہ پسند

مصطفیٰ کو......شرک سے پاک معاشرہ پسند

اصحاب مصطفیٰ کو......شرک سے پاک معاشرہ پسند

اہل بیت کو......شرک سے پاک معاشرہ پسند

اولیاء کو......شرک سے پاک معاشرہ پسند

صوفیاء کو......شرک سے پاک معاشرہ پسند

علماء کو......شرک سے پاک معاشرہ پسند

خطیب کو......شرک سے پاک معاشرہ پسند

اللهم اشهد......اللهم اشهد......اللهم اشهد

زید بن حارثہؓ نے بددعا کے لئے عرض کیا تو رحمت دوعالم نے دعا فرمائی۔

جبریل نے ہلاکت کے لئے عرض کیا تو آپ نے زندگی کی دعا دی۔

ملک الجبال نے تباہی کی دعا کے لئے عرض کیا تو آپ نے آبادی کے لئے دعا دی!

یہ حوصلہ، یہ ہمت صرف اور صرف نبی اور رسولؐ کا حوصلہ اور ہمت ہی ہوسکتا ہے۔سبحان اللہ، ماشاءاللہ

حضرات گرامی! آپ نے نہایت تفصیل سے طائف کا سفر اور اس میں پیش آمدہ واقعات کو سنا۔اب آخر میں آپ کی تفریح طبع کے لئے شاعرِ اسلام حفیظ جالندھری کے حضور لئے چلتا ہوں اور ان سے فرمائش کرتا ہوں کہ وہ آپ کو وادی طائف کی سیر کرائیں اور اپنی پُرسوز آواز سے آپ کے ایمان کو بہرہ ورفرمائیں حفیظ اپنے انداز سے واقعات طائف پر طائرانہ نظر ڈالتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں کہ

وہ ابر لطف جس کے سائے کو گلشن ترستے تھے
یہاں طائف میں اس کے جسم پر پتھر برستے تھے
وہ بازو جو غریبوں کو سہارا دیتے رہتے تھے
پیاپے آنے والے پتھروں کی چوٹ سہتے تھے

....

وہ سینہ جس کے اندر نورِ حق مستور رہتا تھا
وہی اب شق ہوا جاتا تھا اس سے خون بہتا تھا

....

حضورؐ اس جور سے جب چور ہو کر بیٹھ جاتے تھے
شقی آتے تھے بازو تھام کر اوپر اٹھاتے تھے

....

یہ فرما کر نبی نے ہاتھ اٹھا کے اک دعا مانگی
خدا کا فضل مانگا خوئے تسلیم و رضا مانگی
دعا مانگی الٰہی قوم کو چشمِ بصیرت دے
الٰہی کرم کر ان پر انہیں نورِ ہدایت دے

....

جہالت ہی نے رکھا ہے صداقت کے خلاف ان کو
بے چارے بے خبر انجان ہیں کر دے معاف ان کو

....

فراخی ہمتوں کو روشنی دے ان کے سینوں کو
کنارے لگا دے ڈوبنے والے سفینوں کو

....

الٰہی فضل کر کہسار طائف کے مکینوں پر
الٰہی پھول برسا پتھروں والی زمینوں پر

حضرات گرامی! میں نے عشق ومحبت کا معرکۃ الآرا واقعہ آپ کے سامنے مستند اور معتمد ترین واقعات کی روشنی میں پیش کر دیا ہے جس سے آپ نے اندازہ لگا لیا ہوگا کہ سرکار دو عالم ﷺ نے اشاعۃ دین اور اسلامی، عقائد واحکامات کی تبلیغ کے لئے کن کٹھن مراحل سے گزر کر امت مسلمہ کو عظیم دستاویز سے مشرف فرمایا۔

جز ی اللّٰہ عنا سیدنا محمداً ﷺ و عن جمیع امتہ.

وَاٰخِرُ دَعْوٰھُمْ اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

بسم اللہ الرّحمٰن الرّحیم

جنّات کا نبیؐ

نَحۡمَدُہٗ وَ نُصَلِّی عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ اَمَّا بَعۡدُ فَاَعُوۡذُبِاللّٰہِ مِنَ الشَّیۡطَانِ الرَّجِیۡم. بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡم

قُلۡ اُوۡحِیَ اِلَیَّ اَنَّہُ اسۡتَمَعَ نَفَرٌ مِّنَ الۡجِنِّ فَقَالُوۡۤا اِنَّا سَمِعۡنَا قُرۡاٰنًا عَجَبًا o یَّھۡدِیۡۤ اِلَی الرُّشۡدِ فَاٰمَنَّا بِہٖ ط وَلَنۡ نُّشۡرِکَ بِرَبِّنَاۤ اَحَدًا. (سورہ جن)

تو کہہ مجھ کو حکم آیا کہ سن گئے کتنے لوگ جنّوں سے کہنے لگے کہ ہم نے سنا ہے کہ قرآن عجب کہ سمجھا تا ہے نیک راہ سو ہم اس پر یقین لائے اور ہرگز نہ شریک بنائیں گے ہم اپنے رب کا کسی کو۔

حضرات گرامی! سرکار دو عالم ﷺ تمام کائنات کے نبیؐ ہیں، انسان ہوں یا جن، ملائکہ ہوں یا عرشی، فرشی، زمین میں ہوں یا آسمان میں، کالے ہوں یا گورے، عربی ہوں یا عجمی سرکار دو عالم ﷺ کو تمام مخلوق کی طرف نبی بنا کر بھیجا گیا ہے۔ رحمت دو عالم ﷺ نے خود ارشاد فرمایا ہے کہ **اُرسلت الی الخلق کافّۃ** ۔ مجھے تمام مخلوق کی طرف مبعوث کیا گیا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ جو اللہ تعالیٰ کی مخلوق ہے، وہ سب کی سب سرکار دو عالم ﷺ کے دائرہ رسالت میں داخل ہے۔ حضرت سلیمان علیہ السلام کے زیرِ نگیں جنّات بھی تھے اور سلیمانؑ کے لشکر میں وہ اہم خدمات سرانجام دیتے تھے! سرکار دو عالم ﷺ چونکہ کائنات کے لئے نبی بنا کر بھیجے گئے ہیں۔ اس لئے آپ کو اللہ تعالیٰ نے خصوصیت عطا فرمائی ہے کہ تمام مخلوقات کے نبی ہیں۔

جن ایک ایسی مخلوق ہے جو نظر نہیں آتی وہ نظر سے پوشیدہ رہتی ہے۔ جن کہتے ہی مخفی چیز کو ہیں، اس لئے اس مخلوق کا وجود ہمیں نظر نہیں آتا، لیکن اس بات کا انکار نہیں کیا جا سکتا کہ جن بھی اللہ تعالیٰ کی ایک عظیم اور مضبوط مخلوق ہے! جنّات کا نظام زندگی بھی انسانوں سے ملتا جلتا ہے۔ اس میں توالد و تناسل کا سلسلہ جاری و ساری ہے۔ وہ بھی اپنا ایک نظام زندگی رکھتے ہیں۔ ان کے ہاں بھی دوست دشمن ہیں اور ان کے ہاں بھی اسلام اور کفر کے مدارج ہیں۔ چونکہ جنّات کی مخلوق مخفی رہتی ہے اس لئے ان کا انسان سے مافوق الفطرت ہونا انسانوں کے ذہن میں راسخ ہو گیا ہے اور کبھی

کبھار جنّات اپنے کرشمے دکھاتے بھی رہتے ہیں۔اس لئے بعض انسانوں نے انہیں اپنا دیوتا اور حاجت روا بنالیا ہے اور بعض نے اُن کو خدائی صفات کا حامل قرار دے لیا ہے۔جس طرح انسانوں میں انسان، انسان کے مشکل کشا ہونے کے قائل ہوگئے۔اسی لئے انسانوں نے جنّات کو بھی اپنی پناہ گاہ تسلیم کر کے انہیں بھی اپنا معبود بنالیا ہے۔اس طرح جنّات بھی معبود بنا لئے گئے اور ان کی با قاعدہ پرستش ہونے لگی۔چنانچہ سورہ جن میں اسی حقیقت کو خود جنّات کی زبانی بیان کیا گیا ہے کہ

وَّاَنَّهٗ كَانَ رِجَالٌ مِّنَ الْاِنْسِ يَعُوْذُوْنَ بِرِجَالٍ مِّنَ الْجِنِّ فَزَادُوْهُمْ رَهَقًا.

(سورہ جن)

یہ کہ تھے کتنے مرد آدمیوں میں کے پناہ پکڑتے تھے کتنے مردوں کی جنوں میں سے...... پھر تو وہ اور سر چڑھنے لگے!

خطیب کہتا ہے

☆ جس انسان کو اللہ تعالیٰ نے اشرف المخلوقات بنایا!

☆ جس انسان کے اشرف و اعلیٰ ہونے کی قسمیں اٹھائیں اور فرمایا کہ

وَالتِّيْنِ وَالزَّيْتُوْنِ ٥ وَطُوْرِ سِيْنِيْنَ ٥ وَ هٰذَا الْبَلَدِ الْاَمِيْنِ ٥ لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِيْ اَحْسَنِ تَقْوِيْمٍ. (پ ۳۰)

☆ مجھے تین کی قسم، زیتون کی قسم، مکہ مکرمہ کی قسم، طور سینا کی قسم، ہم نے انسان کو اپنی تخلیقات کا شاہکار بنایا۔

☆ آج دیکھئے احسن ہونے کے باوجود اپنے غیر احسن کو پناہ گاہ بنا رہا ہے۔

ببیں تفاوت راہ از کجاست تا بکجا

ٹھیک فرمایا رب العالمین نے کہ **ثمّ رَدَدْنٰهُ اَسْفَلَ سَافِلِيْنَ۔**

کہاں حضرت انسان......اور کہاں جن

مگر جن اپنی غیر مرئی حیثیت سے فائدہ اٹھا گیا اور انسان کا حاجت روا بن بیٹھا۔

حضرات گرامی! سرکار دو عالم ﷺ کی تشریف آوری سے پہلے جس طرح اور باطل پرستوں کی

دکانداریاں بنی ہوئی تھیں۔اسی طرح جنّات کا بھی کاروبار چلا ہوا تھا۔وہ اپنی تخلیق کے مختلف النوع ہونے کی وجہ سے بہت سے فائدے اٹھارہے تھے۔ان کے راستے طے کرنے کے لئے منزلوں پر پہنچنے کے لئے ٹرانسپورٹ اور طیاروں کی ضرورت نہیں ہوتی تھی۔وہ اپنی فطرتی ساخت کی وجہ سے جہاں چاہتے گھنٹوں کا سفر منٹوں میں کر لیتے تھے اور انسان سے زیادہ قوتوں کے مالک تھے۔اس لئے انسان ان کے داؤ پیچ میں آ گئے۔اپنی فطرتی قوتوں کی وجہ سے وہ بے تکلفی سے آسمانوں میں پہنچ جاتے تھے جیسا کہ سورہ جن میں ہے کہ

وَّاَنَّا لَمَسْنَا السَّمَآءَ فَوَجَدْنٰهَا مُلِئَتْ حَرَسًا شَدِيْدًا وَّشُهُبًا. (سورہ جن)

اور یہ کہ ہم نے ٹٹول دیکھا آسمان کو پھر پایا اس کو بھر رہے ہیں چوکیدار اور سخت انگارے!

آدمی کی فطرت میں غالبًا یہ سما چکا ہے کہ وہ ایسی باتوں سے فوراً متاثر ہوتا ہے جو اس نے اپنے اندر نہ دیکھی ہوں اور اگر کسی دوسرے میں پائی گئی ہوں، تو وہ انہیں تعجب سے جلدی قبول بھی کر لیتا ہے اور اس شخص کو اپنے سے زیادہ کسی غیبی طاقت کا مرکز سمجھنے لگ جاتا ہے۔اب دیکھئے انسان تو آسمانوں کی طرف نہیں جاسکتا اور پھر بغیر سیڑھی کے مگر جنّات کو یہ قوت حاصل تھی، وہ اس طرح آسمانوں میں چلتے پھرتے ہیں۔حضرت انسان ان کی اسی صفت کو دیکھ کر ان کی مافوق الفطرت طاقتوں کا معتقد ہوگیا اور جنّات کی پوجا شروع کر دی۔سرکار دوعالم ﷺ کی تشریف آوری سے جہاں اور باطل پرستوں پر اثر پڑا وہیں پر جنّات بھی اس سے متاثر ہوئے اور ان کے مشاغل اور معمولات پر بھی ضرب کاری لگی۔حتی کہ ان کے حلوے مانڈے ماند پڑ گئے۔ان کی نذر و نیاز میں فرق آ گیا، ان کی پیری مریدی ٹھنڈی پڑ گئی۔انہیں اپنی عیش وعشرت اور مفت خوری کی فکر پڑ گئی اور وہ سوچنے لگ گئے کہ آخر ہمارے ساتھ یکدم یہ کیا ہونے لگ گیا کہ ہم چورے چھپے جو آسمانوں کی طرف جا کر وہاں سے فرشتوں کی باتیں سن آتے تھے اور ان سے فائدہ اٹھا کر انسانوں سے فوائد حاصل کرتے تھے۔اب وہ فتوحات کے دروازے ہم پر کیوں بند ہورہے ہیں اور ہمیں آسمانوں کی طرف کیوں نہیں جانے دیا جاتا اور ہمیں اپنے ٹھکانوں میں بیٹھ کر پہلے کی طرح شیطنت کیوں نہیں کرنے دی جاتی۔

وَّاَنَّا كُنَّا نَقْعُدُ مِنْهَا مَقَاعِدَ لِلسَّمْعِ ط فَمَنْ يَّسْتَمِعِ الْاٰنَ يَجِدْلَهٗ شِهَابًا رَّصَدًا.

اور یہ کہ ہم بیٹھا کرتے تھے ٹھکانوں میں سننے کے واسطے پھر جوکوئی اب سننا چاہے وہ پائے اپنے واسطےایک انگارا گھات میں!

جنّات کا دورہ

جنّات اس بات کا سراغ لگانے کے لئےنصیبین (ایک مقام) سے نکلتے ہیں اور حجاز کا دورہ کرنے کا عزم لے کر روانہ ہوئے۔دورہ کرتے کراتے ایک روز نماز فجر کی ادائیگی کےوقت وادی تحلہ سے گزر رہے تھے کہ اچانک ان کے کانوں میں قرآن کی آواز پڑی۔سرکار دو عالم ﷺ بازار نخلہ ظ کی طرف توحید ربانی اور دین خداوندی کے احکامات سنانے اور پہنچانے کے لئے جار ہے تھے کہ راستہ میں فجر کا وقت آ گیا۔آپؐ نماز فجر صحابہ کرام کو پڑھارہے تھےاوراس میں قرأت فرما رہے تھے کہ یہ قرأتِ پیغمبر جنّات کے کانوں تک پہنچ گئی۔جنّات فوراً ٹھہر گئےاور پوری دلجمعی کے ساتھ قرآن کی تلاوت سننے لگے۔قرآن سن کران کے دلوں پرایک وجدانی کیفیت طاری ہوگئی۔

خطیب کہتا ہے

☆ قرآن کی تلاوت ہو،اللہ کی عبادت ہو! زبان نبوت سے تلاوت ہورہی ہواس کی تاثیر اورتسخیر بھی لازمی ہوگی!

☆ قرآن......کوئی بھی تلاوت کرےاس کااثر ہوتا ہے۔

☆ قرآن......عطاءاللہ شاہ بخاری پڑھےاس کااثر ہوتا ہے۔

☆ قرآن......قاری عبدالباسط پڑھےاس کااثر ہوتا ہے۔

☆ قرآن......مکےاور مدینے کا قاری پڑھےاس کااثر ہوتا ہے۔

☆ قرآن......خوش الحانی سےکوئی بھی پڑھےتو اس کااثر ہوتا ہے۔

مگر

جب قرآن محمد رسول اللہ ﷺ پڑھیں گےتو قرآن اپنی تمام تاثیروں سمیت سننے والے کے

قلب وجگر میں اتر جائے گا۔

☆ یہ تلاوت قرآن کا ہی اثر تھا کہ

خود نہ تھے جو راہ پر اوروں کے ہادی بن گئے
کیا نظر تھی جس نے مردوں کو مسیحا کر دیا

☆ جنّات جو بڑے مضبوط جگر گردے کے مالک سمجھے جاتے ہیں۔

☆ قرآن انکے دلوں کو مسخر کر گیا۔

☆ قرآن جنّات کے دلوں میں اتر گیا۔

☆ قرآن جنّات کی قوتوں کو پارہ پارہ کر گیا۔

☆ قرآن نے اپنی تاثیر سے جنّات کو مبہوت کر دیا۔

☆ قرآن میرے حضورؐ پڑھیں ...... اور کوئی متاثر ہوئے بغیر آگے بڑھ جائے، یہ ہو نہیں سکتا!

☆ تاثیر اور تسخیر نبوت کے سامنے ہاتھ باندھے کھڑی رہتی تھی!

حضرات گرامی! جنّات نے قرآن سنا تو اس قدر متاثر ہوئے کہ انہیں یہ بھی یاد نہ رہا کہ جس قاری سے متاثر ہوئے ہیں انہیں تو بتائیں کہ آپ کی زبان میں کس قدر تاثیر ہے آپ جو کچھ پڑھ رہے تھے اس میں کتنی تسخیر ہے۔ ہم تو آپ کی زبان سے قرآن سن کر دیوانے ہو گئے ہیں۔ ہم پر وجدانی کیفیت طاری اور سوز و مستی کا ایک بے پناہ جذبہ پیدا ہو گیا ہے۔ ہم نے تو عمر بھر آپ کے قدموں میں رہنے کا فیصلہ کر لیا ہے۔ ہم تو آپ کے ہو گئے ہیں، ہم تو عمر بھر آپ کا کلمہ پڑھیں گے اور آپ ہی کے مشن کے لئے جدو جہد کرتے رہیں گے۔ نہیں ایسی بات کوئی بھی نہیں کہ نہ خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور نہ ہی عہد و پیمان باندھے، بلکہ وہیں سے قرآن سن کر قرآن کا جذبہ لے کر، قرآن کا عقیدہ لے کر، قرآن کا پیغام لے کر، قرآن کی تاثیر لیکر اپنی قوم کی طرف روانہ ہو گئے۔

نبی کو اطلاع بذریعہ وحی کی گئی

قُلۡ اُوۡحِیَ اِلَیَّ اَنَّہُ اسۡتَمَعَ نَفَرٌ مِّنَ الۡجِنِّ فَقَالُوۡۤا اِنَّا سَمِعۡنَا قُرۡاٰنًا عَجَبًا o

(سورہ جن)

فرما دیجئے کہ حکم آیا مجھ کو سن گئے کتنے لوگ جنوں کے پھر کہنے لگے ہم نے سنا ہے ایک قرآن عجیب۔

☆ عجب بات ہے کہ ایک جماعت نے قرآن سنا، متاثر ہوئے اور پھر ایمان لے آئے اور اسی عالم میں واپس چلے گئے مگر سرکار دو عالم ﷺ کو خبر ہی نہ ہونے پائی۔

خطیب کہتا ہے

☆ عالم الغیب صرف اور صرف اللہ تعالیٰ ہے۔

☆ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو غیب کا علم نہیں ہے۔

☆ اگر سرکار دو عالم ﷺ عالم الغیب ہوتے تو آپ کو جنّات کی آمد کا علم اور خبر پیشگی ہوتی۔

☆ اگر آپ عالم الغیب ہوتے تو سورہ جن کا نزول نہ ہوتا۔

☆ علم غیب کا عقیدہ رکھنے سے قرآن کی کئی سورتوں اور آیات کا انکار لازم آتا ہے۔

☆ علم غیب اور بات ہے اور اطلاع علی الغیب اور خبر غیب اور بات ہے۔

☆ جنّات کی جماعت نے اپنی قوم میں توحید کا ولولہ عام کر دیا۔

☆ جنّات کی جماعت نے اپنی قوم میں تبلیغ کا حق ادا کر دیا۔

سورہ جن کا نزول سرکار دو عالم ﷺ کے لئے جنّات کے ایمان لانے کا ذریعہ بنا۔

جنّات کا عقیدہ توحید

وَلَنۡ نُّشۡرِکَ بِرَبِّنَاۤ اَحَدًا. (سورہ جن)

اور ہرگز نہ شریک بنائیں گے ہم اپنے رب کا کسی کو!

وَّاَنَّہٗ تَعٰلٰی جَدُّ رَبِّنَا مَا اتَّخَذَ صَاحِبَۃً وَّلَا وَلَدًا. (سورہ جن)

اور یہ کہ اونچی ہے شان ہمارے رب کی نہیں رکھی اس نے جورو، نہ بیٹا۔

شرک تمام مفاسد کی جڑ ہے۔تمام رات عبادت کی گئی۔مگر صبح کے وقت کسی غیر کا بھی سجدہ کرلیا گیا یا کسی غیر کو پکارنا شروع کر دیا یا اللہ تعالیٰ کی صفات حمیدہ کسی غیر میں ثابت کرنا شروع کر دیں تو یہ اس قدر جرم عظیم ہوگا کہ رات کی تمام عبادت ضائع اور رائیگاں جائے گی! ہر وقت ہر جگہ ہر کسی کی سننا یہ اللہ تعالیٰ کی صفت ہے۔اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی ہر وقت ہر جگہ کسی کی نہیں سنتا۔اُسی طرح اللہ کے سوا کسی کو حاجت روا مشکل کشا سمجھنا یہ بھی شرک ہے۔شرک تمام نیکیوں کو برباد کر دیتا ہے۔

سرکار دو عالم ﷺ شرک کو مٹانے کے لئے آئے تھے آپ کا پیغام توحید،شریک کے لئے موت اور ہلاکت کا باعث تھا۔جس قدر عقیدہ شرک کی غلاظت سے پاک ہوگا اسی قدر وہ عقیدہ بارگاہ خداوندی میں مقبول ومحبوب ہوگا۔اس لئے جنّات نے پیغمبر کے پیغام کی روح کو سمجھ کر اعلان کر دیا کہ وَلَن نُّشْرِكَ بِرَبِّنَا اَحَدًا ۔ہم ہرگز ہرگز اپنے رب کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہرائیں گے!

حضرت معاذؓ سے خاص طور پر سرکار دو عالم ﷺ نے یہی ارشاد فرمایا تھا کہ

یا معاذ لا تشرک باللّٰہ ان قتلت او حرّقت. (الحدیث)

اے معاذ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرانا اگرچہ تمہیں قتل کر دیا جائے یا آگ میں جلا دیا جائے!

گویا کہ قتل ہونا منظور کر لینا اور آگ میں جلنا منظور کر لینا مگر اللہ تعالیٰ کا شریک نہ ٹھہرانا!

آپ ہی بتائیں

آپ کے گھر میں کوئی گھس آئے اور کہے کہ کہ نصف گھر کا میں مالک ہوں تو آپ برداشت کریں گے۔

☆ آپ کی دکان میں کوئی داخل ہو جائے اور کہے نصف یا چوتھے حصے کے کاروبار کا میں مالک ہوں کیا آپ حصے دار کو تسلیم کریں گے!

☆ آپ کی فیکٹری میں آپ کی زمین میں آپ کی ملز میں کوئی داخل ہو کر اپنے اختیارات جتلانا شروع کر دے تو کیا آپ اس کو مانیں گے،نہیں اور ہرگز نہیں!

اگرآپ اپنے گھر میں؟

اگرآپ اپنی فیکٹری میں؟

اگرآپ اپنی زمین میں؟

اگرآپ اپنی ملز میں؟

کسی دوسرے کے احکامات، اختیارات ماننے کو تیارنہیں ہیں تو اللہ تعالیٰ اپنے نظام میں، اپنی خدائی میں کسی دوسرے کے اختیارات کوکس طرح برداشت کر سکتے ہیں۔

☆ اس کے اختیارات میں کوئی شریک نہیں، اس کی خدائی میں کوئی شریک نہیں ہے اس لئے جنّات نے بھی کھل کرشرک سے نفرت اور بیزاری کا اعلان کیا تا کہ ابتداء ہی میں دوسرے جنّات کو اس بات کا یقین ہو جائے کہ اللہ تعالیٰ کی ذات وحدہ لاشریک لہ ہے اس کی ذات اورصفات میں دوسرا کوئی شریک نہیں ہے۔

☆ اللہ تعالیٰ کی کوئی بیوی اور بیٹا نہیں ہے۔ اگر بیوی اور بیٹا ہوں گے تو لازماً ان کی خواہشات اورتقاضوں کے تابع ہونا پڑے گا۔ یہ شان خداوندی کے خلاف ہے۔اس لئے جنّات نے اس بات کوبھی صاف کردیا۔ تَعَالیٰ جَدُّ رَبِّنَا ہمارے رب کی بزرگی اس سے بلندتر ہے!

☆ اللہ تعالیٰ نے مشرکین کے متعلق ارشادفرمایا کہ

اِنَّ اللّٰہَ لَا یَغْفِرُ اَنْ یُّشْرَکَ بِہٖ وَیَغْفِرُ مَادُوْنَ ذٰلِکَ لِمَنْ یَّشَآءُ .

یقیناً اللہ تعالیٰ شرک کرنے والے کو معاف نہیں فرمائیں گے اوراس کے سوا جس کو چاہے معاف کردے گا!

☆ اِنَّ الشِّرْکَ لَظُلْمٌ عَظِیْمٌ.

یقیناً شرک کرناظلم عظیم ہے۔

جنّات نے وَلَنْ نُّشْرِکَ بِرَبِّنَا اَحَدًا ۔کہہ کراسلام کی ایک ایسی صداقت کااقرارکرلیا جس پر ہزاروں صداقتیں قربان کی جاچکی ہیں۔اللہ اللہ۔

سرکاردوعالم ﷺ سے بن ملے، بغیر ملاقات کئے اور بغیر مجلس میں آنے کے جنّات آپ کے

پیغام کی روح تک پہنچ گئے اور توحید ربانی کی برکات وانواران کے قلب وجگر میں اتر گئے۔

سبحان اللہ...... تاثیر صداقت لسان نبوّت کے قربان جاؤں کہ چند لمحوں میں جنّات جیسی سرکش جماعت حضور کے حلقۂ ارادت میں شامل ہوگئی۔

سبحان اللہ ماشاءاللہ

جنّات کی رسول اللہ کی خدمت میں حاضری

قرآن مجید میں دو مقامات پر سرکار دو عالم ﷺ کی خدمت میں جنّات کی حاضری کا ذکر کیا گیا ۔مگر حدیث پاک میں جنّات کی حاضری کا متعدد بار ذکر ہے جسے مفتی اعظم پاکستان نے چھ مرتبہ فرمایا ہے، لیکن قرآن حکیم نے جنّات کی نہ صرف حاضری بلکہ اُن کے خیالات میں انقلابی تبدیلیاں رونما ہوئیں اس کا تفصیل سے تذکرہ فرمایا ہے جس سے سرکار دو عالم ﷺ کے انقلابی پروگرام کا پتہ چلتا ہے کہ آپؐ کی آواز سے کس طرح جنّات متاثر ہوکر حلقۂ بگوش اسلام ہوگئے۔ مشرکین مکہ آپ کا بائیکاٹ کرتے رہ گئے اور مشرکین طائف آپؐ کو زخمی کر کے اور آپؐ کو طرح طرح کی تکلیفیں دے کر آپ کا راستہ روکتے رہ گئے مگر جنّات بازی لے گئے اور ایمان کی حلاوت اور اسلام میں سبقت اُن کا مقدر بن گئی۔ سچ ہے کہ ؎

یہ رتبہ بلند ملا جس کو مل گیا
ہر مدعی کے واسطے دار ورسن کہاں

....

جنّات کی رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضری کا نقشہ اور نظارہ قرآن حکیم نے اس طرح پیش کیا ہے کہ انسان حیرت زدہ ہوجاتا ہے۔ پھر اس قدر قوت والی مخلوق اس طرح متاثر ہوگئی کہ چند لمحوں میں ہی قرآنی تاثیر نے ان کے قلوب پر قبضہ کرلیا۔

یاللعجب........... قرآن کہتا ہے

وَاِذْ صَرَفْنَآ اِلَيْکَ نَفَرًا مِّنَ الْجِنِّ يَسْتَمِعُوْنَ الْقُرْاٰنَ فَلَمَّا حَضَرُوْهُ قَالُوْٓا اَنْصِتُوْا. فَلَمَّا قُضِیَ وَلَّوْا اِلٰی قَوْمِهِمْ مُّنْذِرِيْنَ o قَالُوْا يٰقَوْمَنَآ اِنَّا سَمِعْنَا كِتٰبًا

اُنْزِلَ مِنْ بَعْدِ مُوْسٰی مُصَدِّقًا لِّمَا بَیْنَ یَدَیْهِ یَهْدِیْ اِلَی الْحَقِّ وَاِلٰی طَرِیْقٍ مُّسْتَقِیْمٍ ٥ یٰقَوْمَنَآ اَجِیْبُوْا دَاعِیَ اللّٰهِ وَاٰمِنُوْا بِهٖ یَغْفِرْلَكُمْ مِّنْ ذُنُوْبِكُمْ وَیُجِرْكُمْ مِّنْ عَذَابٍ اَلِیْمٍ ٥ وَمَنْ لَّا یُجِبْ دَاعِیَ اللّٰهِ فَلَیْسَ بِمُعْجِزٍ فِی الْاَرْضِ وَلَیْسَ لَهٗ مِنْ دُوْنِهٖٓ اَوْلِیَآءُ ط اُولٰٓئِكَ فِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ.

(سورہ احقاف)

ترجمہ: اور جس وقت متوجہ کر دیے ہم نے تیری طرف کتنے لوگ جنوں میں سے سننے لگے قرآن۔ پھر جب وہاں پہنچ گئے، بولے چپ رہو، پھر جب ختم ہوا الٹے پھرے اپنی قوم کو ڈر سناتے ہوئے، بولے اے قوم ہماری ہم نے سنی ہے ایک کتاب جو اتری ہے موسیٰ کے بعد سچا کرنے والی سب اگلی کتابوں کو سمجھاتی سچا دین۔ اور ایک راہ سیدھی۔ اے قوم ہماری، مانو اللہ کے بلانے والوں کو اور اس پر یقین لاؤ کہ بخشے تم کو کچھ تمہارے گناہ اور بچائے تم کو ایک دردناک عذاب سے اور جو کوئی نہ مانے گا، اللہ کے بلانے والوں کو تو وہ نہ تھکا سکے گا بھاگ کر زمین میں اور کوئی نہیں اس کا اس کے سوا مددگار، وہ لوگ بھٹکتے ہیں صریح۔

خطیب کہتا ہے

☆ فَلَمَّا حَضَرُوْهُ قَالُوْٓا اَنْصِتُوْا

☆ یَهْدِیْ اِلَی الْحَقِّ وَاِلٰی طَرِیْقٍ مُّسْتَقِیْمٍ

☆ یٰقَوْمَنَآ اَجِیْبُوْا دَاعِیَ اللّٰهِ وَاٰمِنُوْا بِهٖ

☆ وَمَنْ لَّا یُجِبْ دَاعِیَ اللّٰهِ فَلَیْسَ بِمُعْجِزٍ فِی الْاَرْضِ

☆ جنّات نے قرآن مجید کا اس قدر احترام کیا کہ قرآن کی آواز سنتے ہی یہ اعلان کر دیا کہ اَنْصِتُوْا ۔ خاموش ہو جاؤ......یعنی خاموشی سے قرآن سنو!

☆ مشرکین قرآن کی مجلس میں اودھم مچاتے ہیں اور جنّات احترام قرآن میں خاموشی اختیار کرتے ہیں۔

☆ قرآن سچائی کا راستہ ہے۔ قرآن ہی صراطِ مستقیم ہے۔

☆ سرکاردوعالم ﷺ داعی الی اللہ بن کرآتے ہیں۔اس لئے عمر بھر دعوت الیٰ اللہ ہی دیتے رہے۔

☆ داعی الیٰ اللہ کبھی اپنے مشن میں تھکاوٹ نہیں محسوس کرے گا ہاں فریق مخالف تھک جائے گا۔امیدیں ٹوٹ جائیں گی اور آخر ایک دن ضرور ایسا آئے گا کہ صداقت کا دشمن صداقت کی روشنی کو تسلیم کرنے پر مجبور ہو جائے گا۔

☆ جنوں کی آمد اور قبول اسلام کا واقعہ درحقیقت اللہ تعالیٰ کی جانب سے دوسری مدد تھی جو اس نے اپنے غیب مکنون خزانے سے اپنے اس لشکر کے ذریعے فرمائی تھی جس کا علم اللہ کے سوا کسی کو نہیں۔ پھر اس واقعے کے تعلق سے جو آیات نازل ہوئیں ان کے اندر نبی ﷺ کی دعوت کی کامیابی کی بشارتیں بھی ہیں اور اس بات کی وضاحت بھی کہ کائنات کی کوئی بھی طاقت اس دعوت کی کامیابی کی راہ میں حائل نہیں ہوسکتی! چنانچہ ارشاد ہے کہ

وَمَنْ لَّا يُجِبْ دَاعِيَ اللّٰهِ فَلَيْسَ بِمُعْجِزٍ فِي الْاَرْضِ وَلَيْسَ لَهُ مِنْ دُوْنِهٖٓ اَوْلِيَآءُ ط اُولٰٓئِكَ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ.

اور جو اللہ کی دعوت کو قبول نہ کرے گا وہ زمین میں اللہ کو بے بس نہیں کرسکتا اور اللہ کے سوا کوئی کارساز اُن کا ہے بھی نہیں۔اور ایسے لوگ کھلی ہوئی گمراہی میں ہیں۔

وَّاَنَّا ظَنَنَّآ اَنْ لَّنْ نُّعْجِزَ اللّٰهَ فِي الْاَرْضِ وَلَنْ نُّعْجِزَهٗ هَرَبًا.

ہماری سمجھ میں آ گیا ہے کہ ہم اللہ کو زمین میں بے بس نہیں کرسکتے اور نہ ہم بھاگ کر ہی اسے پکڑنے سے عاجز کرسکتے ہیں۔

اس نصرت اور بشارتوں کے سامنے غم والم اور حزن و مایوسی کے وہ سارے بادل چھٹ گئے جو طائف سے نکلتے وقت گالیاں اور تالیاں سننے اور پتھر کھانے کی وجہ سے آپؐ پر چھائے تھے۔

☆ یہ بشارات اطلاع عظیم کے بعد دی گئیں۔

جنوں کے دو واقعے

ابن جوزیؒ نے کتاب الصفوہ میں اپنی سند کے ساتھ حضرت سہل بن عبداللہ سے نقل کیا کہ

انہوں نے ایک مقام پر ایک بوڑھے جن کو دیکھا کہ بیت اللہ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھ رہا تھا اور اُون کا جبہ پہنے ہوئے تھا جس پر بڑی رونق معلوم ہوتی تھی۔ نماز سے فارغ ہونے کے بعد حضرت سہل کہتے ہیں کہ میں نے ان کو سلام کیا اور انہوں نے سلام کا جواب دے کر بتلایا کہ تم اس جبے کی رونق دیکھ کر تعجب کر رہے ہو۔ یہ جبہ سات سو سال سے میرے بدن پر ہے۔ اسی جبے میں میں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے ملاقات کی، پھر اسی جبے میں حضرت محمد ﷺ کی زیارت کی اور میں ان جنّات میں سے ہوں جن کے بارے میں سورہ جن نازل ہوئی......(تفسیر)

خطیب کہتا ہے

☆ جنّات بہت طویل عمریں پاتے ہیں۔
☆ جنّات بھی احکام خداوندی پر عمل کرتے ہوئے نماز پڑھتے ہیں۔
☆ جن کے جبے پر انوار رسالت کی جھلکیاں تھیں۔
☆ جس جبے پر حضور ﷺ کی نظر پڑی، وہ روشن ہو گیا۔
☆ جس انسان پر حضور ﷺ کی نظر پڑی وہ جوہر تابدار بن گیا۔

قدم قدم پر برکتیں نفس نفس پر رحمتیں
جہاں جہاں سے وہ شفیع عاصیاں گزر گیا

....

جہاں نظر نہیں پڑی وہاں ہے رات آج تک
وہیں وہیں سحر ہوئی جہاں جہاں گزر گیا

رافع بن عمیرؓ اور جنّات

حضرت رافع بن عمیرؓ نے اپنے ایمان لانے کا واقعہ اس طرح بیان کیا ہے کہ میں ایک رات ایک ریگستان میں سفر کر رہا تھا۔ اچانک مجھ پر نیند کا غلبہ ہوا میں اپنی اونٹنی سے اترا اور سو گیا۔ سونے سے پہلے میں نے اپنی قوم کی عادت کے مطابق یہ الفاظ کہہ لیے۔ **انی اعوذ بعظیم ھٰذا الوادی من الجن** ......یعنی میں پناہ لیتا ہوں اس جنگل کے جنّات کے سردار کی میں نے خواب

میں دیکھا کہ ایک شخص کے ہاتھ میں ہتھیار ہے کہ اس کو وہ میری ناقہ کے سینے پر رکھنا چاہتا ہے۔ میں گھبرا کر اُٹھا اور دائیں بائیں دیکھا اور کچھ نہ پایا تو میں نے دل میں کہا کہ یہ شیطانی خیال ہے، خواب اصلی نہیں ہے اور پھر سو گیا اور بالکل غافل ہو گیا۔ تو پھر وہی خواب دیکھا، پھر میں اٹھا اور اپنی ناقہ کے چاروں طرف پھرا۔ کچھ نہ پایا۔ مگر ناقہ کو دیکھا کہ وہ کانپ رہی ہے۔ میں پھر اپنی جگہ جا کر سو گیا تو پھر وہی خواب دیکھا، میں بیدار ہوا تو دیکھا میری ناقہ تڑپ رہی ہے اور پھر دیکھا کہ ایک نوجوان ہے جس کے ہاتھ میں حربہ ہے۔ یہ وہی شخص تھا جس کو خواب میں ناقہ پر حملہ کرتے دیکھا تھا اور ساتھ ہی دیکھا کہ ایک بوڑھے نے اس کا ہاتھ پکڑ رکھا ہے جو ناقہ پر حملہ کرنے سے اس کو روک رہا ہے۔ اسی عرصے میں تین گورخر سامنے آ گئے، تو اس بوڑھے نے اس نوجوان سے کہا کہ ان تینوں میں سے جس کو تو پسند کرے وہ لے لے اور آدمی کی ناقہ کو چھوڑ دے۔ وہ نوجوان ایک گورخر کو لے کر چلا گیا۔

پھر اس بوڑھے نے میری طرف دیکھتے ہوئے کہا کہ بیوقوف جب تو کسی جنگل میں ٹھہرے اور وہاں کے جنّات اور شیاطین سے تمہیں خطرہ ہو تو یہ کہا کر **اعوذ باللّٰہ رب محمد من ہول ھٰذا الوادی** ۔یعنی میں پناہ پکڑتا ہوں رب محمد ﷺ کی اس جنگل کے خوف سے اور شر سے اور کسی جن سے پناہ نہ مانگا کر، کیونکہ وہ زمانہ چلا گیا جب انسان جنوں سے پناہ مانگا کرتا تھا۔ میں نے اس سے سوال کیا کہ محمد ﷺ کون ہیں۔ اس نے کہا کہ یہ نبی عربی ہیں نہ شرقی نہ غربی، پیر کے روز یہ مبعوث ہوئے تھے۔

میں نے پوچھا یہ کہاں رہتے ہیں اُس نے کہا کہ وہ یثرب میں رہتے ہیں، جو کھجوروں کی بستی ہے۔ میں نے صبح ہوتے ہی مدینہ کا راستہ لیا اور سواری کو تیز چلایا۔ یہاں تک کہ مدینہ طیبہ پہنچ گیا اور سرکار دوعالم ﷺ کے ہاتھ پر مشرف باسلام ہو گئے۔

(معارف القرآن سورہ جن)

حضرات گرامی! آپ کے سامنے تفصیل سے جنوں کا حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہونا اور آپ ﷺ کی زیارت سے لطف اندوز ہونا، اور آپ ﷺ کی تلاوت کی حلاوت سے لذت حاصل کرنا اور آپ ﷺ

کے مشنِ توحید کے ساتھ والہانہ تعلق پیدا ہونا بیان ہوا۔ ان قرآنی آیات سے معلوم ہوتا ہے کہ سرکارِ دوعالم ﷺ کی نبوت صرف انسانوں کے لئے نہیں تھی، بلکہ آپؐ پوری کائنات کے نبی تھے۔ آپؐ کی رسالت کا دائرہ زمین وآسمان، لوح وقلم، سفلی علوی تمام مخلوقات پر پھیلا ہوا تھا۔ آپ جہاں انسانوں کے نبی تھے وہیں ملائکہ اور جنّات کے بھی نبی تھے۔ قصہ مختصر جس جس چیز کا اللہ خدا تھا اُسی اُسی چیز کا محمد ﷺ مصطفیٰ تھا۔

جہاں جہاں خدا کی خدائی ہے، میرے حضور کی وہیں وہیں مصطفائی ہے۔

درود وسلام ہو اس پیغمبر آخرالزمان پر جسے خدا نے انسانوں اور جنوں کا نبی بنا کر بھیجا۔ اللہ تعالیٰ آپ کی غلامی کی توفیق نصیب فرمائے۔ آمین

وَمَا عَلَیْنَا اِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِیْن

بسم اللہ الرّحمٰن الرّحیم

معجزہ اور کرامت کی حقیقت کیا ہے؟

نَحْمَدُہ وَ نُصَلِّی عَلیٰ رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُبِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْم. بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلَنَا بِالْبَیِّنٰتِ.

ہم نے رسولوں کو دلائل کے ساتھ مبعوث کیا ہے۔

حضرات گرامی! آج کی تقریر میں مجھے آپ حضرات کو یہ بتانا ہے کہ معجزہ کسے کہتے ہیں اور اس کی حقیقت کیا ہے۔ اسی طرح کرامت کسے کہتے ہیں اور اس کی حقیقت کیا ہے۔ یہ دو لفظ عوام و خواص میں اس قدر مقبول ہیں کہ ان کو بولتے ہی ہر آدمی سمجھ جاتا ہے کہ معجزہ نبی کے ہاتھوں سے ظاہر ہوتا ہے اور کرامت ولی کے ہاتھوں سے ظاہر ہوتی ہے لیکن اس سے آگے انہیں معلوم نہیں ہوتا کہ ان الفاظ کی حقیقت کیا ہے اور ان کا حقیقی مفہوم کیا ہوتا ہے۔ بعض اوقات انہی غلط فہمیوں کی بنا پر عقائد و نظریات کی بنیادیں پڑ جاتی ہیں۔ مگر جب حقیقت کو سمجھنے کی کوشش کی جاتی ہے تو معاملہ اس قدر مشکل نہیں ہوتا جس قدر بنا دیا ہے اور پھر اس اختلاف کے محل تعمیر کر دیے جاتے ہیں۔

معجزہ پر غور

اگر ہم سرسری نظر سے معجزہ پر غور کریں گے تو لفظی اور لغوی تمام تشریحات کو ملا کر اس کا مفہوم یوں بنتا ہے کہ جو کام انہونا ہو وہ نبی کے ہاتھوں سے ہو جائے تو اسے اصطلاح شریعت میں معجزہ کہتے ہیں۔

یا اوہ آسان کر دیا جائے کہ جو کام عادت کے خلاف نبی کے ہاتھ پر ظاہر ہو جائے اس کو معجزہ کہا جاتا ہے۔

☆ مثال کے طور پر آگ کا کام جلانا ہے مگر حضرت ابراہیم علیہ السلام کو آگ نے نہیں جلایا۔ یہ آگ کا خلاف عادت حضرت ابراہیم علیہ السلام کو نہ جلانا حضرت ابراہیمؑ کا معجزہ کہلائے گا۔

پانی کا کام غرق کرنا ہے۔ دریائے نیل کا فرعون کو غرق کرنا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کو راستہ دینا، یہ موسیٰ علیہ السلام کا معجزہ کہلائے گا جو مشہور و معروف ہے۔ اسی طرح ایک پیالے سے ایک آدمی کا پانی پی کر پیاس بجھانا تو عادت ہے اور یہی دیکھا گیا ہے مگر ایک پیالے سے سینکڑوں آدمیوں کا پانی پینا اور پانی کا پورا ہو جانا یہ سرکار دو عالم ﷺ کا معجزہ ہے۔ معلوم ہوا کہ اگر نبی کے ہاتھ کوئی خلاف معمول یا خلاف عادت کام سرزد ہو جائے تو یہ نبی کا معجزہ ہوگا۔

اس کی قرآن وحدیث میں بکثرت مثالیں ملتی ہیں۔ اس میں کسی کو اختلاف نہیں ہے۔

اختلاف کہاں سے شروع ہوتا ہے

اختلاف یہاں سے ہوتا ہے کہ بعض جاہل یہ کہنا شروع کہہ کر دیتے ہیں نبی ہر بات میں مالک ومختار ہوتے ہیں، وہ جو چاہے کر سکتے ہیں۔ ان کے قبضہ قدرت میں تمام جہان ہے۔ وہ کن فیکون کے مالک ہیں۔ انہیں ہر طرح کی قوت حاصل ہے، وہ مختار کل ہیں۔ وہ ''کرنی'' والے ہیں اس لئے ہر چیز ہر وقت کر سکتے ہیں۔ ان کے سامنے کوئی کام مشکل نہیں ہے۔

یہ خیالات قرآن وسنت کے منافی ہیں۔ ان خیالات کے ہوتے ہوئے توحید خدوندی پر آنچ آتی ہے۔ عقیدہ توحید مجروح ہوتا ہے۔ انبیاء علیہم السلام کی بنیادی اور اساسی محنت پر حرف آتا ہے اس لئے ضروری ہو جاتا ہے کہ معجزہ کی حقیقت کو واضح کیا جائے...... اور اس کا مفہوم متعین کیا جائے تاکہ دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی نکھر کر سامنے آسکے! معمولی سی عقل وفکر رکھنے والا شخص جب اس بات پر غور کرے گا کہ قرآن نے معجزہ کی حقیقت کس طرح بیان فرمائی ہے تو آسانی سے یہ مسئلہ سمجھ میں آجائے گا کہ معجزہ میں طاقت خدا کی ہوتی ہے!

اور

ہاتھ نبی کا ہوتا ہے
اتنی سی بات تھی جسے افسانہ کر دیا

تیرے الفاظ نے کر رکھے ہیں دفتر پیدا
ورنہ کچھ بھی نہیں اللہ کی قدرت کے سوا

....

معجزہ میں خدا کی طاقت کارفرما ہوتی ہے

ہجرت کا واقعہ تاریخ اسلام کا انقلاب آفریں اور فقید المثال واقعہ ہے۔ اللہ تعالیٰ کی نصرت کے اس قدر کرشمے اس میں موجود ہیں کہ دنیائے کفر آج تک ششدر و حیران ہیں کہ یہ کس طرح وقوع پذیر ہو گیا اور سرکار دو عالم ﷺ کس طرح حفاظت و سلامتی سے مکہ مکرمہ سے نکل گئے۔ تمام رات دنیائے کفر نے محاصرہ کیئے رکھا مگر صبح جو دیکھا گیا تو آپ کی بجائے علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ باہر تشریف لائے۔ رات کا سخت پہرہ اور کفار کی سخت نگرانی اس کے باوجود آپ کا خاموشی سے کفار کے سامنے سے گزر جانا یہ سرکار دو عالم ﷺ کا عظیم الشان معجزہ تھا کہ کفار کی آنکھیں خیرہ ہو گئیں اور وہ تمام تیاری کے باوجود سرکار دو عالم ﷺ کو نہ تو کوئی نقصان پہنچا سکے اور نہ ہی آپؐ پر قابو پا سکے!

قرآن حکیم نے اس طرح بیان فرمایا ہے کہ

وَاِذْ يَمْكُرُبِكَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لِيُثْبِتُوْكَ اَوْ يَقْتُلُوْكَ اَوْ يُخْرِجُوْكَ ط وَيَمْكُرُوْنَ وَيَمْكُرُ اللّٰهُ ط وَاللّٰهُ خَيْرُ الْمٰكِرِيْنَ. (سورہ انفال)

اور یاد کرو (اے پیغمبر) جب کفار تمہارے ساتھ داؤ کر رہے تھے تا کہ تم کو قید کریں یا قتل کریں یا گھر سے نکال دیں، وہ بھی داؤ کر رہے تھے اور خدا بھی داؤ کر رہا تھا اور خدا سب داؤ کرنے والوں میں بہتر داؤ کرنے والا ہے۔

خطیب کہتا ہے

معجزہ میں ہاتھ نبی کا ہوتا ہے

اور

طاقت خدا کی ہوتی ہے

اس آیت کریمہ میں ”ویمکرون و یمکر اللہ“ میں اسی قوت خداوندی کا اظہار ہے

یَمْکُرُوْنَ

ظاہر بات ہے کہ دنیائے کفر نے ہر وہ تدبیر اور حیلہ اختیار کیا جس سے سرکار دو عالم ﷺ کو نقصان پہنچے یا آپ کو قتل کر دیا جائے۔ (معاذ اللہ)

مگر یمکر اللّٰہ و اللّٰہ خیر الماکرین.

اللہ کی تقدیر غالب آئی اور دنیائے کفر کی تدبیر مغلوب ہوگئی۔

اس تمام واقعے میں طاقت خدا کی تھی۔

ہاتھ نبی کا تھا۔

اِلَّا تَنْصُرُوْهُ فَقَدْ نَصَرَهُ اللّٰهُ اِذْ اَخْرَجَهُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ثَانِىَ اثْنَيْنِ اِذْهُمَا فِى الْغَارِ اِذْيَقُوْلُ لِصَاحِبِهٖ لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا فَاَنْزَلَ اللّٰهُ سَكِيْنَتَهٗ عَلَيْهِ وَاَيَّدَهٗ بِجُنُوْدٍلَّمْ تَرَوْهَا وَجَعَلَ كَلِمَةَ الَّذِيْنَ كَفَرُوا السُّفْلٰى ط وَكَلِمَةُ اللّٰهِ هِىَ الْعُلْيَا ط وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ . (سورہ توبہ)

اے لڑائی سے پیچھے ہٹنے والے لوگو، اگر تم اس پیغمبر کی مدد نہ کرو تو وہ تمہاری مدد سے بے نیاز ہے کہ خدا نے اس وقت اس کی مدد کی جب اس کو کافروں نے مکہ سے نکال دیا تھا۔ دو رفیقوں میں سے ایک نے جب وہ دونوں غار میں تھے اپنے ساتھی سے کہا تھا کہ گھبراؤ نہیں خدا ہمارے ساتھ ہے پھر خدا نے اپنی تسکین اس پر نازل فرمائی اور ان فوجوں سے اس کی مدد کی جن کو تم نے نہیں دیکھا اور کافروں کی بات کو نیچا کیا اور خدا کی بات ہی اونچی رہتی ہے اور خدا غالب اور تدبیر والا۔

معجزہ......فَاَنْزَلَ اللّٰهُ سَكِيْنَتَهٗ

معجزہ......وَاَيَّدَهٗ بِجُنُوْدٍلَّمْ تَرَوْهَا

معجزہ......وَجَعَلَ كَلِمَةَ الَّذِيْنَ كَفَرُوا السُّفْلٰى

معجزہ......وَكَلِمَةُ اللّٰهِ هِىَ الْعُلْيَا

☆ وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ

معجزات میں جس ذات والا کا تصرف ہوتا ہے اور تمام کاروائی کے پس منظر میں جس ذات خداوندی کی قوت کارفرما ہوتی ہے اس کو معجزہ کی روح کہا جاتا ہے اور اسے ہی آسان لفظوں میں اس طرح تعبیر کیا جاسکتا ہے کہ

معجزہ میں ہاتھ نبی کا ہوتا ہے

اور

طاقت میرے خدا کی ہوتی ہے

اندھا سمجھتا ہے کہ سب کچھ نبی نے کیا ہے

اور

آنکھ والا سمجھتا ہے کہ سب کچھ خدا نے کیا۔ سبحان اللہ

☆ اللہ تعالیٰ نے سکینہ نازل فرمایا

☆ اللہ تعالیٰ نے ایک ایسے لشکر سے تائید کرائی جو دکھائی نہیں دیتا تھا۔

☆ کافروں کی اکڑی ہوئی گردنیں جھکا کر رکھ دیں۔

☆ اللہ کی بات اونچی رہی۔

کیوں

اس لئے غالب حکمتوں والا وہی ہے۔

کافروں کی آنکھ میں مسلمانوں کا دگنا نظر آنا

حضرات گرامی! آپ کو معلوم ہی ہے کہ جب مسلمانوں کے خلاف کافروں نے محاذ آرائی کی

اور مسلمانوں کو ختم کرنے کے لئے اپنی تمام قوتیں یکجا کرلیں تو اللہ تعالیٰ نے معجزانہ طور پر اس طرح انہیں سرفراز فرمایا کہ صحابہ کا لشکر کم ہوتا تھا۔ مگر کافروں کو وہ دگنا نظر آتا تھا اس سے دنیائے کفر پر عجیب رعب اور دبدبہ طاری ہوجاتا تھا، چنانچہ قرآن حکیم نے اس کا عجب انداز سے نقشہ کھینچا ہے۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ میدان جنگ میں رسول اللہ ﷺ اور آپ کے اصحاب گرامی قدر کو فتح نصیب ہوتی تھی اس میں وجود پیغمبرؐ اور صحابہؓ کا ہوتا تھا اور طاقت میرے مولیٰ کی کارفرما ہوتی ہے۔ چنانچہ ارشاد ربانی ہے کہ

قَدْ كَانَ لَكُمْ آيَةٌ فِي فِئَتَيْنِ الْتَقَتَا ط فِئَةٌ تُقَاتِلُ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ وَأُخْرٰى كَافِرَةٌ يَّرَوْنَهُمْ مِّثْلَيْهِمْ رَأْيَ الْعَيْنِ ط وَاللّٰهُ يُؤَيِّدُ بِنَصْرِهٖ مَنْ يَّشَآءُ ط اِنَّ فِي ذٰلِكَ لَعِبْرَةً لِّأُولِي الْأَبْصَارِ. (آل عمران)

تمہارے لئے ان دونوں فوجوں میں جو صف آرا ہوئیں جن میں ایک خدا کی راہ میں لڑ رہی تھی اور دوسری خدا کی منکر تھی یقیناً ایک نشانی تھی۔ کافروں کا لشکر آنکھوں سے دیکھتے اپنی مقابل فوج کو اپنے سے دوگنا دیکھ رہا تھا اور اللہ جس کی چاہتا ہے اپنی مدد سے تائید کرتا ہے اس واقعہ میں ان لوگوں کے لئے جو چشم بینا رکھتے ہیں بڑی عبرت ہے!

لشکر تھوڑا، نظر زیادہ آیا

یہ معجزہ تھا اور مسلمانوں کی نصرف واعانت تھی۔ قرآن نے صراحت کے ساتھ اس کا ذکر فرمایا ہے کہ

يَّرَوْنَهُمْ مِّثْلَيْهِمْ رَأْيَ الْعَيْنِ

اس سے معلوم ہوا کہ کافروں کو مسلمان اپنے سے دوچند، دگنے نظر آرہے تھے جس کی وجہ سے کفار کے دلوں پر لشکر اسلام کا رعب طاری ہوگیا۔ سبحان اللہ

اللہ تعالیٰ نے اس کو اس طرح بیان فرمایا کہ

وَاللّٰهُ يُؤَيِّدُ بِنَصْرِهٖ مَنْ يَّشَآءُ

خطیب کہتا ہے

معلوم ہوا کہ معجزے میں

وجود اور ہاتھ نبی کا ہوتا ہے

اور

طاقت میرے خدا کی ہوتی ہے

غزوۂ احزاب میں معجزہ اور اس کی حقیقت

قرآن حکیم میں غزوۂ احزاب کا ذکر ہے اس غزوہ میں عرب کے مختلف قبائل نے مسلمانوں پر مل کر حملہ کیا تھا اور چاروں طرف سے مدینہ کا محاصرہ کرلیا تھا اور ڈیرے خیمے ڈال کر اس بات پر جم گئے تھے کہ ہم اسی محاصرہ کی حالت میں مسلمانوں کو مدینہ میں گھیر کر ان کا خاتمہ کردیں گے۔ چنانچہ بیس دین تک وہ محاصرہ کئے پڑے رہے۔ آس پاس کے یہودی جو پہلے مسلمانوں سے عہد کر چکے تھے دشمنوں سے جا کر مل گئے اور اس قدر زور کا حملہ کیا کہ مسلمان فریضہ نماز بھی وقت پر نہ ادا کرسکے۔ مدینہ میں فاقہ ہونے لگا۔ منافقین گھبرا کر ساتھ چھوڑنے لگے کہ عین وقت پر اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کی دعا پر اس قدر شدید آندھی اور طوفان چلا دیا کہ دشمنوں کے خیمے اُکھڑ گئے۔ طنابیں ٹوٹ گئیں، ہانڈیاں الٹ گئیں اور ایسی سخت سردی پڑی کہ دشمن ٹھٹھر کر رہ گئے اور ہمت ہار کر خود محاصرہ چھوڑ کر چلے گئے۔ قرآن حکیم اسے اس انداز سے بیان کرتا ہے کہ

يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ جَآءَ تْكُمْ جُنُوْدٌ فَاَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِيْحًا وَّجُنُوْدًا لَّمْ تَرَوْهَا ط وَكَانَ اللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرًا.

(سورہ احزاب)

مسلمانو اپنے اوپر خدا کی اس نعمت کو یاد کرو کہ جب فوجوں نے تم پر حملہ کیا تو ہم نے ان پر ہوا اور ایسی فوجیں بھیجیں جن کو تم نے نہیں دیکھا اور جو تم کر رہے تھے خدا اس کو دیکھ رہا تھا۔

حضرات گرامی! اس سے بڑھ کر معجزہ کی حقیقت اور کیا واضح ہوسکتی ہے کہ سرکار دو عالم ﷺ غزوۂ احزاب میں خود قیادت فرما رہے تھے اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں وہاں جو فتح ہوئی اس کی وجہ یہی تھی کہ

☆ فَاَرۡسَلۡنَا عَلَيۡهِمۡ رِيۡحًا

☆ وَّجُنُوۡدًا لَّمۡ تَرَوۡهَا

کا انتظام اللہ تعالیٰ نے کر دیا تھا۔ ہوا کو بھیج دیا جس نے دنیائے کفر کے تمام کئے کرائے پر پانی پھیر دیا۔ ان کا تمام نظام الٹ دیا گیا ایسی آندھی آئی کہ دشمنوں کے چھکے چھوٹ گئے۔ ایسی بجلیاں کوندیں، ایسی سردی آئی کہ دشمنوں کے دل ہل گئے۔ یہ کیا تھا یہ سرور کائنات ﷺ کی دعا کا معجزہ تھا۔ بس سمجھنے کی بات ہے کہ دعا حضور ﷺ کی تھی اور معجزہ حضور ﷺ کا تھا اور طاقت میرے خدا کی تھی۔

ذالک فضل اللہ یوتیہ من یّشاء

بدر واحد میں کیا ہوا

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں کہ

فَلَمۡ تَقۡتُلُوۡهُمۡ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ قَتَلَهُمۡ وَمَا رَمَيۡتَ اِذۡ رَمَيۡتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ رَمٰى .

(سورہ انفال)

(اے مسلمانو) تم نے ان کو قتل نہیں کیا بلکہ اللہ نے ان کو قتل کیا بلکہ اے پیغمبر آپ نے نہیں پھینکا جب کہا آپ نے پھینکا، بلکہ خدا نے پھینکا...... دیکھا آپ نے جب سرکار دو عالم ﷺ نے عین معرکے میں کافروں کی طرف مٹی کی مٹھی پھینکی تو ان کے تمام لشکر تتر بتر ہو گئے اور ان کو ایک دوسرا دکھائی ہی نہیں دے رہا تھا۔ ایک بے ایمان دوسرے پر چڑھ رہا تھا اور دوسرا اس کو رگید رہا تھا۔ اس افراتفری میں ان کے تمام افراد ایک دوسرے کے ہاتھوں میں کچلے گئے۔

خطیب کہتا ہے

☆ کہ کفار کو قتل تو صحابہؓ نے کیا تھا مگر اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ قَتَلَهُمۡ کہ اللہ تعالیٰ نے قتل کیا تھا۔

☆ معلوم ہوا کہ صحابہؓ کے فعل کو خدا نے اپنا فعل کہا۔

☆ ہاتھ صحابہ کے تھے تلوار صحابہ کی تھی، بھاگ دوڑ صحابہ کر رہے تھے قتل صحابہ کر رہے تھے،

لیکن اس میں طاقت میرے اللہ کی تھی!

☆ اسی طرح مٹی سرکار دو عالم ﷺ پھینک رہے تھے

☆ اسی طرح ہاتھ سرکار دو عالم ﷺ کے تھے۔

☆ مگر ارشاد ربانی ہے **ولکن اللہ رمیٰ**

☆ اے محبوب یہ مٹی آپ نے نہیں پھینکی بلکہ میں نے پھینکی ہے۔ معجزے کی حقیقت کو برملا بیان فرما دیا۔ معجزے کی حقیقت سامنے آ گئی۔

کہ ہاتھ رسول کا ہوتا ہے

طاقت میرے رب کی ہوتی ہے

☆ اسی طرح آپ ملاحظہ فرمائیں کہ جب ابراہیم علیہ السلام کو آتش نمرود میں پھینکا گیا تو آگ اپنے جوبن پر تھی!

☆ ابراہیمؑ یہ سمجھ رہے تھے کہ آگ کے منہ میں جا رہا ہوں!

☆ ابراہیمؑ یہ جان کر چھلانگ لگا رہے تھے کہ یہ آگ ہے اور اس کا کام جلانا ہے۔

☆ ابراہیمؑ یہ جان کر جا رہے تھے کہ یہ میرا تاریخی امتحان ہے!

☆ ابراہیمؑ یہ جان کر جا رہے تھے کہ نمرود اور اس کے اعوان و انصار نے مجھے ختم کرنے کے لئے یہ سوانگ رچایا ہے۔

☆ ابراہیمؑ یہ جانتے تھے کہ آگ میں جو بھی جائے گا وہ بچ کر نہیں آئے گا۔ لیکن ابراہیمؑ کی پختگی اور خدا کے حضور دعا رنگ لائی۔

☆ ابراہیمؑ نے بلند آواز سے پکارا کہ

حسبنا اللہ و نعم الوکیل نعم المولیٰ و نعم النصیر

بس پھر کیا تھا معجزہ ہو گیا۔

اللہ تعالیٰ نے براہ راست آتش نمرود کو حکم دے دیا کہ

قُلْنَا يٰنَارُ كُوْنِىْ بَرْدًا وَّسَلٰمًا عَلٰٓى اِبْرٰهِيْمَ.

اے آگ ابراہیم (علیہ السلام) کے لئے ائیر کینڈیشنڈ کمرہ بن جا۔

خطیب کہتا ہے

معلوم ہوا کہ وجود ابراہیم علیہ السلام کا تھا

اور

طاقت میرے خدا کی تھی......آگ کو گلزار بنا دیا

اندھا کہتا ہے

یہ سب کچھ ابراہیم علیہ السلام نے کیا

آنکھوں والا کہتا ہے کہ ہاتھ اور وجود ابراہیم علیہ السلام کا تھا

اور

طاقت میرے خدا کی تھی۔سبحان اللہ، ماشاءاللہ

....

حضرت اسماعیل علیہ السلام کا واقعہ تاریخ عشق ومحبت کا لازوال معجزہ ہے۔دنیائے ابتلاءاس کی نظیر پیش کرنے سے قاصر ہے۔

☆ ابراہیمؑ نے ذبح کرنے کا ارادہ فرمالیا

☆ اسماعیلؑ نے ذبح ہونے کا ارادہ فرمالیا

☆ ابراہیمؑ اسماعیلؑ کو ساتھ لے کر چل پڑے

☆ اسماعیلؑ ابراہیمؑ کے ساتھ ذبح ہونے کے لئے چل پڑے

☆ ابراہیمؑ نے بیٹے کو ذبح کرنے کے لئے چھری گلے پر رکھ دی

☆ اسماعیلؑ نے ذبح ہونے کے لئے چھری گلے پر رکھوالی

☆ باپ چھری چلاتا ہے مگر چھری چلتی نہیں۔

☆ بیٹا آواز دیتا ہے ابا جان جلدی کریں کہیں پرچے کا وقت ختم نہ ہو جائے۔

اقبال کہتا ہے

یہ فیضان نظر تھا یا کہ مکتب کی کرامت تھی
سکھائے کس نے اسماعیل کو آدابِ فرزندی

ابا جان
آواز آتی ہے، چھُری تیز کر لیں!

مگر اس تمام کاروائی کے پیچھے ایک اور قوت کارفرما ہے اور وہ قوت ہے مولائے کریم کی جس کے قبضہ قدرت میں ساری کائنات کا نظام ہے۔

وہ آواز دیتا ہے کہ

قَدْ صَدَّقْتَ الرُّؤْيَا. اِنَّا كَذٰلِكَ نَجْزِى الْمُحْسِنِيْنَ . (سوره صٰفٰت)

اے ابراہیم علیہ السلام آپ نے خواب سچا کر دکھایا۔ بس ہم ایسے ہی نیکی کرنے والوں کو صلہ دیا کرتے ہیں۔

بزبان حال
چھری پر زور دیا......تو اس نے جواب دیا کہ میں کیا کروں
خلیل چلاتا ہے
اور
جلیل روکتا ہے
میں
خلیل کی مانوں
یا جلیل کی
معلوم ہوا کہ ایک ہاتھ کو چلانے والا تھا
اور
ایک ہاتھ کو روکنے والا تھا
ہاتھ کو چلانے والے کو خلیل کہا جاتا ہے

اور

ہاتھ کو روکنے والے کو جلیل کہا جاتا ہے۔

یہی ہے معجزے کی حقیقت کہ دراصل سامنے تو نبی کا ہاتھ ہے، مگر اس کے پس منظر میں خدا کی طاقت پنہاں ہے۔

نامعلوم جک دماغ کو یہ بات کیوں سمجھ نہیں آتی۔

کہ اس سے توحید کا ڈنکا بھی بج گیا

اور رسالت کا ڈنکا بھی بج گیا

نکتہ اختتام

حضرات گرامی! اس وقت تک جو کچھ آپ کی خدمت میں عرض کیا گیا وہ صرف یہ تھا کہ اللہ تعالیٰ نے انبیائے کرام علیہم السلام کو بے شمار معجزات عطا فرمائے ہیں ایسے ہی سرکار دو عالم ﷺ کو بھی ہزاروں معجزات سے سرفراز فرمایا ہے۔ صحابہ کرامؓ اور اولیاء اللہ کو سینکڑوں کرامات سے نوازا ہے۔ معجزے اور کرامت سے نبی اور ولی کو عزت و عظمت عطا فرمائی گئی۔ اس سے انبیاء اور مقبول بارگاہِ رب العالمین خدا کے بندوں کا ڈنکا بھی بج گیا اور اللہ تعالیٰ کی توحید بھی دلوں پر نقش ہوگئی۔

جس خدا نے سب کچھ کیا اس سے آخر مشرکین کو چڑ کیوں ہے۔ یہ اس کی طاقت اس کی سطوت اور اس کی عظمت سے خوش کیوں نہیں ہوتے؟

اللہ کے ذکر پر کیوں ناک منہ چڑھاتے ہیں؟

☆ جس خدا نے ان کو پیدا کیا۔

☆ جس خدا نے ماں کے پیٹ میں خوبصورت شکلیں دیں۔

☆ جس خدا نے ماں کے پیٹ میں ان کے لئے تازہ غذا عطا فرمائی۔

☆ جس خدا نے ماں کے پیٹ میں انہیں اپنی تخلیقات کا بہترین شاہکار فرمایا۔

☆ جس خدا نے انہیں ماں کی گود میں تازہ دودھ پلایا۔

☆ جس خدا نے انہیں عقل و فہم عطا فرمائی۔

یہ اس خدا کی طاقت اور سطوت کو تسلیم کرنے سے کیوں بدکتے ہیں۔

☆ انہیں خدا سے کیوں بیر ہے

ہائے افسوس

ہمارا عقیدہ ہے

مذہب توحید وسنت برحق

سرکار دوعالم ﷺ کے معجزات برحق

انبیاء علیہم السلام کے معجزات برحق

اولیاء اللہ کی کرامات برحق

اولیاء اللہ کی عزت وعظمت برحق

لیکن

توحید خداوندی سب کا مرکز

توحید خداوندی سب کا محور

توحید خداوندی اساس اور بنیاد

توحید ہے تو سب کچھ ہے۔ اللہ اکبر

یٰٓاَیُّھَا الْمُدَّثِّرُ قُمْ فَاَنْذِرْ وَرَبَّکَ فَکَبِّرْ.

رب کی بڑائی بیان کرنا سرکار دوعالم ﷺ کا مشن اعظم۔

وَاٰخِرُ دَعْوٰھُمْ اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

بسم اللہ الرّحمٰن الرّحیم

رسول اللہ ﷺ کا عظیم معجزہ

قرآن اور معراج

نَحْمَدُہ وَ نُصَلِّی عَلیٰ رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُبِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْم. بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

وَلَقَدْ جَآءَ تْھُمْ رُسُلُنَابِالْبَیِّنٰتِ (سورہ مائدہ)

اور ہمارے پیغمبرلوگوں کے پاس کھلی نشانیاں لے کرآئے۔

حضرات گرامی ! آج کی تقریر سرکاردو عالم ﷺ کے بے مثال معجزات کے موضوع پر ہے۔ مجھے آپ کونہایت بے تکلفی سے اوربغیر کسی شش وپنج کے یہ بتانا ہے کہ سرکاردو عالم ﷺ کی ذات گرامی کواللہ تعالیٰ نے ہزروں معجزات عطافرمائے تھے، بلکہ آپ کا وجوداطہر ہی معجزہ تھا۔آپ کے وجوداطہر میں کمالات کے وہ عظیم الشان ذخائر تھے کہ ان کا ایک ایک موتی یکتا تھا آپ کے جس پہلو اور زندگی کے جس گوشے کو دیکھیں وہی معجزہ نظر آئے گی اور دامن دل می کشد ید کہ جاایں جاست!

میں نے قرآن و حدیث اور سیرت کی کتابوں کا مطالعہ کیا تو مجھے کثرت سے معجزات کے واقعات کاایک طویل سلسلہ نظرآیا،لیکن ذوق نے اس بات کا فیصلہ کیا کہ آپ کوان معجزات کانظارہ کراؤں جوقرآن حکیم میں موجود ہیں اورجن کی صداقت کی گواہی خودقرآن دیتا ہے ! اس وقت میں نے چارعظیم الشان معجزات کے بیان کرنے کاارادہ کیا ہے جودنیائے معجزات میں بھی اپناایک مقام رکھتے ہیں۔دعافرمائیں کہ اللہ تعالیٰ مجھے شرح صدر سے بیان کرنے کی توفیق نصیب فرمائے

چارمعجزات!

☆ معجزہ قرآن

☆ معجزہ معراج

☆ معجزہ شق قمر

☆معجزہ شرح صدر

سب سے پہلے معجزہ قرآن پر اجمالی نظر ڈالتے ہیں اور یہ معلوم کرتے ہیں کہ کیا دنیا میں قرآن کریم جیسی کوئی جامع کتاب ہے جس نے تمام کتابوں کو منسوخ کر کے قیامت تک کے لیے اپنی بقا اور سلیت کا لوہا منوایا ہو۔ چنانچہ قرآن حکیم کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ جس طرح نبی کامل ہے اسی طرح سرکار دو عالم ﷺ کی ذات گرامی پر نازل ہونے والا قرآن بھی کامل ہے نبی کی کاملیت بھی بے مثال ہے اور قرآن کی جامعیت بھی بے مثال ہے۔ سبحان اللہ

قرآن بے مثل ہے قیامت تک کے لیے پوری دنیا کو چیلنج!

ارشادربانی ہوتا ہے کہ

قُلْ لَّئِنِ اجْتَمَعَتِ الْاِنْسُ وَالْجِنُّ عَلٰى اَنْ يَّاْتُوْا بِمِثْلِ هٰذَا الْقُرْاٰنِ لَا يَاْتُوْنَ بِمِثْلِهٖ (بنی اسرائیل)

فرمادیجیے کہ اگر انسان اور جن تمام مل کر بھی اس قرآن کی مثال لانا چاہیں تو وہ نہیں لا سکتے!

سرکار دو عالم ﷺ کو بارہ گاہ الٰہی سے جو معجزات عطا ہوئے ان میں سب سے بڑا معجزہ خود قرآن حکیم ہے چنانچہ کفار نے جب معجزہ طلب کیا تو اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا۔

وَقَالُوْا لَوْلَآ اُنْزِلَ عَلَيْهِ اٰيٰتٌ مِّنْ رَّبِّهٖ قُلْ اِنَّمَا الْاٰيٰتُ عِنْدَاللّٰهِ وَاِنَّمَآ اَنَا نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ(۵۰)اَوَلَمْ يَكْفِهِمْ اَنَّآ اَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ يُتْلٰى عَلَيْهِمْ

(سورہ عنکبوت)

اور انہوں نے کہا پیغمبر پر اس کے خدا کی طرف سے نشانیاں کیوں نہ اتریں کہہ دے کہ نشانیاں خدا کی قدرت میں ہیں میں تو صاف صاف خدا کے عذاب سے صرف ڈرانے والا ہوں کیا ان کو یہ نشانی کافی نہیں کہ ہم نے اس پر کتاب اتاری جو ان کو پڑھ کر سنائی جاتی ہے!

قرآن رسالت کی نظر میں بڑا معجزہ ہے

سرکار دو عالم ﷺ نے بھی دیگر انبیاءؑ کے معجزات کے مقابلے میں قرآن حکیم کی وحی کو سب

سے بڑا معجزہ قرار دیا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے کہ

ما من الا نبیاء نبی الا اعطی من الا یات ما مثله ا من علیه البشر و انما کان الذی او تیت وحیا اوحاہ الله الی فارجو اانی اکثر هم تا بعا یوم القیا مة . (صحیح بخاری کتاب الا عتصام)

پیغمبروں میں سے ہر پیغمبر کو اللہ تعالی نے اس قدر معجزات دیئے جس کو دیکھ کر لوگ ایمان لائے لیکن جو معجزہ مجھے مرحمت ہوا وہ وحی (قرآن) ہے جس کو اللہ تعالی نے مجھ پر اتارا اس لیے میں امید کرتا ہوں کہ قیامت کے دن میرے پیروں کی تعداد سب سے زیادہ ہوگی!

خطیب کہتا ہے

☆ ہر پیغمبر کو معجزہ عطا ہوتا رہا۔

☆ تمام انبیاءؑ کے معجزات ان کے ساتھ آئے اور ساتھ ہی چلے گئے۔

مگر سرکار دو عالم ﷺ کا معجزہ قرآن جب تک خدا کی خدائی ہے باقی رہے گا۔

☆ جس طرح حضور ﷺ کی نبوت اب دائمی ہے اسی طرح معجزہ قرآن بھی دائمی ہے۔

☆ رسالت محمدی ﷺ بھی زندہ وتابندہ

☆ معجزہ قرآن بھی زندہ وتابندہ

خدا کے چیلنج

اَمۡ يَقُوۡلُوۡنَ افۡتَرٰهُ ‌ؕ قُلۡ فَاۡتُوۡا بِعَشۡرِ سُوَرٍ مِّثۡلِهٖ مُفۡتَرَيٰتٍ وَّادۡعُوۡا مَنِ اسۡتَطَعۡتُمۡ مِّنۡ دُوۡنِ اللّٰهِ اِنۡ كُنۡتُمۡ صٰدِقِيۡنَ (سورہ هود)

کیا وہ یہ کہتے ہیں کہ پیغمبر نے اس کو اپنے جی سے بنالیا ہے تو کہہ دے کہ وہ ایسی بنائی ہوئی دس سورتیں ہی لے آئیں اور اپنی مدد کے لیے خدا کے سوا جس کو چاہیں بلالیں۔ اگر وہ سچے ہیں۔ کہ

وَاِنۡ كُنۡتُمۡ فِىۡ رَيۡبٍ مِّمَّا نَزَّلۡنَا عَلٰى عَبۡدِنَا فَاۡتُوۡا بِسُوۡرَةٍ مِّنۡ مِّثۡلِهٖ وَادۡعُوۡا شُهَدَآءَ كُمۡ مِّنۡ دُوۡنِ اللّٰهِ اِنۡ كُنۡتُمۡ صٰدِقِيۡنَ (سورہ بقرہ)

اگر تم کو اس میں کوئی شک ہو جو ہم نے اپنے بندہ پر اتارا ہے تو اس جیسی ایک ہی سورۃ لے آؤ

اور خدا کے سوا اپنے تمام گواہوں کو بلا لو اگر تم سچے ہو!

فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا وَلَنْ تَفْعَلُوْا فَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِیْ وَ قُوْدُ هَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ اُعِدَّتْ لِلْکٰفِرِیْنَ (بقرہ)

تو اگر تم ایسی سورۃ بنا کر نہ لا سکے اور یقیناً نہ لا سکو گے تو آتش دوزخ سے بچو جس کے ایندھن آدمی اور پتھر (جن کو تم پوجتے ہو) سب ہوں گے!

ایک اور مقام پر ارشاد فرمایا کہ

اَمْ یَقُوْلُوْنَ افْتَرٰهُ قُلْ فَأْتُوْا بِسُوْرَةٍ مِّثْلِهٖ وَادْعُوْا مَنِ اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ کُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ (سورہ یونس)

کیا کفار یہ کہتے ہیں کہ پیغمبر نے اس قرآن کو اپنی سے طرف بنالیا ہے ان سے کہہ دے کہ اس جیسی ایک سورۃ تم تو لاؤ خدا کے سوا اور جس کو چاہو مدد کے لیے بلا لو اگر تم سچے ہو۔

☆ ایک اور مقام پر ارشاد فرمایا کہ

اَمْ یَقُوْلُوْنَ تَقَوَّلَهٗ بَلْ لَّا یُؤْمِنُوْنَ فَلْیَاْتُوْا بِحَدِیْثٍ مِّثْلِهٖٓ اِنْ کَانُوْا صٰدِقِیْنَ (سورہ طور)

قرآن کے معجزہ ہونے کی وجوہات

☆ قرآن حکیم کا نظم کلام معجزہ ہے

☆ قرآن حکیم کی فصاحت و بلاغت معجزہ ہے

☆ قرآن مجید کے مقابلے میں تمام عرب و عجم کی زبانیں گنگ ہو گئیں اور کوئی اس کا جواب نہ لا سکا یہ قرآن حکیم کا معجزہ ہے۔

☆ بعض متکلمین کے نزدیک وجہ اعجاز قرآن مجید کا اظہار غیب اور پیش گوئیاں ہیں جو انسان کے حیطہ اختیار سے باہر ہیں۔

☆ بعض کہتے ہیں کہ قرآن مجید کا اعجاز یہ ہے کہ وہ لوگوں کے دل کے چھپے ہوئے راز فاش کرتا ہے جو انسانی دسترس سے باہر ہے یہ قرآن کا معجزہ ہے۔

☆ کسی نے قرآن کے اعجاز کی یہ وجہ بتائی ہے کہ اور انسانوں کے کلام بلند و پست صحیح وغلط غرض مختلف المراتب ہوتے ہیں لیکن قرآن مجید شروع سے اخیر تک بلندی کمال اور صحت کے لحاظ سے ایک ہی نوعیت کا ہے اس لیے قرآن معجزہ ہے

☆ کچھ ارباب علم کی رائے یہ ہے کہ ایک امی کی زبان سے ایسا کلام بلاغت آمیز ظاہر ہوا یہ معجزہ ہے۔

☆ بعض نے کہا کہ قرآن مجید کے اعجاز کی ایک وجہ اس کی خارق عادت تاثیر اور قلوب انسان کی تسخیر بھی قرار دی جاسکتی ہے۔

☆ بعض اہل علم نے کہا ہے کہ قرآن مجید کا اصل اعجاز اس کے احکامات تعلیمات اور ارشادات ہیں۔

حضرات گرامی! میں نے نہایت اختصار سے قرآن مجید کی صداقت اور معجزہ ہونا خود قرآن مجید سے اختصار کے ساتھ بیان کر دیا۔ آپ جس قدر اس مسئلہ کو پھیلائیں گے اس کے تمام دلائل قرآن مجید میں موجود ہیں قرآن حکیم کے سمندر میں غوطہ لگاتے جایئے اور قرآن مجید کے اعجاز کے موتی نکالتے جایئے۔

سبحان اللہ

معجزہ قرآن ...... چونکہ آپ کی رسالت کو بھی قیامت تک باقی رہنا تھا اس لیے اللہ تعالی نے آپ کے اس معجزہ کو بھی قیامت تک باقی رکھنا ہے

خطیب کہتا ہے

☆ یہ راز ہے حفاظت قرآن کا

☆ دنیا کی کتابیں سفینوں میں محفوظ ہیں

☆ قرآن مجید انسانوں کے سینوں میں محفوظ ہیں۔

☆ **وَاِنَّا لَهٗ لحافظون** .... معجزہ کی حفاظت بھی ہم کریں گے!

اور صاحب معجزہ احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ ﷺ کی حفاظت بھی ہم خود کریں گے۔

معجزہ معراج

حضرات گرامی ! سرکار دو عالم ﷺ کو جس طرح قرآن مجید جیسا دائمی اور بے مثال معجزہ عطا فرمایا گیا ہے اسی طرح آپ کو معراج جیسا، منفرد، بے مثال اور نادرہ روزگار قسم کا معجزہ عطا فرمایا جس کی نظیر ماضی و حال مستقبل میں بھی نہ ملتی ہے نہ ملے گی .... معجزہ معراج کو بھی اللہ تعالی نے قرآن مجید میں بیان فرمایا ہے معجزہ معراج کو سمجھنے کے لیے دل کی گہرائیوں سے اس بات کو یاد رکھنا اور اس نکتہ پر توجہ کرنا نہایت ضروری ہے تاکہ اس معجزہ کی عظمتیں آپ کے قلب وجگر میں اتر سکیں

جب ابراہیمؑ کے گھرانے کو اللہ تعالی نے دنیا کی سعادتوں اور برکتوں کا کلید بردار بنایا تھا اور ان کو ارض مقدس کی تولیت کا منصب عطا کیا تھا جس کے حدود خدا نے خواب میں حضرات ابراہیمؑ کو دکھائے تھے لیکن اس کے ساتھ تورات میں بارہا یہ اعلان کر کے یہ بھی ان کو سنا دیا گیا تھا دو اور اگر انہوں نے خدا کے احکام کی اطاعت اور پیغبروں کی تصدیق نہ کہ تو یہ منصب ان سے چھین لیا جائے گا'' حضرت ابراہیمؑ کو اسماعیلؑ اور اسحاقؑ دو بیٹے عطا ہوئے تھا اور ارض مقدس کو ان دو بیٹوں کے درمیان تقسیم کر دیا گیا تھا۔ یعنی شام کا ملک حضرت اسحاق کو عرب کا ملک حضرت اسماعیلؑ کو ملا تھا۔ شام میں بیت المقدس اور عرب میں کعبہ واقع تھا۔ حضرت اسحاقؑ کے فرزندوں کو جن کا مشہور نام بنی اسرائیل ہے بیت المقدس کی تولیت عطا ہوئی تھی اور بنو اسماعیل کو کعبہ کا متولی بنایا گیا تھا۔ حضرت ابراہیمؑ کی اولاد میں جس قدر پیغمبر پیدا ہوئے ان میں سے بنو اسرائیل کا قبلہ بیت المقدس اور بنو اسماعیل کا کعبہ بیت اللہ تھا گویا کہ سرکار دو عالم ﷺ سے پہلے جس قدر انبیا عرب یا شام میں مبعوث ہوئے وہ ان دونوں قبلوں میں سے ایک کے متولی تھے!

آنحضرت ﷺ کو اللہ تعالی نے جس طرح تمام دوسرے پیغمبروں کے متفرق اوصاف و خصوصیات کا جامع بنایا تھا۔ اس طرح حضرت اسحاقؑ اور اسماعیلؑ دونوں کی برکتوں اور سعادتوں کا گنجینہ بھی ذاتِ محمدی ﷺ کو قرار دیا۔ یعنی حضرت ابراہیمؑ کی وارثت جو صدیوں سے دو بیٹوں میں بٹتی چلی آتی تھی ۔ وہ سرکار دو عالم ﷺ کی بعثت سے پھر ایک جگہ جمع ہوگئی اور گویا وہ حقیقت ابراہمیہ

جو خاندانوں اور نسلوں میں تقسیم ہوگی تھی۔ ذاتِ محمدی ﷺ میں پھر یک جا ہوگئی اور آپ کو دونوں قبلوں کی تولیت عطا کر دی گئی۔......اور آپ کو نبی القبلتین کا منصب عطا کر دیا گیا۔ یہی نکتہ تھا جس کے سبب سے سرکار دو عالم ﷺ کو کعبہ اور بیت المقدس دونوں کا رخ کرنے کا حکم دیا گیا اور بیت المقدس میں تمام انبیاء کی صف میں آپ کو امامت ا پر مامور کیا گیا تاکہ آج اس مقدس دربار میں اس کا اعلان عام ہو جائے کہ دونوں قبلوں کی تولیت سرکار دو عالم ﷺ کو عطا ہوتی ہے اور وہ نبی القبلتین نامزد ہوتے ہیں اور قرآن مجید میں واقع معراج کا آغاز اسی حقیقت کے اظہار کے لیے یوں کیا گیا!

سُبۡحٰنَ الَّذِیۡۤ اَسۡرٰی بِعَبۡدِہٖ لَیۡلًا مِّنَ الۡمَسۡجِدِ الۡحَرَامِ اِلَی الۡمَسۡجِدِ الۡاَقۡصَا الَّذِیۡ بٰرَکۡنَا حَوۡلَہٗ لِنُرِیَہٗ مِنۡ اٰیٰتِنَا اِنَّہٗ ھُوَ السَّمِیۡعُ الۡبَصِیۡرُ (پارہ ۵ سورہ بنی سرائیل)

پاک ہے وہ خدا جو رات کے وقت اپنے بندے کو مسجد حرام سے اس مسجد اقصیٰ تک لے گیا جس کے گردا گرد ہم نے برکتیں نازل کی ہیں ہم نے اپنے بندے کو اپنی چند نشانیاں دکھائیں بے شک خدا سننے والا اور دیکھنے والا ہے۔

حضرات گرامی! معجزہ معراج پر دو تفصیلی تقریریں خطبات قاسمی کی دوسری جلد میں موجود ہیں ان کا مطالعہ فرمالیا جائے اس لیے یہاں پر صرف اتنا عرض کرسکوں گا کہ معجزہ معراج اپنے اندر اس قدر جواہر پارے رکھتا ہے کہ ان کے اعجاز کو قرآن مجید نے نہایت جامعیت کے ساتھ بیان فرمایا ہے۔

معراج کا پراسرار منظر

آیت معراج کے آغاز میں اللہ تعالیٰ نے معراج کے روحانی مناظر کا بیان صرف دو لفظوں میں ختم کر دیا ہے

لِنُرِیَہٗ مِنۡ اٰیٰتِنَا ہم نے اپنے بندہ کو یہ سیر اس لیے کرائی کہ اپنی کچھ نشانیاں اس کو دکھائیں۔

یہ ''نشانیاں'' کیا تھیں کیا ان کی تفصیل کے لیے عاجز و درماندہ انسان کی زبان میں کچھ الفاظ

ہیں؟ ہاں ہیں؟ مگر ناتمام! ہماری فہم ہمارا علم، ہمارا خیال، ہمارا قیاس غرض جو کچھ ہمارے پاس ہے اس کا دائرہ ہمارے محسوسات اور ہمارے تعلقات سے آگے نہیں بڑھ سکتا اور ہمارے ذخیرہ لغت میں صرف ان ہی کے لیے کچھ الفاظ ہیں۔ اس بنا پر وہ معانی جو نہ عالم محسوسات سے ہیں نہ انسان کی حدود میں داخل ہیں اور نہ تعقل وتصور کے احاطہ کے اندر ہیں وہ الفاظ وکلمات میں کیونکر سما سکتے ہیں اور اگر اللہ تعالی ان کو حروف وکلمات کا جامہ پہنا بھی دے تو دماغ انسانی ان کے فہم وتحمل کی قدرت کہاں سے لائے گا۔

وَمَا اُوۡتِیۡتُمۡ مِّنَ الۡعِلۡمِ اِلَّا قَلِیۡلاً.

اے انسانو! تم کو علم کا بہت تھوڑا سا حصہ عطا کیا گیا ہے اس لیے سورہ والنجم میں جہاں اسرار کے چہرہ سے کچھ پردہ اٹھایا گیا ہے ایسی تفصیل ہے جو تمام تر اجمال ہے ایسی توضیح ہے جو سرتا پا ابہام ہے دو لفظ کے فقرے ہیں ضمیریں مخدوف ہیں فاعل کا ذکر ہے تو مفعول کا نہیں مفعول بیان ہوا ہے تو فاعل نہیں متعلقات فعل کی تشریح نہیں ضمائر کے مرجعوں کی تعین نہیں کیوں؟

اس لیے کہ اس مقام کا یہی تصتضاء ہے

وَالنَّجۡمِ اِذَا هَوٰى مَا ضَلَّ صَاحِبُکُمۡ وَمَا غَوٰى وَمَا يَنۡطِقُ عَنِ الۡهَوٰى اِنۡ هُوَ اِلَّا وَحۡیٌ يُّوۡحٰى عَلَّمَهٗ شَدِيۡدُ الۡقُوٰى ذُوۡمِرَّةٍ فَاسۡتَوٰى وَهُوَ بِالۡاُفُقِ الۡاَعۡلٰى ثُمَّ دَنَا فَتَدَلّٰى فَکَانَ قَابَ قَوۡسَيۡنِ اَوۡ اَدۡنٰى فَاَوۡحٰۤى اِلٰى عَبۡدِهٖ مَاۤ اَوۡحٰى مَا کَذَبَ الۡفُؤَادُ مَا رَاٰى اَفَتُمٰرُوۡنَهٗ عَلٰى مَا يَرٰى وَلَقَدۡ رَاٰهُ نَزۡلَةً اُخۡرٰى عِنۡدَ سِدۡرَةِ الۡمُنۡتَهٰى عِنۡدَهَا جَنَّةُ الۡمَاۡوٰى اِذۡ يَغۡشَى السِّدۡرَةَ مَا يَغۡشٰى مَا زَاغَ الۡبَصَرُ وَمَا طَغٰى لَقَدۡ رَاٰى مِنۡ اٰيٰتِ رَبِّهِ الۡکُبۡرٰى (سورہ نجم)

قسم ہے ستارہ کی جب وہ گرے کہ تمھارا رفیق (محمد ﷺ) نہ تو بھٹکا ہے نہ بہکا ہے اور نہ وہ یہ باتیں دل سے بنا کر کہتا ہے بلکہ وہ تو وہی کہتا ہے جو اس کو بتایا جاتا ہے اس کو تو بڑی طاقتوں والا اور بڑی عقل والا تعلیم دیتا ہے وہ آسمان کے اونچے کنارے میں سیدھا ہو کر نمودار ہوا پھر قریب آیا اور جھکا تو دو کمانوں کا فاصلہ رہ گیا۔ اس سے بھی کم پھر اس نے بندے سے جو باتیں کیں دل نے جو

دیکھا اس نے جھوٹ نہیں بیان کیا۔اے لوگو کیا وہ جو دیکھتا ہے اس پر تم اس سے نزاع اور مناظرہ کرتے ہو اس نے یقیناً دوبارہ اترتے اس کو دیکھا بیری کے درخت کے پاس کے جس کے قریب نیک بندوں کے رہنے کی بہشت ہے جب بیری کے درخت پر چھا رہا تھا جو چھا رہا ہے نہ نظر بہکی نہ اچٹی اس نے یقیناً اپنے پروردگار کی نشانیاں دیکھیں۔حضور ﷺ نے جب معراج کے روحانی مشاہدہ اور مناظر اور ملکوتی آیات و مظاہر کا قریش سے تذکرہ کیا تو انہوں نے کہا کہ یہ حق سے دیدہ و دانستہ (غوایت) یا نادانستہ (ضلالت) بھٹک گیا ہے یا اپنے دل سے بنا کر یہ جھوٹی باتیں بیان کرتا ہے۔یہ انہوں نے کیوں کہا۔

اس لیے کہ روحانی جلووں کے دیکھنے کی ان کے پاس آنکھیں نہ تھیں۔صوت سرمدی کے سننے کی ان کے کانوں میں طاقت نہ تھی۔اسرار ملکوتی کے سمجھنے کے لیے ان کے سینوں میں دل نہ تھے۔ خدا نے کہا یہ جو کچھ تھا اور جو کچھ معلوم ہوا یہ بڑی طاقت و قدرت اور علم و عقل والی ہستی کی جلوہ انگیزیاں تھیں۔وہ کبھی اتنا دور تھا کہ آسمان کے کناروں میں نظر آیا اور کبھی اتنا قریب کہ دو کمانوں کے فاصلے سے بھی قریب تھا۔کون جھکا؟ کون قریب آیا؟ کون دو کمانوں کے فاصلے تک آ کر رہ گیا؟ کیا خدا؟ نہیں! کیا جلوہ خدا؟ شاید۔کس نے باتیں کیں؟ معلوم نہیں! کیا باتیں کیں؟ بتائیں نہیں؟ سدرۃ المنتہیٰ کیا ہے؟

انسانی فہم و ادراک کی اخیر سرحد پر ایک درخت! کیا اس کو شئون و صفات الٰہی کی نیرنگی نے ڈھانک لیا۔کیا انسانی فہم و ادراک کی اخیر سرحد کا درخت صرف شئون و صفات کی نیرنگی کا مظہر ہے کیا یہاں پہنچ کر کون و مکان کا عقدہ مشکل حل ہو گیا، کیا دل بھی دیکھتا ہے حضور ﷺ نے دل کی آنکھوں سے کیا دیکھا؟ دیدہ چشم سے کیا نظر آیا؟ آپ کو اس سفر میں آیات ربانی دکھائی گئیں۔

مگر یہ مشاہدہ قلب تھا یا معائنہ چشم
رازایں پردہ نہا بنس ست ونہاں خواہد بود

خطیب کہتا ہے

☆سُبْحَانَ الَّذِیْ اَسْرٰی بِعَبْدِہٖ معجزہ در معجزہ

☆لَیْلاً معجزہ درمعجزہ

☆من المسجد الحرام الی المسجد الاقصا معجزہ درمعجزہ

☆الذی برکنا حولہ اعجازنبوت

☆لنریہ من ایتنا معجزہ درمعجزہ

☆امامت انبیاءؑ عظیم اعزاز واعجاز

☆عروج الی السماء عظیم معجزہ

☆ پہلے آسمان سے ساتویں آسمان کا سفر۔معجزہ عجیب

☆سدرۃ المنتہیٰ

☆سدرۃ سے آگے جانے کا عظیم معجزہ

☆گویا کہ معراج ایک گلدستہ معجزات۔

☆ایک ایک پھول لیتے جاؤاوراس کی خوشبو سے روح ایمان کومعطر کرتے جاؤ!

بات مختصر کی جائے تویوں کہا جائے گا کہ

آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہاداری
جہاں کے سارے کمالات ایک تجھ میں ہیں

رسول اللہ ﷺ کے دو معجزے

معجزۂ شق قمر

حضرات گرامی !اس سے پہلے میں نے آپ حضرات کے سامنے سرکاردوعالم ﷺ کے معجزہ قرآن اور معجزہ معراج کا تذکرہ کیا ہے جس سے آپ کوان دونوں معجزوں کی اہمیت اورعظمت معلوم ہوگئی ہوگی !اب میں آپ حضرات کے سامنے سرکاردوعالم ﷺ کے اس عظیم معجزہ کا تذکرہ کرتا ہوں جسے شق قمر (چاند کا ٹکڑے ہونا) کے نام سے یادکیا جاتا ہے۔رحمت دوعالم ﷺ کے اس معجزہ کا ذکرقرآن میں بھی ہےاور بخاری ومسلم جیسی صحیح احادیث کی کتابوں میں بھی اس کا تذکرہ موجودہے۔چنانچہ قرآن مجیداس معجزہ عظیم کااس انداز سے تذکرہ کرتا ہے کہ

اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَانْشَقَّ الْقَمَرُ وَاِنْ يَّرَوْا ايَةً يُّعْرِضُوْا وَ يَقُوْلُوْا سِحْرٌ مُّسْتَمِرٌّ (سورہ قمر)

قیامت نزدیک آ گئی اور چاند شق ہو گیا اگر کافر کوئی سا بھی نشان دیکھیں تو اس سے اعراض ہی کریں اور کہیں کہ یہ تو جادو ہے جو سدا سے ہوتا آیا ہے!

اس آیت کریمہ میں سرکارِ دو عالم ﷺ کے اس مشہور معجزہ کا ذکر ہے جسے شق قمر کے نام سے تعبیر کیا جاتا ہے حضرت عبداللہ بن مسعودؓ جنھوں نے اس واقعہ کو اپنی آنکھوں سے دیکھا تھا وہ اس طرح بیان کرتے ہیں کہ **انشق القمر ونحن مع النبی ﷺ بمنی فقال اشهدو وذهبت فرقةنحوا لجبل. (بخاری و مسلم تفسیر سورہ قمر)**

ہم آنحضرت ﷺ کے ساتھ منیٰ میں تھے کہ چاند پھٹ گیا اور اس کا ایک ٹکڑا پہاڑ کی طرف چلا گیا۔آپ نے فرمایا کہ گواہ رہو!

دوسری حدیث

صحیحین میں ان کی دوسری روایت ہے **انشق القمر علیٰ عهد رسول الله ﷺ فر قتين فرقة فوق الجبل وفرقة دونه فقال رسول الله ﷺ اشهدوا (بخاری و مسلم)**

سرکار دو عالم ﷺ کے زمانے میں چاند کے دو ٹکڑے ہو گئے ایک ٹکڑا تو پہاڑ کے اوپر جا رہا اور دوسرا اس کے نیچے۔آپ نے فرمایا کہ گواہ رہو!

کفار مکہ کے مطالبہ پر شق قمر کا معجزہ رونما ہوا

حضرت انس بن مالکؓ فرماتے ہیں کہ

ان اهل مكة سالو ارسول الله ﷺ يريهم اية فاراهم القمر شقتين حتى راو حرا ء بينهما. (بخاری و مسلم)

اہل مکہ نے آپ سے مطالبہ کیا کہ آپ ان کو معجزہ دکھائیں۔آپ نے ان کو چاند کے ٹکڑے دکھائے ایک ٹکڑا حرا کے اس طرف تھا دوسرا اس طرف۔

دوسری حدیث

ان اھل مکة سالو النبیﷺ ان یریھم ایة فاراھم انشقاق القمر فرقتین (مسلم شریف)

اہل مکہ نے آنحضرت ﷺ سے کوئی نشانی طلب کی تو آپ نے چاند کو دو ٹکڑے ہونے کو دکھایا۔

تیسری حدیث

جامع ترمذی میں یہ روایت اس طرح آئی ہے کہ

سال اھل مکة النبیﷺ ایة فانشق القمر بمکة فر قتین فنزلت اقتربت الساعة وانشق القمر .

خطیب کہتا ہے

☆ قرآن سے ثابت ہوا کہ چاند دوٹکڑے ہوا۔

☆ احادیث سے ثابت ہوا کہ چاند دوٹکڑے ہوا

☆ کفار مکہ نے حضور ﷺ سے تقاضا کیا کہ اگر چاند کے دوٹکڑے کر کے دکھا دو تو ہم ایمان لاتے ہیں۔

☆ سرکار دوعالم ﷺ کی درخواست پر اللہ نے چاند کے دوٹکڑے کر دیے۔

☆ ایک ٹکڑا حرا کے اس طرف آیا اور دوسرا ٹکڑا حرا کے اس طرف آیا۔

☆ معلوم ہوا کہ آسمان کا حسین چاند عائشہؓ کے حسین چاند کے سامنے عاجز آ گیا۔

☆ معلوم ہوا کہ عرشی کا حسن فرشی والے کے قدموں پر نچھاور ہو گیا۔

☆ آسمانوں کا چاند جسے اپنے حسن پر ناز، اپنے جمال پر ناز، اپنی اداؤں پر ناز۔

☆ سبحان اللہ آج حسن مصطفٰے پر فدا ہو گیا۔

اشارہ مصطفٰے کا

حکم خدا کا

پھا گنا چاند باصفا کا

کیوں جناب فرمایئے؟

کیسا معجزہ ہے؟ کیسا عروج ہے، کیسا کمال ہے

☆ایک جمال دوسرے جمال کی طرف آیا

کیوں آیا......تا کہ جمال مصطفٰی کے آئینہ میں اپنا چہرہ دیکھ سکے!

چاند کو ناز ہوگا اپنے حسن پر

چاند والے کا ناز ہے حسن مصطفٰی پر

☆ میں ایک مرتبہ کینیڈا گیا، وہاں دوستوں نے کہا کہ تمھیں وہ جگہ دکھانی ہے جہاں سائنس دانوں نے چاند کی مٹی لاکر رکھی ہے!

میں دیوانہ وار گیا تا کہ چاند کی مٹی کی زیارت کرسکوں اور اگر وہ برا نہ منائے تو اس سے سوال کو سکوں میں جونہی مٹی کے پاس پہنچا میں نے چاند کی مٹی سے سوال کیا کہ اے مٹی۔

تیر پاس سائنس دان گیا؟

اس نے کہا ہاں!

میں نے کہا کہ اے چاند کی مٹی ....اس سائنسدان نے تجھے لانے کے لیے تجھے پانے کے لیے کیا خرچ کیا ہوگا۔

اس نے کہا کہ اربوں اور کھربوں ڈالر؟

میں نے پوچھا کہ چاند کی مٹی...........؟ یہ بتا کہ اس سائنسدان کو کھربوں ڈالر خرچ کر کے کیا ملا؟

چاند نے کہا...........میری خاک!

میں نے کہا اے چاند پر جانے والے سائنس دان تو چاند پر گیا، کھربوں روپے خرچ کیے مگر ملا کیا یہی نا؟ کہ

مٹی اور خاک!

☆ مگر میں قربان جاؤں اپنے محبوب پاک حضرت محمد ﷺ کی ذات گرامی کے وہ چاند پر گئے نہیں

☆ بلکہ چاند کو حضور بلایا

☆ چاند سے لیا نہیں اس کو نبوت کی چاندنی دی

☆ چاند کو اپنے رخ انور کا جلوہ دکھایا

☆ چاند بھی میرے محبوب کے سامنے ماند پڑ گیا

چاند سے تشبیہ دینا یہ بھی کوئی انصاف ہے

چاند کے چہرہ پر سیاہی مدنی کا چہرہ صاف ہے

☆ آسمانی چاند ایک طرف

☆ فرشی چاند ایک طرف

واحسن منک لم ترقط عینی

واجمل منک لم تلد النساء

خلقت مبرا من کل عیب

کانک قد خلقت کما تشاء

☆ حضور ﷺ کی ذات بھی معجزہ

☆ حضور ﷺ کا قرآن بھی معجزہ

☆ حضور ﷺ کا معراج بھی معجزہ

☆ حضور ﷺ کا شق قمر بھی معجزہ

آپ کے کس کس اعجاز و اعزاز کا تذکرہ کیا جائے یہاں تو جہاں بھی انگلی رکھیں وہیں سے خوشبو مہک اٹھے گی۔ سبحان اللہ

حضور کا معجزۂ شرح صدر

اَلَمْ نَشْرَحْ لَکَ صَدْرَکَ

حضرات گرامی! جس طرح قرآن مجید نے سرکار دوعالم ﷺ کے اور عظیم الشان معجزات کا ذکر کیا ہے اسی طرح آپ کے شرح صدر کے معجزہ کو بھی نہایت اہمیت سے بیان فرمایا!

شرح صدر............ضروری معلوم ہوتا ہے کہ شرح صدر کے متعلق محقق عصر حضرت علامہ مولانا سید سلیمان ندوی نور اللہ مرقدہ کی وہ تحقیق آپ کی نظر نواز کر دوں جس سے آپ کو بھی انشا اللہ شرح صدر سے کچھ نہ کچھ آشنائی اور لذت حاصل ہو جائے گی!

اَلَمۡ نَشۡرَحۡ لَکَ صَدۡرَکَ وَوَضَعۡنَا عَنۡکَ وِزۡرَکَ الَّذِیۡۤ اَنۡقَضَ ظَهۡرَکَ

(سورہ انشراح)

کیا ہم نے تیرے لیے سینہ کو کھول نہیں دیا اور تجھ سے اس بوجھ کو ہٹا نہیں دیا جس نے تیری پیٹھ کو توڑ دیا تھا۔

شرح کے لغوی معنے عربی میں چیرنے پھاڑنے کے ہیں اس سے طب کی اصطلاح علم تشریح اور تشریح اجسام نکلی ہے چونکہ چیرنے اور پھاڑنے سے اندر کی چیز کھل کر نمایاں ہو جاتی ہے اس لیے اس سے تشریح امر اور تشریح کلام ''شرح'' بیان شرح کتاب وغیرہ، مجازی معنے پیدا ہوئے ہیں۔ اس سے ایک اور محاورہ شرح صدر کا پیدا ہوا ہے جس کے معنے سینہ کھول دینے کے ہیں اور کلام عرب میں اس سے مقصود بات کا سمجھا دینا اور اس کی حقیقت کا واضح کر دینا ہوتا ہے۔ قرآن مجید اور احادیث میں یہ محاروہ بکثرت استعمال ہوا ہے حضرت موسیٰؑ کو جب فرعون کے پاس جانے کی ہدایت فرمائی گئی تو آپ نے دعا مانگی

رَبِّ اشۡرَحۡ لِیۡ صَدۡرِیۡ وَیَسِّرۡ لِیۡۤ اَمۡرِیۡ وَاحۡلُلۡ عُقۡدَةً مِّنۡ لِّسَانِیۡ یَفۡقَهُوۡا قَوۡلِیۡ

اے پروردگار میرے سینہ کو کھول دے اور میرے کام کو آسان کر دے اور میری زبان کی گرہ کھول دے کہ لوگ میری بات کو سمجھیں۔

انبیاؑ کا علم اور فہم انسانی تعلیم و تعلم اور مادی حکمت و دانائی سے پاک و مبرا ہوتا ہے اور وہ اپنے اخذ اکردہ نتائج اور اثبات دعویٰ کے لیے گزشتہ تجربات اور منطق کے محتاج و ممنون نہیں ہوتے بلکہ

وہ جو کچھ جانتے ہیں اور جو کچھ سمجھتے ہیں اس کا ماخذ تعلیم الہٰی القائے ربانی اور فہم ملکوتی ہوتا ہے اس کا نام علم لدنی ہوتا ہے لدن کے معنی عربی میں پاس اور نزدیک کے ہیں چونکہ ان کو یہ علم کسب و تحصیل کے بغیر خدا کے پاس سے اور اس کے نزدیک سے عطا ہوتا ہے اس لیے عرف عام میں علم لدنی کہلاتا ہے اللہ تعالی نے خضرؑ کے متعلق قرآن مجید میں ارشاد فرمایا

وَعَلَّمْنا هُ مِنْ لَّدُنَّا عِلْماً (سورہ کہف)

سرکار دوعالم ﷺ کے متعلق ارشاد فرمایا کہ

كَـذٰلِكَ نَـقُـصُّ عَلَيْكَ مِنْ اَنْبَآءِ مَا قَدْ سَبَقَ. وَقَدْ اٰتَيْنٰكَ مِنْ لَّدُنَّا ذِكْرًا (سورہ طٰہٰ)

اسی طرح ہم تجھ سے گذشتہ زمانہ کی باتیں بیان کرتے ہیں اور ہم نے اپنی طرف سے تجھ کو علم (ذکر) بخشا ہے۔

دوسرے مقام پر ارشاد ربانی ہے

نَـحْنُ نَقُصُّ عَلَيْكَ اَحْسَنَ الْقَصَصِ بِمَآ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ هٰذَا الْقُرْاٰنَ. وَاِنْ كُنْتَ مِنْ قَبْلِهٖ لَمِنَ الْغٰفِلِيْنَ

حضرت داؤد اور سلیمانؑ کے متعلق ہے کہ

وَلَقَدْ اٰتَيْنَا دَاوٗدَ وَسُلَيْمَانَ عِلْمًا (سورہ نمل)

اور ہم نے داؤد اور سلیمان کو علم بخشا۔

ذَ الِكُمَا مِمَّا عَلَّمَنِىْ رَ بِّىْ . (سورہ یوسف)

''ان باتوں میں سے ہے جو میرے پروردگار نے مجھے سکھائی ہیں، الغرض انبیاءؑ کا یہ علم محض تعلیم الہٰی اور القائے ربانی کا نتیجہ ہوتا ہے اور غور وفکر تجربہ وامتحان اور ترتیب مقدمات کے بغیر ان کے علم کی باتیں ان کے سامنے یہ سمجھنا چاہیے کہ کبھی کبھی کوئی بات مصنفین اور دیگر محدثین ومفسرین اور اہل علم کے ذہن میں بے غور وتامل اس طرح ابھرتی آتی ہے کہ گویا معلوم ہوتا ہے کہ سینہ یا دماغ کا دروازہ یک بیک کھل گیا اور ایک چیز اندر داخل ہوگئی۔لیکن یہ شرح صدر کی نہایت معمول

مثال ہے اس منصب خاص کے سینکڑوں مدارج انبیاء کو اولیا کو اور دیگر مومنین کو اپنے اپنے رقبہ کے مطابق عطا ہوتے ہیں۔

فَمَنْ یُّرِدِ اللّٰہُ اَنْ یَّھْدِیَہٗ یَشْرَحْ صَدْرَہٗ لِلْاِسْلَامِ (سورہ انعام)

جس کی رہنمائی خدا چاہتا ہے اس کے سینہ کو اسلام کے لیے کھول دیتا ہے، یعنی بلا حجت و برہان اسلام کی صداقت اس کے سامنے آئینہ ہو جاتی ہے۔ بخاری شریف میں ہے کہ حضرت عمرؓ نے حضرت ابوبکرؓ کو ان کی خلافت کے زمانے میں مشورہ دیا اور باصرار کہا کہ قرآن مجھے کو اوصاف ومصاحف میں لکھا دیجیے، لیکن حضرت ابوبکرؓ نے مخالت کی جو کام حضور ﷺ نے اپنی زندگی میں نہیں کیا، وہ ہم لوگ کیونکر کر سکتے ہیں۔ حضرت عمرؓ کو اس پر اصرار اور حضرت ابوبکرؓ کو برابر انکار رہا۔ مگر چند ہی روز میں تک بیک ان کا سینہ کھل گیا اور اس موقع پر آپ نے فرمایا کہ

حتّٰی شَرَحَ اللّٰہ صَدْرِیْ لَذَالِکَ (بخاری تالیف القرآن)

یہاں تک کہ خدا نے اس کام کے لیے میرے سینے کو کھول دیا۔

محدثین نے اس سے مراد شق صدر بھی لیا ہے۔

مولانا ندوی نے بھی تمام آرا کو سامنے رکھ کر ارشاد فرمایا ہے کہ قرآن مجید سے اس کا ثبوت ملتا ہے کہ خواہ یہ ظاہری طور سے یا باطنی رنگ میں علم وحکمت اور نور معرفت کی غیر معمولی اور مافوق البشری بخشش ہو، ہر صورت میں وہ ایک فہم سے بالاتر کیف ہے

خطیب کہتا ہے

شرح صدر سے مراد شق صدر ہو تو!

شرح صدر سے مراد شرح صدر ہو تو

دونوں صورتوں میں

یہ سرکار دو عالم ﷺ کا ایک عظیم الشان معجزہ ہے جس سے نبوت کے معجزات کی عظمتیں واضح ہو گئیں۔

حضرات گرامی! اس وقت میں نے آپ حضرات کے سامنے حضور ﷺ کے چار معجزوں کا ذکر

کیا ہے جو اپنے مقام پر ایک مستقل خطبہ اور مستقل ایک ایک تقریر ہے اس تقریر میں مجھے آپ حضرات کو صرف اس قدر بتانا مقصود تھا کہ سرکار دو عالم ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے اس قدر عظیم جو معجزات عطا فرمائے ہیں جس طرح آپ کی ذات بے مثال ہے اسی طرح آپ کے معجزات بھی بے مثال ہیں۔ ہمارا الحمد اللہ آپ کی ذات پر بھی ایمان ہے اور آپ کے معجزات پر بھی ایمان ہے۔

و آخر دعوانا الحمد لله رب العالمين

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

حضور رسول کامل ہیں

نَحۡمدہ وَ نُصَلِّی عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡم اَمَّا بَعۡدُ فَاَعُوۡذُبِاللّٰہِ مِنَ الشَّیۡطَانِ الرَّجِیۡم. بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

وَیُتِمَّ نِعۡمَتَہٗ عَلَیۡکَ. (سورہ فتح)

حضرات گرامی آج کی تقریر کا عنوان ہے کہ ہمارے حضور ﷺ ''رسول کامل'' ہیں۔ ''رسولؐ کامل'' کی اگر تشریح کی جائے تو ایک دفتر اس کی تفصیلات کے لیے مہیا کرنا پڑے گا۔مگر آپ کو معلوم ہے کہ ان تقاریر میں اس قدر وسعت اور تفصیل کی گنجائش نہیں ہے اس لیے کوشش کی جاتی ہے کہ کم از کم گلدستے میں وہ ضروری پھول ضرور رکھ دیئے جائیں جو اس گلدستے میں بنیادی اہمیت کے حامل ہوں۔اس وقت ''رسول کامل'' کا جو گلدستہ پیش کرنے کا ارادہ ہے اس میں چار بنیادی پھول سجائے جائیں گے! انشااللہ انہی سے آپ بہرہ ور ہوں اور انہی سے مشام جان کو معطر کریں یوں تو اللہ تعالی نے رسول ﷺ کو تمام انعامات کامل و اکمل عطا فرمائے۔مگر ان میں ان انعامات کاملہ نے تو سماں باندھ کے رکھ دیا۔

☆علم کامل

☆عصمت کامل

☆عقل کامل

☆حسن کامل

☆اللہ تعالی نے سرکار دو عالم ﷺ کو جہاں اور خصوصیات سے سرفراز فرمایا وہیں پر آپ کو علم کامل کی امتیازی اور نمایاں خصوصیت سے بھی سرفراز فرمایا۔

☆حضورؐ کو علم کامل دیا گیا!

حضرات گرامی! استاد جس قدر کامل ہوگا شاگرد میں اس قدر کاملیت کے آثار واضح ہونے لگیں گے۔ چونکہ نبی کو براہ راست خدا پڑھاتا ہے۔ نبی براہ راست خدا کا شاگرد ہوتا ہے اس لیے

اس کے علم کو علم کامل کہا جائے گا۔ کیونکہ خدا کا علم بھی کامل ہے لہذا نبی کا علم بھی کامل ہوگا۔ اس لیے کہ نبی براہ راست خدا کے علم سے سیراب ہوتا ہے۔ چونکہ قرآن مجید میں اس مسئلہ کو اس انداز سے بیان فرمایا گیا کہ

نٓ وَالْقَلَمِ وَمَا يَسْطُرُوْنَ مَآ اَنْتَ بِنِعْمَةِ رَبِّکَ بِمَجْنُوْنٍ (سورہ ن)

قلم اور دوات کی قسم اور جو کچھ اس سے لکھا جاتا ہے آپ اپنے رب کی نعمت کی وجہ سے دیوانے نہیں ہیں!

محدث کبیر! حضرت شاہ عبداللہ العزیز محدث دہلویؒ اس آیت کی تشریح میں ''ن'' سے مراد دوات لیتے ہیں اور قلم سے قلم ....اور اس پر نکتہ اٹھاتے ہیں کہ جس طرح قلم دوات سے سیاہی لے کر کاغذ کو دیتا ہے اسی طرح نبی خالق سے علم حاصل کر کے مخلوق کو سکھاتا ہے جس سے لازمی نتیجہ نکلا کہ جس کا مرکز علم منبع علم ذات باری ہو، اس کے علم کا کون مقابلہ کر سکتا ہے نتیجہ نکل آیا کہ جس طرح حضور ﷺ کی نبوت کامل ہے اسی طرح آپ کا علم بھی کامل ہے

دلیل ثانی

اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّکَ الَّذِیْ خَلَقَ.

☆ جبریل امین جب پہلی دفعہ وحی لائے تو نہایت ادب سے غار حرا میں حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں عرض کیا **اِقْرَا یا محمد**

سرکار دو عالم ﷺ نے جواب میں ارشاد فرمایا کہ **مَا اَنَا بِقَارِی.** میں نہیں پڑھا ہوا یا پڑھ سکتا............تو جبریل امین نے آپ کو گلے لگایا اور بھینچا مگر آپ نے جواب میں وہی جملہ ارشاد فرمایا کہ **مَا اَنَا بِقَارِی** تیسری مرتبہ جبریل امین نے **اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّکَ** کا کہا تو آپ نے پڑھنا شروع کر دیا۔

خطیب کہتا ہے

جبریل نبوت نے اسم رب کی چابی لگا دی

تو

زبان نبوت نے پڑھنا شروع کردیا

معلوم ہوا

تمام خزانوں کی کنجی اسم ربّ ہے اسم اللہ ہے اسم اعظم ہے

تمام مشکلات کے دروازے اسم ربّ سے کھلتے ہیں۔

تمام حاجات کے دروازے اسم ربّ سے کھلتے ہیں

تمام نعمتوں کے دروازے اسم ربّ سے کھلتے ہیں

تمام کمالات کے دووازے اسم ربّ سے کھلتے ہیں

اسم ربّ کی کنجی لگی

تو زبان نبوت نے پڑھنا شروع کردیا

☆ اگر جبریل کی گزارش پر نام لیے بغیر پڑھنا شروع کردیتے تو لوگ کہہ سکتے تھے۔ جبریل حضور کے استاد ہیں۔ اس لیے اللہ تعالی نے اپنے محبوب کو مخلوق کا شاگرد بننے سے محفوظ رکھا اور آپ کو اپنی نگرانی میں پڑھایا۔ سکھایا بڑھایا گیا۔

سبحان اللہ

☆ جب پڑھایا ربّ نے

جب سکھایا ربّ نے

جب بڑھایا ربّ نے

تو نتیجہ نکل آیا کہ

حضور کا استاد بھی کامل

اور

حضور کا علم بھی کامل ہے

استاد کامل

اور ذریعہ علم بھی کامل

وما ینطق عن الھوی ان ھو الا وحی یوحی

اپنی خواہش سے نہیں بولتا بلکہ وحی الہی کے بتانے سے بولتا ہے۔

ذریعہ علم چونکہ وحی الہی ہے اس لیے وحی بھی محفوظ اور وحی لانے والا جبریل بھی محفوظ اس لیے آپ کے سینہ بھی ان کمالات کی حفاظت کے لیے محفوظ تر ہے۔

گویا کہ

نبیؐ کا استاد کامل

نبیؐ کا ذریعہ بھی کامل

تو پھر

نبی کا علم بھی کامل

☆ **عَلَّمَکَ مَا لَمْ تَکُنْ تَعْلَمْ**

آپ کو سکھایا جو کچھ آپ کو معلوم نہیں تھا۔

جو آپ نہیں جانتے تھے وہ آپ کو بتا دیا۔ جاننے سے پہلے نہ جاننا عظمت نبوت کے منافی نہیں ۔جیسا کہ جاہل اور دین کی رمز سے بے خبر واعظ اور راہب کہتا پھرتا ہے ورنہ اس آیت کریمہ کا مطلب کیا ہوگا۔اس آیت کریمہ سے معلوم ہوگیا کہ نبی بھی کامل اور علم نبی بھی کامل۔

آپ کی توجہ کے لیے

میں نے راستہ بتا دیا۔منزل کی نشان دہی کردی آپ ذرا اس کو آگے بڑھایئے اپنے علم سے اس مضمون کو مزید پھیلائے نبیاد رکھی جا چکی ہے۔

پیغمبر کے لیے علم کامل ہونا ضروری ہے۔ورنہ مرزا غلام احمد کا حشر دیکھ لیجئے۔وہ نبی نہیں تھا۔ رسول نہیں تھا انگریزی حکومت کے بل بوتے پر دولت کی ریل پیل کے بل بوتے پر منصب نبوت پر ہاتھ صاف کرنا چاہتا تھا۔تخت نبوت پر بیٹھنا چاہتا تھا، اللہ تعالی نے منہ کے بل گرادیا اور وہ رسوا اور ذلیل کیا کہ آج تک جس قدر رسوائے زنانہ لوگ پیدا ہوئے ان سب کا پریذیڈنٹ بنا دیا......

سچ ہے نبی کے لیے علم کامل ضروری ہے جو شخص علم کامل کی بجائے علم ناقص رکھے گا اور نبوت جیسے

پاکیزہ منصب پر ہاتھ صاف کرنے کی کوشش کرے گا خسر الدنیا والا خرۃ کا مصداق قرار پائے گا۔

☆ اَنُزَ لَہُ عَلَی قَلُبِکِ ....انبیاءؑ کی تعلیم ان کے قلب سے شروع ہوتی ہے لہذا اللہ کی تعلیم دینے اور بندے کی تعلیم دینے میں بڑا فرق ہے۔

☆ سَنُقُرِئُکَ فَلاَ تَنُسٰی (سورہ اعلیٰ) ہم تجھے پڑھائیں گے اور پھر تو نہ بھولے گا تعلیم ربانی کا نسیان سے برتر ہونا سرکار دوعالم ﷺ کی وہ خصوصیت ہے جو دنیا کے کسی متعلم اور معلم میں نہیں پائی جاتی ۔ جب ہم قرآن وحدیث پر غور وفکر کرتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ ان میں ماضی حال ومستقبل کی متعدد خبریں موجود ہیں ۔تب نبی ﷺ کی نبوت اور رسالت پر یقین اور بھی مستحکم ہوجاتا ہے کہ یہ صرف تعلیم ربانی کی برکات ہیں کہ نبی کا علم علم کامل بن گیا۔ ماشااللہ

عصمت کامل

نبی لے لیے جس طرح اپنے علم میں کامل ہونا ضروری ہے اسی طرح نبی کا ہر فعل ہر قول ہر عمل میں مقدس مطہر اور پاکیزہ ہونا بھی ضروری ہے اسے محدثین اور مفسرین عصمت نبوت سے موسوم کرتے ہیں۔

نبی کا ذھن پاک ہو
نبی کا علم پاک ہو
نبی کا کردار پاک ہو
نبی کی گفتار پاک ہو
نبی کی خلوت پاک ہو
نبی کی جلوت پاک ہو
گویا کہ نبی ہر گوشہ زندگی پاک ہو
لباس پاک
ظاہر پاک

باطن پاک

دل پاک

دماغ پاک

احوال پاک

اعمال پاک

اصحاب پاک

ازواج پاک

اہل بیت پاک

مسجد پاک

منبر پاک

محراب پاک

روضہ پاک

اور روضہ میں سونے والے پاک

یوسف علیہ السلام

آپ کی زندگی جن مشکلات اور کٹھن مراحل سے گذاری ہے سورہ یوسف اس پر گواہ ہے زلیخا نے ہزار جتن کیے لاکھ تدبیریں کیں مگر پیغمبر کی ایک درخواست نے ان سب کو خاک میں ملا دیا

قال معاذ اللہ

فرمایا کہ میں اللہ کی پناہ میں آتا ہوں!

بس یہی عصمت کا جوہر ہے کہ خدا ہر وقت دیکھنے والا سمجھے اور اپنے آپ کو اس کا جوابدہ سمجھے اور خدا کی مدد چاہتا رہے۔ تو اللہ کی نصرت شامل حال ہو جاتی ہے۔

آواز آئی۔

كَذَالِكَ لِنَصْرِفَ عَنْهُ السُّوْءَ وَالْفَحْشَاءَ

اور ایسے ہی دور کر دی ہم نے ان سے برائی اور بدکاری

عصمت کی بنیادی بات

خطیب کہتا ہے

تمام دنیا کو حکم ہوتا ہے کہ برائی کے قریب نہ جانا

اور

برائی کو حکم ہوتا ہے کہ تو نبوت کے قریب نہ جانا

سبحان اللہ

اگر اسی نکتہ کو ذہن نشین کر لیا جائے جناب والا عصمت نبوت کا تمام مسئلہ سمجھ آ جاتا ہے!

یٰۤاَیُّهَا الْمُدَّثِّرُ قُمْ فَاَنْذِرْ وَرَبَّکَ فَکَبِّرْ وَثِیَابَکَ فَطَهِّرْ (سورہ مدثر)

اے چادر اوراوڑھنے والے اٹھیے پس ڈرایئے اور اپنے ربّ کی بڑائی بیان کیجیے۔

وَ ثِیَابَکَ فَطَهِّرْ......................لباس کو پاک کیجیے

هُنَّ لِبَاس لَّکُمْ

تیری بیویوں تیرا لباس ہیں

ازواج مطہرات کا پاک ہونا اس لیے ضروری ہے کہ وہ طاہر نبی کی بیویاں ہیں پاک نبی کی بیویاں کو پاک ہی ہونا چاہیے۔ اللہ تعالی کے نبی نے اپنے ہاتھوں سے ایسی میل کچیل اتار کے ان کو پاک کر دیا کہ پوری دنیا میں جب ازواج مطہرات کا تذکرہ ہوتا ہے تو پوری دنیا انہیں

''ازواج مطہرات'' کے خطاب سے یاد کرتی ہے۔ خداوند قدوس نے جس طرح حضور پاک ﷺ کو نبوت سے پہلے ہی امین مشہور کرادیا تھا۔ اسی طرح ازواج مطہرات کو بھی ''مطہرات'' کے لقب سے مشہور کرادیا۔ تیری آواز

مدینے!

خدیجہ طاہرہ، عائشہ صدیقہ، ازواج مطہرات، یہ؛ لقب سرکاری ہیں۔ یہ قیامت تک تابندہ و درخشندہ رہیں گے

اس لیے یاد رکھیے

جس طرح حضور کا علم علم کامل ہے اسی طرح حضور ﷺ کو عصمت عصمت کامل ہے! بلکہ آپ کی عصمت اس قدر جلدی متاثر کرتی ہے کہ پورے ماحول پر پاکیزگی اثرات وار ہوں گے

سبحان اللہ

عقل کامل

جس طرح نبی کے لیے علم کامل اور عصمت کامل کو ہونا ضروری ہے اسی طرح ضروری ہے کہ پیغمبر کی عقل بھی پوری امت اور دنیا سے اعلیٰ اور بالا ہو۔اس کے لیے آپ قرآن حکیم میں تمام انبیّا کا اپنی قوموں سے مذاکرہ اور قوت استدلال کا مطالعہ فرمالیں کہ کس طرح حضرت ابراہیمؑ نے اپنی عقل وفراست اور خدا کی عطا کردہ رشد وہدایت کی روشنی میں فنا کر کے رکھ دیا۔

بَلْ فَعَلَهُ كَبِيرُهُمْ هٰذَا............اس جملہ میں پیغمبرانہ ذہانت اور فراست کا سمندر اس طرح ٹھاٹھیں مار رہا ہے کہ منطقیوں کی تمام استدلالی قوتیں سرنگوں ہو کر رہ گئیں۔

یار دیکھو تو سہی! ابراہیمؑ ایک طرف

دوسری طرف...........نمرود

وزیر اعظم

وزراءَ

گورنرز

افسر شاہی

راہب

مولوی

نوکر شاہی

امور سلطنت کا

ملنگ

مہنت

پادری

مہنت

پادری

غیراللہ کی نذر نیاز پر پلنے والے

وکلاء

سیاسی لیڈر

اور دوسری............طرف صرف اور صرف سیدنا ابراہیم خلیل اللہ کا قلی وفکری استدلال

بَلْ فَعَلَهٗ كَبِيْرُ هُمْ هٰذَا

بلکہ ان کے اس بڑے نے کیا ہے۔

فَا سْئَلُوْ هُمْ اِنْ كَا نُوْا يَنْطِقُوْن. انہی سے پوچھ لو اگر یہ بولنے کی طاقت رکھتے ہیں

رشد کی یونیورسٹی کے فاضل معلم نے **فَا سْئَلُو هُمْ** میں الجھا دیا............دیکھا پیغمبر کو میرے خدا نے کس طرح عقل کامل سے سرفراز فرمایا ہے اب نہ تو وہ خود بتا سکے اور نہ ہی ان کے معبود۔

شرمندگی **ثُمَّ نُكِسُوْا عَلٰى رَئُوْ سِهِمْ**

گردنیں جھک گئیں، پیشانی پر پسینہ آ گیا دل کی دھڑکنیں تیز ہوگئیں۔ سرمایہ، دولت، حکمرانی، قوت، ظلم، تشدد شکست خوردہ ہو گئے۔ اللہ کا نبی

وَلَقَدْ اٰتَيْنَآ اِبْرٰهِيْمَ رُشْدَهٗ مِنْ قَبْلُ وَكُنَّا بِهٖ عٰلِمِيْنَ

جیت گیا اور توحید کا ڈنکا بج گیا رہے نام اللہ کا

☆ اسی طرح آپ نے سیرت کی کتابوں میں دیکھا ہوگا پڑھا ہوگا کہ مشرکین مکہ میں حجر اسود کے نصب کرنے پر اختلاف ہوگیا کوئی کہتا تھا کہ فلاں کونے میں لگایا جائے اور کوئی کہتا تھا کہ فلاں جگہ پر لگایا جائے۔ اختلاف بڑھتا گیا اور تلواریں نکل آئیں ہر قبیلہ ہر گروہ ہر پارٹی کہتی ہے کہ ہم نصب کریں گے ہمارا حق ہے اگر کسی نے مداخلت کی تو تلوار چل جائے گی۔ گردنیں اڑ جائیں گی۔ صحن کعبہ خون میں رنگین ہوجائے گا مگر چند بوڑھے آڑے آگئے۔ انہوں نے کہا کہ نہیں صبر کرو ہم تجویز دیتے ہیں اس پر عمل کرلو تو خونریزی رک جائے گی۔ تمام خاموش ہوگئے اور بوڑھوں کی اس تجویز کو سننے کے لیے ہمہ تن گوش ہوگئے تو ان بوڑھوں نے کہا کہ حجر اسود نصب کرنے کا مسئلہ آج ملتوی کردیا جائے اور اسے کل پر رکھا جائے۔ فیصلہ کردیا جائے کہ کل صبح جو شخص پہلے پہلے بیت اللہ شریف میں داخل ہو اس کو کہا جائے کی بھئی یہ حجر اسود آپ جہاں چاہیں نصب کر دیں اور وہ شخص جہاں نصب کردے اس کو متفقہ طور قبول کرلیا جائے۔ اس طرح خونریزی سے بھی بچ جائیں گے! اور ہمارا مسئلہ بھی حل ہو جائے گا۔ سب نے بوڑھوں کی اس تجویز سے بھی بچ جائیں گے اور ہمارا مسئلہ بھی حل ہوجائے گا سب نے بوڑھوں کی اس تجویز پر اتفاق کر کے متفقہ طور پر اس قرارداد کو منظور کرلیا اور صبح پر معاملے کو ملتوی کر کے صبح کا انتظار کرنے لگے؟

صبح ہوگئی

دوسری صبح ہوئی تو سب سے پہلے بیت اللہ شریف میں جو شخصیت داخل ہوئی وہ محمد ﷺ تھے! سب نے خوشی اور مسرت سے نعرہ بلند کیا کہ جاء الامین۔ کیونکہ کفار مکہ حضور کو اعلان نبوت سے پہلے امین کے لقب سے یاد کرتے تھے .... حضور ﷺ کے سامنے سب نے اپنا مسئلہ رکھا اب عقل نبوت اور عقل قریش کا مسئلہ ہے!

حضور ﷺ نے چادر بچھائی!

☆اس چادر پر اپنے دست مبارک سے پتھر رکھا

☆اور پر تمام قبائل کے سرداروں سے فرمایا کہ آیئے اور میرے ساتھ مل کر سب چادر کے کونوں کو یا چادر کے کسی حصہ کو بھی پکڑلیں تا کہ تمام مشترکہ طور پر مل کر حجر اسود کو نصب کر دیں۔اس طرح رسول ﷺ نے تمام روسائے قریش کو ساتھ ملا کر حجر اسود نصب کر دیا اور تمام کی آنکھوں میں عزت واحترام کا عظیم جذبہ پیدا کر دیا کہ کس حکمت بالغہ سے مسئلہ حل کر کے تمام کی عقلوں کو عقل مصطفٰی کے سامنے سرنگوں و مغلوب کر دیا۔

پورے مکے میں آپ کی عظمتوں اور فراست کا ڈنکہ بج گیا۔

وَرَفَعْنَا لَکَ ذِکْرَکَ

سبحان اللہ

☆ معلوم ہوا کہ جس طرح سرکار دو عالم ﷺ کو اللہ تعالی نے علم کامل اور عصمت کامل سے سرفراز فرمایا تھا اسی طرح عقل میں بالاتری عطا فرمائی اور حضور گو علم کامل، عصمت کامل اور عقل کامل سے سربلند و سرفراز فرما دیا۔

مرزا قادیانی کی عقل پر خدا کی پھٹکار

مرزا غلام احمد قادیانی علیہ ما علیہ نے میرے حضور ﷺ کی نبوت کی توہین کی تو اللہ نے اس کی عقل حفظ اور تمام شعوری قوتوں کے فیوز اڑا دیئے۔مرزا کہتا ہے کہ میرا حافظہ بہت خراب ہے اگر کئی دفعہ کسی کی ملاقات ہو، تب بھی بھول جاتا ہوں حافظہ کی یہ ابتری (بدترین حالت) ہے کہ بیان نہیں کرسکتا۔مکتوبات احمدیہ جلد پنجم۔

دیکھا آپ نے مسلیمہ پنجاب کی قوت حافظہ مفلوج کر کے اسے دفاتر العقل اور دانش وشعور سے بے بہرہ قرار دے کر ذلیل کر دیا۔

ٹھیک جو چاند پر تھوکے گا وہ اسی کے منہ پر گرے گا۔

حسن کامل

یہ بات یاد رکھیے کہ اللہ کا ہر نبی خوبصورت ہوتا ہے کوئی نبی بدصورت نہیں ہوتا۔ نبی کو پہچاننے کے لیے نبوت کے چہرہ کو دیکھا جاتا ہے!

میں تو کہتا ہوں کہ نبی تو حسین ہوتا ہی ہے نبوت نے جن سفیروں کا مختلف ممالک کے لیے انتخاب کیا وہ بھی حسین وجمیل تھے

قدرتی طور پر اس بات کا نفسیاتی اثر ہوتا ہے کہ جب کسی اجنبی شخص سے ملیں گے تو پہلی ملاقات پہلے مصافحے میں آپ اس کے چہرے مہرے سے تاثرات قائم کریں گے پھر اس کے بعد اس کی گفتگو کا جائزہ لیا جائے گا۔اس پر بھی مبالغے اور دلائل کی ضرورت نہیں ہے جس طرح سب کو سورج اور چاند کی روشنی پر کوئی شک وشبہ نہیں ہے اسی طرح حضور ﷺ کے حسن بے مثال کی کوئی نظیر نہیں لائی جاسکتی

حسن یوسف دم عیسیٰ ید بیضا داری
آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

حسن مصطفٰی کی جلوہ آرائیاں

سرکار دوعالم ﷺ کے چہرہ انور کو جس نے دیکھا جھوم اٹھا۔بعض لوگ صرف رخ مصطفٰی دیکھ کر مسلمان ہو گئے۔ چنانچہ ابورافع ایک صحابی اپنے ایمان لانے کا واقعہ بیان کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں کہ مجھے قریش نے ایک کام کے لیے رسول ﷺ کی خدمت میں بھیجا میں جب حاضر ہوا

فلما رایت رسول ﷺ القی فی قلبی الاسلام (مشکوۃ کتاب الجهاد)

جوں ہی میں نے رسول ﷺ کی زیارت کی تو اسلام میرے دل میں داخل ہو گیا۔

اسی طرح حضرت عبداللہ بن سلام فرماتے ہیں کہ میں نے جب پہلی مرتبہ رسول اللہ ﷺ کے چہرہ انور کو دیکھا تو بے ساختہ زبان سے نکل گیا کہ

فنظرت الیه وتاملت وجهه فعلمت انه لیس بوجه کذاب

میں نے آپ کی طرف دیکھا اور میں نے آپ کے چہرہ انور کو غور سے دیکھا تو مجھے یقین ہو گیا کہ یہ چہرہ کسی جھوٹے کا چہرہ نہیں۔

سیدنا ابو ہریرہؓ کی شہادت

سیدنا ابو ہریرہؓ جو عاشق رسول ہونے کے ساتھ ساتھ ایک محدث اور رفیق مصطفےٰ ﷺ تھے وہ فرماتے ہیں۔

مارایت شیا احسن من رسول الله ﷺ کان الشمس تجری فی وجهه (مشکوة)

کہ میں نے رسول ﷺ سے زیادہ حسین کسی کو نہیں دیکھا یوں معلوم ہوتا ہے کہ آفتاب آپ کے چہرہ میں چل رہا ہے۔

حضرت کعب بن مالکؓ کی شہادت

کان رسول الله ﷺ اذا سر استنار وجهه حتی کانه قطعة من القمر (بخاری)

جب حضور ﷺ خوش ہوتے تھے تو آپ کا چہرہ مبارک ایسا منور ہو جاتا کہ چاند کا ٹکڑا معلوم ہوتا۔

سیدنا براء رضی اللہ عنہ کی شہادت

حضرت براءؓ فرماتے ہیں کہ

مارایت من ذی لمة فی حلة حمرا احسن من رسول ﷺ (ترمذی)

میں نے لمبے بالوں والا سرخ چادر میں ملبوس سرکار دو عالم ﷺ سے زیادہ حسین کوئی نہیں دیکھا۔

خطیب کہتا ہے

لوگ کتابیں پڑھ کر مسلمان ہوئے

صحابہ نبی کا چہرہ پڑھ کر ایمان لے آئے

لوگوں نے نبوت کی صداقت کے لیے تحریروں کا مطالعہ کیا۔

☆صحابہ نے نبوت کی صداقت کے لیے نبوت کے چہرے کی تحریروں کو پڑھا۔

☆رخ مصطفٰی صداقت ربانی کی دلیل

☆رخ مصطفٰی صداقت اسلامی کی دلیل

☆رخ مصطفٰی صداقت قرآنی کی دلیل

☆رخ مصطفٰی صداقت ایمانی کی دلیل

☆رخ مصطفٰی خدا کی تخلیقات کا شاہکار

☆رخ مصطفٰی خدا کی توحید کی دلیل

اس خدا کی عظمتوں پہ قربان جس نے محمد مصطفٰی کا چہرہ بنایا

بس ثابت ہو گیا کہ نبوت کے لیے

☆علم کامل

☆عصمت کامل

☆عقل کامل

☆حسن کامل

کا ہونا ضروری ہے

سرکار دو عالم ﷺ تو سراپا کمال و جمال تھے آپ میں یہ تمام صفات بدرجہ کمال موجود تھیں آخر میں میں حضرت حسان بن ثابتؓ کی مشاہدہ جو آپ نے رسول ﷺ کی موجودگی میں آپ کی مجلس میں رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کے سامنے بیان کیا اس پر آج کی تقریر کو ختم کرتا ہوں۔

واحسن منک لم ترقط عینی

واجمل منک لم تلد النساء

خلقت مبرا من کل عیب

کانک قد خلقت کما تشاء

واخر دعونا ان الحمد لله رب العالمین

بسم اللہ الرّحمٰن الرّحیم

فضائل مصطفیٰ ﷺ قرآن کی نظر میں

نَحْمَدُهٗ وَ نُصَلِّی عَلٰی رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُبِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْم. بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْم

محمد رسول الله . (سورہ الفتح)

حضرات گرامی! آج کی تقریر کا عنوان ہے ''فضائل مصطفیٰ ﷺ قرآن کی نظر میں''

آج کی تقریر میں مجھے قرآن مجید کی ان آیات کا تذکرہ کرنا ہے جن میں اللہ تعالیٰ نے سرکار دو عالم ﷺ کا ذکر کر کے آپ کی عظمت اور رفعت کو بیان فرمایا ہے۔

مقام مصطفیٰ بیان کرنے کے لیے

مفسرین نے

محدثین نے

مقررین نے

خطبا نے

علماء نے

ہزاروں انداز اختیار کیے ہیں مگر میں آج آپ کے سامنے عظمت مصطفیٰ کے ان مقامات کا ذکر کروں گا جو اللہ تعالیٰ نے اپنی زبان مبارک سے بیان فرما کر اپنے محبوب پاک کی عظمتوں اور رفعتوں کا پورے عالم میں ڈنکا بجا دیا۔

یعنی

شان مصطفیٰ ؐ کی ہوگی اور زبان خدا کی ہوگی

حضرات محترم! آج کی تقریر میں جن آیات کریمہ کو پیش کروں گا۔ ان کا ترجمہ مختصر مفہوم اور صرف استدلال خطیب عرض کروں گا۔

یوں تو الحمدللہ میری اکثر تقریروں میں فضائل مصطفیٰ ؐ پر مشتمل جواہر پارے موجود ہیں۔ مگر میں

چاہتا ہوں کہ آج کی تقریر میں صرف اور صرف آیات قرآنی کا اجمالی خاکہ پیش کردوں جن میں اللہ تعالی نے فضائل مصطفٰی کو بیان فرمایا ہے تاکہ آپ کے سامنے قرآن مجید کی آیات کا ایک گلدستہ موجود ہو جس سے منتخب کر کے ایک ایک پھول اپنے سامعین کے دامن میں سجا سکیں!

چنانچہ اس آیت کریمہ میں بغور جائزہ لیں تو عظمت مصطفٰیؐ کی مہک سے پورا ماحول معطر ہو جائے گا. محمد رسول الله (سورہ فتح) محمدؐ اللہ کے رسولؐ ہیں

خطیب کہتا ہے

☆ محمدؐ

☆ اللہ تعالی نے آپ کے اسم گرامی کو ہی مجموعہ فضائل بنا دیا۔

☆ محمدؐ اللہ تعالی کے ہاں بھی محمود ہیں

محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ملائکہ مقربین میں بھی محمود ہیں

محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) انبیاءؑ کے ہاں بھی محمود ہیں

محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اہل زمین کے لیے بھی محمود ہیں

محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اپنوں کے ہاں بھی محمود ہیں

محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) بیگانوں کے ہاں بھی محمود ہیں

محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو ہی مقام محمود میسر ہے۔

محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے جھنڈے کا نام بھی محمود ہے۔

محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی امت کا لقب حمادون ہے

رسول اللہ

رسول اللہ آپ کا منصب عظیم ہے

رسول اللہ آپ کی عظمتوں کا نشان ہے

رسول اللہ ہونے کہ وجہ سے آپ کے سر پر تاج ختم نبوت سجایا گیا۔

رسول اللہ ہونے کی وجہ سے آپ کو مقام محمود عطا فرمایا گیا۔

رسول اللہ ہونے کی وجہ سے آپ کو معجزہ قرآن سے سرفراز فرمایا گیا۔

رسول اللہ ہونے کی وجہ سے آپ کو معراج کے لیے بلایا گیا۔

رسول اللہ

اگر چہ مختصر الفاظ کا مجموعہ ہے مگر ان لفظوں نے رسول اللہ کے ساتھ اور اللہ کا رسول کے ساتھ تعلق متعین فرمادیا!

رسول — اللہ کی بات کرے گا

اللہ — رسول کی بات کرے گا

رسول — اللہ کی عظمت بیان کرے گا

اللہ — رسول کی رفعت بیان کرے گا

رسول — احکامات خداوندی کا امین

اللہ — مشن رسالت کا حفیظ ونگہبان

سبحان اللہ

☆ سیدنا حسان بن ثابتؓ سرکار دو عالم ﷺ کے اسم گرامی کے متعلق اس طرح رطب اللسان ہیں کہ

وشق له من اسمه ليجله

فذو العرش محمود وهذا محمد

شان نبوت کی دوسری جھلک

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں اپنے محبوب ﷺ کی شان اقدس میں ارشاد فرمایا کہ

وَوَضَعْنَا عَنْكَ وِزْرَكَ (پارہ ۳۰ انشراح)

ہم نے تیرے بوجھ کو تجھ پر سے اتار دیا۔

وِزْرَ .... بارگراں کو کہتے ہیں حَمْلِ وِزْرُ کسی دوسرے کو بارگراں سے سبکدوش کر کے خود اس کی ذمہ داری کو لے لینا لَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْریٰ میں اسی معنے کی نشاندہی ہوتی ہے!

وزیر............وہ عہدے دار ہوتا ہے جو سلطنت میں اپنے محکمے کی ذمہ داریاں ادا کرتا ہے۔
حضرت موسیٰؑ پر جب بار نبوت رکھا گیا تو آپ نے دعا فرمائی کہ

واجعل لی وزیر امن اھلی ھارون اخی

میرے کنبے سے ایک کو میرا وزیر بنا دے میرا بھائی ہارون اس منصب کا شایان شان ہے۔

خطیب کہتا ہے

☆ اللہ تعالی نے اپنے محبوب کا بوجھ اپنے ذمے لے لیا

☆ بوجھ کیا تھا۔احکامات الٰہیہ

☆ بوجھ کیا تھا ارشادات الٰہیہ

اوران کی تبلیغ

احکامات کی تعلیم رسول اللہ کے ذمے

رسول اللہ کی عظمت وتحفظ خدا کے ذمے

تاریخ نبوت کا مطالعہ کیجئے کہ

فاران کی چوٹی پر

مکہ کی گلیوں میں

بیت اللہ کے صحن میں

شعب ابی طالب کی اسیری میں

طائف کی وادی میں

بدر کے میدان میں

احد کے مصائب میں

ہجرت کی تلخ راہوں میں

خدا نے کس طرح اپنے وعدے کو نبھایا

اور رسول خدا نے کس طرح اپنے منصب کو نبھایا

وزیر کیا تھا؟ وہ بوجھ کیا تھا؟

اللہ تعالی فرماتے ہیں کہ

لَعَلَّکَ بَاخِعٌ نَّفْسَکَ اَلَّا یَکُوْنُوْا مُؤْمِنِیْنَ (سورہ شعرا)

کیا تم اپنی جان کو ان کی اس حالت پر ختم کردو گے کہ وہ ایمان نہیں لائے !

☆ میرے محبوب آپ ذرا تسلی فرمادیں۔

فَلا یَحْزُنْکَ قَوْلُھُمْ اِنَّا نَعْلَمُ مَایُسِرُّوْنَ وَمَا یُعْلِنُوْنَ (سورہ یٰسین)

ان کی باتوں سے آپ کے دل پر صدمہ نہیں ہونا چاہیے!

ہم ان کی چھپی اور کھلی حالت کو خوب جانتے ہیں اہل باطل کا کفر پر جمود شرک پر اصرار دلائل و براہین پر غور سے فرار، حق وصداقت سے انکار فواحشات اور اخلاقی گراوٹوں سے اپنائیت اور نیکی تقویٰ پرہیزگاری سے اجنبیت پر اور ان جیسے سینکڑوں امور تھے جن کو دیکھ کر سرکار دو عالم ﷺ کے قلب اطہر پر بوجھ پڑتا اور آپ کی طبیعت ان کے لیے پریشانی ہوجاتی تھی۔

اللہ تعالی نے اپنے محبوب کو تسلی دی کہ آپ اپنا کام جاری رکھیں یقیناً اللہ تعالی آپ کی نصرت فرمائیں گے اور اللہ تعالیٰ کی نصرت آپ کے شامل حال رہے گی!

اگر یہ نہیں مانتے اور ان کے چہرے قرآن سننے پر سیاہ ہوجاتے ہیں تو میں اپنی مہربانی سے آپ کو ایسی جماعت دوں گا جن کی حالت ہوگی کہ

مسفرۃ ضاحکۃ مستبشرۃ روشن خندہ روبشارت یافتہ چہرے۔ سبحان اللہ

وَوَضَعْنَا عَنْکَ وِزْرَکَ

شان نبوت کی تیسری جھلک

اللہ تعالی نے قرآن مجید میں اپنے محبوب حضرت محمد ﷺ کی عظمتوں کو بیان فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ

وَوَضَعْنَا لَکَ ذِکْرَکَ (سورہ انشراح)

ہم نے تیرا نام بلند کردیا!

خطیب کہتا ہے

اطراف عالم میں پھیلے ہوئے انسانوں میں کون ہے جس نے صبح کے روح افزاء جھونکوں کے ساتھ اذان کی آواز نہ سنی ہو جس نے رات کی خلوشی میں **اشھد ان محمد رسول اللہ** کی سریلی آواز کو جان بخش نہ پایا ہو! یہی وہ ایمان پرور اور روح افزا الفاظ ہیں جو جاگنے والوں اور سونے والوں کو ان ہستی کے بہترین آغاز و اختتام پر لذت و ماعت عطا کرتے ہیں کیا حضور ﷺ کے رفعت ذکر کی اس سے بڑھ کر کوئی اور مثال پائی جاتی ہے؟

آج کسی بادشاہ کو اپنی مملکت میں کسی ہادی کو اپنے حلقہ اثر میں یہ بات کیوں حاصل نہیں کہ اس کے نام کا اعلان ہر روز و شب اس طرح پر کیا جاتا ہو کہ خواہ کوئی سننا پسند کرے یا نہ کرے، لیکن وہ اعلان ہے کہ ہر سننے والے کے دل کی گہرائیوں میں اتر جاتا ہے۔ ہاں وہ صرف اس کے نام ہی کا اعلان نہیں بلکہ اس کے کام کا بھی اعلان ہے بلکہ اس کے پیغام کا بھی اعلان ہے۔

بے شک یہ خصوصیات اور اعلیٰ شرف آپ کے اسم مبارک کو حاصل ہے جس کی رفعت وشان کا ذمہ دار خود رب العالمین ہے۔

سیدنا ابو سعید خدریؓ کی روایت ہے کہ سرکار دو عالم ﷺ نے جبریل امین سے **وَرَفَعۡنَا لَكَ ذِكۡرَكَ** کی حقیقت دریافت کی، تو آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالی نے فرمایا کہ

اِذَا ذُکِرْتُ ذُکِرْتَ مَعِیْ کہ جب میرا کہیں بھی تذکرہ ہوگا تو آپ کا تذکرہ بھی میرے ساتھ ہوگا آج دیکھ لیجئے

☆ کلمہ میں خدا کا تذکرہ ساتھ ہی حضور ﷺ کا تذکرہ

☆ قرآن میں خدا کا تذکرہ ساتھ ہی حضور ﷺ کا تذکرہ

☆ اذان میں خدا کا تذکرہ ساتھ ہی حضور ﷺ کا تذکرہ

☆ اقامت میں خدا کا تذکرہ ساتھ ہی حضور ﷺ کا تذکرہ

☆ نماز میں خدا کا تذکرہ ساتھ ہی درود میں حضور ﷺ کا تذکرہ

☆ مسجد میں خدا کا تذکرہ ساتھ ہی حضور ﷺ کا تذکرہ

☆منبرومحراب میں خدا کا تذکرہ ساتھ ہی حضور ﷺ کا تذکرہ
گویا کہ یہ لازم کردیا
کہ جہاں خدا کا تذکرہ.................وہیں مصطفٰےؐ کا تذکرہ

صحن چمن کو اپنی بہاروں پہ ناز تھا
وہ آگئے تو ساری بہاروں پہ چھا گئے

سیدنا حسان ثابتؓ نے کیا خوب فرمایا ہے کہ

وضم الا له سم النبی مع اسمه
اذقال فی الخمس المو ذن اشهد

وشق له من اسمه لیجله
فذو العرش محمود و هذا محمد

شان نبوت کی چوتھی جھلک

☆ **مَا وَدَّعَکَ رَبُّکَ وَمَا قَلٰی**
☆ **وَلَلْاٰخِرَۃُ خَیْرٌ لَّکَ مِنَ الْاُوْلٰی**
☆ **وَلَسَوْفَ یُعْطِیْکَ رَبُّکَ فَتَرْضٰی (سورہ والضحیٰ)**

☆تیرے رب نے نہ تجھے چھوڑا نہ تجھ سے ناراض ہوا
☆آخرت تیرے لیے والٰی ہے، بہتر ہے۔
☆تیرا رب تجھے وہ کچھ دے گا کہ تو خوش ہو جائے گا

خطیب کہتا ہے

☆سورہ والضحیٰ عظمت مصطفٰے کا گلدستہ ہے
☆خطبات کی پہلی جلد میں اس کی تفصیل موجود ہے
☆انقطاع وحی پر سرکار دو عالم ﷺ مخرون ومغموم ہوئے تو ان فضائل اور بشارت کا تاج

سرکاردوعالم ﷺ کو پہنایا گیا۔

میرے محبوب

☆جس مالک کی ربوبیت نے تجھے پالا پوسا

☆جس مالک نے ازآدم تااین دم تیری نگہداشت فرمائی

☆جس مالک نے **تقلبک فی الساجدین** سے سرفراز فرمایا۔

☆جس مالک نے ایام یتیمی میں تیری حفاظت دریتیم کی طرح کی ہے

☆جس مالک نے کوہ حرا کو تیرے لیے کوہ طور بنادیا۔

☆جس مالک نے تیری آنکھوں کو نور سے تیرے قلب کو سرور سے تیری روح کوانوارات سے تیرے ایمان کوایقان سے معمور پھرنورعلیٰ نور کردیا ہے۔

☆اس کی طرف سے وداع اور قلیٰ بھلا کیسے ہوسکتا ہے۔

یہ تو محبت کے مزے تھے

☆خوش خبری سن لیجئے

☆تیری ہرصبح پہلی سے بہتر ہوگی

☆تیرا ہردن پہلے دن سے بہتر ہوگا

☆خطیب کا کام ہے کہ اس کو پھیلائے اوراس پررنگ جمائے

☆غارحرا سے لےکر دنیا سے رخصت ہونے تک ترقیاں ہی ترقیاں!

☆لحد سے دخول جنت تک رفعتیں ہی رفعتیں

☆بلکہ جنت آپ کے قدموں میں

حتٰی کہ

☆**ولسوف یعطیک ربک فترضیٰ**

☆عطاؤں کا سلسلہ دراز

☆عطاؤں............میں خداوندقدوس کی بےشمارنعمتیں...............!

شان نبوت کی پانچویں جھلک

اَلنَّبِیُّ الْا ُمِّیُ (سورہ اعراف)

وہ نبی امی ہیں سبحان اللہ............کس قدر اعجاز ہے اور کتنا بڑا معجزہ ہے آپ کا امی ہونا!

☆ اسم امی ام کی طرف منسوب ہے اس اعتبار سے کہ سرکار دو عالم ﷺ پا کی فطرت اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطا کردہ خصوصیت **عصمة** کی وجہ سے تمام عیوب ونقائص سے ایسے ہی پاک ہیں۔ جیسا کہ ماں کے پیٹ سے پیدا شدہ بچہ ہوتا ہے۔

لطف کی بات یہ ہے کہ ماں کے پیٹ سے پیدا ہونے والے بچے ہونے پر تو پھر بھی کچھ آثار ہوتے ہیں جنہیں غسل سے دور کیا جاتا ہے مگر آپ تو پیدا ہوتے ہی محفوظ و معصوم ٹھہرے اور ام کے پیٹ سے پیدا ہونے والا بچہ بھی آپ سے کوئی مناسبت نہیں رکھتا!

☆ آپ سرتاپا معصوم

☆ امی لقب

سیدہ عائشہ صدیقہؓ کی گواہی

ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہؓ نے اسی حقیقت کی ترجمانی فرماتے ہوئے سرکار دو عالم ﷺ کی شان میں دو شعر پڑھے تھے۔ جنہیں سن کر رحمت دو عالم ﷺ بہت مسرور ہوئے تھے۔ سیدہ نے فرمایا تھا کہ

ومبر ء من کل عز حیفة

وفساد مرضعة وداء مخیل

واذا نظرت الیٰ اسرة وجهه

بر قت بروق العارض المتهلل

وہ اپنی ماں کے تمام عوارض شکم سے اور دودھ پلانے والی دایہ کی تمام بیماریوں سے پاک ہے اور جب تم اس کے چہرہ کی لکیروں کو دیکھو تو وہ برستے بادل کی چمکتی ہوئی بجلیوں کی طرح نظر آئیں گی! (مدارج السالکین ابن قیمؒ)

☆ امی ام کی طرف منسوب ہے اس اعتبار سے کہ حضور نے ولادت کے بعد اکتساب علوم و فنون کی طرف کوئی رغبت نہ کی تھی اور حضور ﷺ کی لوح قلب پر تقریراً یا تحریراً کسی ایک حرف کا نقش بھی ثبت نہ ہوا تھا!

نبی الامی

نبی الامی کے وصف نے بتلا دیا کہ حضور حرف شناسی اور خط کشی سے دور ہیں مگر علوم عظیمہ اور آیات کاملہ کے آپ امام ہیں............!

☆ سرکار دو عالم ﷺ کو نبی امی کے لقب سے یاد کیا جاتا تو آپ مسرور و محظوظ ہوا کرتے تھے۔ اب اہل زمانہ کا حال دیکھو کہ یونہی کسی شخص کو ذرا شد بد کہنے کہ پیدا ہوئی تو وہ اپنے لیے فاضل اکمل علامہ وغیرہ الفاظ سننا اور کہنا پسند کرتا ہے اور یہ ہر کسی صاحب قلم وزبان کا فطری خاصا سا ہو گیا ہے کہ وہ چاہتا ہے کہ اصلیت سے بڑھ کو اس کے علم و فضل کا اندازہ لگایا جائے ،لیکن سیدنا حضرت محمد رسول ﷺ جن کو ہر وقت ناخواندگی کا اعتراف اور امی ہونے کا اقرار ہے اس اقرار واعتراف کے باوجود ہزاروں علماء اور سینکڑوں فلاسفر حاضر ہوتے اور زانوے ادب طے کرتے اور اقرار کرتے کہ ان کا علم وفہم اور حضور کا عرفان قطرہ وقلزم کی مثال رکھتے ہیں۔

غور کرو کہ جو شخص دنیا میں کسی کا شاگرد نہیں بنا۔ وہ تمام دنیا کا استاد بنا ہوا ہے محاسن اخلاق، محامد اعمال تدبیر منزل سیاست دان اقتصادیات، سیاسیات عمرانیات کے درس اور دماغ کو روشن قلب کو مجلی روح کو منور کرنے والی تعلیم دے رہا ہے۔ اس کی درس گاہ اقدس کے دروازے کبھی بند نہیں ہوتے، وہاں داخلہ کی کوئی فیس نہیں۔ وہاں ایک صحرا نشین اور ایک شہری ایک فلاسفر اور ایک بدوی پہلو بہ پہلو بیٹھے ہوئے ہیں۔ اور تمام ایک ہی وقت میں اپنی اپنی قابلیت واستعداد کے مطابق مستفیض ومستفید ہو رہے ہیں۔

اندریں صورت امی لقب **علمنی ربی فاحسن تادیبی** کا نور ظہور بخش ہے **ویعلمھم الکتب** کا دعویٰ مستحق ہو رہا ہے۔

☆ لقب امی کی وجہ بھی ہے اول انبیاء ابولبشر آدم علیہ السلام سے لے کر آخر الانبیاء نبی

اسرائیل عیسیٰ بن مریم تک جملہ انبیاء ومرسلین نے حضور کے صفات عالیہ اور اوصاف حمیدہ بیان فرمائے۔ الف سے آدم اور میم سے مراد ہے اور یائے نسبت اس راز کی کاشف ہے۔

امی و گویا بزبان مسیح
از الف آدم و میم مسیح

یتیمے کہ ناکردہ قرآن درست
کتب خانہ چند ملت بشست
(سعدی)

شان نبوت کی چھٹی جھلک

ارشاد ربانی ہے کہ

اِنَّا فَتَحۡنَا لَکَ فَتۡحًا مُّبِیۡنًا لِّیَغۡفِرَ لَکَ اللّٰہُ مَا تَقَدَّمَ مِنۡ ذَنۡبِکَ وَمَا تَاَخَّرَ وَیُتِمَّ نِعۡمَتَہٗ عَلَیۡکَ وَیَہۡدِیَکَ صِرَاطًا مُّسۡتَقِیۡمًا

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب پاک ﷺ کو چار نعمتوں سے سرفراز فرمانے کی خوش خبری عطا فرمائی ہے!

☆ آپ کو فتح مکہ کی بشارت دی گئی
☆ اگلے پچھلے ذنب مٹا دینے کی بشارت دی گئی
☆ آپؐ پر نعمت مکمل کرنے کی بشارت دی گئی
☆ صراط مستقیم عطا فرمانے کی بشارت عطا فرمائی۔

حضرات گرامی: اگر ان چاروں نکات پر تفصیل سے تقریر کی جائے تو یہ چار تقریریں مستقل بنتی ہیں اس لیے ایک ذہین خطیب سے میں توقع رکھوں گا۔ کہ وہ ان چاروں نکات کو سامنے رکھ کر اپنے لیے تقریروں کا مواد جمع کرے اور پھر خداداد صلاحیتوں سے اس کو پھیلائے اور نکھارے میں ان چار نکات میں سے صرف ایک نکتے پر مختصر گفتگو کرتا ہوں تا کہ آپ کے ذہن کی خلش دور

ہو جائے!

لفظ ذنب

ہم نے جو تھوڑی بہت عربی پڑھی ہے اس کی روشنی میں جب لفظ ''ذنب'' ہمارے سامنے آتا ہے تو ہم پریشان ہو جاتے ہیں کہ یا اللہ ہمارا تو عقیدہ ہے کہ نبی سے ذنب کا صدور ہوتا ہی نہیں ہے مگر آپ نے یہاں پر ذنب کا لفظ بول کر اس عقیدہ کو مبہم بنا دیا! بھلا نبی اور ذنب ....؟ ان دونوں چیزوں کا اشتراک وملاپ ہو ہی نہیں سکتا۔

جب سوچ میں خلوص تھا اور فکر میں فکر آخرت تھی! اور دل میں حب خدا اور عشق مصطفیٰ تھا تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے آواز آتی ہے کہ میرے بندے ذرا میرے قرآن ہی میں غوطہ لگاؤ تو تمہیں معلوم ہو جائے گا کہ ''ذنب'' کے معنے گناہ ہی کے نہیں بلکہ ذنب کے معنی الزام کے بھی آتے ہیں جیسا کہ موسیٰؑ نے فرمایا تھا۔

وَلَهُمْ عَلَيَّ ذَنْبٌ فَاَخَافُ اَنْ يَّقْتُلُوْنِ (سورہ شعرا)

انہوں نے مجھ پر ایک الزام لگا رکھا ہے اور میں ڈرتا ہوں کہ وہ مجھے قتل کر دیں گے!

ظاہر بات ہے کہ فرعون یا قوم فرعون کے مقابلہ میں موسیٰؑ نے کسی گناہ شرعیہ کا ارتکاب نہیں کیا تھا۔ اس لیے اس کا صحیح ترجمہ الزام بھی صحیح ہے!

☆ قانوناً بھی لفظ الزام میں بڑا فرق ہے اس لیے سزا سے پہلے ملزم کا لفظ بولا جاتا ہے اور سزا کے بعد مجرم کا لفظ بولا جاتا ہے۔

☆ ایک حدیث پاک میں بھی لفظ ذنب کا اطلاق ہے جس سے گناہ کا معنیٰ پیدا نہیں ہوتا مثلا **اذا تصا فحا لم يبق بينهما ذنب** جب دو شخص آپس میں مصافحہ کرتے ہیں تو ان میں باہمی کدورت یا رنجش نہیں رہ جاتی صاحب مجمع البحار نے یہاں پر ذنب کے معنی ''**غل و شحن**'' یعنی کینہ اور تنگ دل کے لیے ہیں

خطیب کہتا ہے

ان تمام امور کو سامنے رکھتے ہوئے یہ کہا جا سکتا ہے کہ اے میرے محبوب میں آپ کو مکہ مکرمہ

فتح کرا کے آپ پر لگائے گئے اگلے پچھلے تمام الزامات کا دھونا دھوڈالوں گا۔

☆اس سے عقیدہ بھی ڈھل گیا

☆مسئلہ بھی کھل گیا

☆محبوب خدا پر قریش مکہ کے تمام لگائے گئے الزامات کو حرف غلط کی طرح مٹا دیا جائے گا............سبحان اللہ

☆ویسے بھی جب پہلی دفعہ قرآن مجید کا اردو زبان میں ترجمہ کیا گیا تھا اس وقت اردو زبان نا بالغ تھی اس کے الفاظ کا ذخیرہ دریافت نہیں ہوا تھا۔اس لیے اس وقت ان الفاظ کا ستعمال کیا گیا۔ اب اردو زبان جوان ہو چکی ہے بلکہ بڑھاپے کے آثار نمایاں ہو رہے ہیں۔اس لیے ترجمہ میں ایسے الفاظ کا استعمال ضروری ہے جو قاری کے دماغ میں الجھنیں نہ پیدا کر سکیں!

عظمت رسالت کی ساتویں جھلک

ارشاد باری تعالیٰ

اِنَّـآ اَعۡطَيۡنٰکَ الۡکَوۡثَرَ فَصَلِّ لِرَبِّکَ وَانۡحَرۡ اِنَّ شَانِئَکَ هُوَ الۡاَبۡتَرُ (سورہ کوثر)

ہم نے تمھیں کوثر عطا کیا ہے۔اپنے رب کی نماز پڑھئے اور قربانی کیجئے۔آپ کا دشمن جڑ کٹا ہو گا۔

☆کوثر سے مراد حوض کوثر ہے

☆کوثر سے مراد امت کی کثرت ہے

☆کوثر سے مراد اسلام ہے

☆کوثر سے مراد قرآن مجید اور کتاب مجید ہے

☆کوثر سے مراد وہ فضائل کثیرہ اور محامد جمیلہ ہیں جو وجود مصطفٰی کو عطا فرمانے گئے ﷺ۔

فضائل مصطفوی کا گلدستہ

☆انابت آدم اور استقامت روح

☆علم اسماعیل اور حلم خلیل

☆ درس ادریس اور عظمت شیث

☆ حقانیت اسحاق اور بصیرت یعقوب

☆حسن یوسف اور صالحیت صالح

تقویٰ ہود اور جمعیت شعیب

شکوہ سلیمان اور اندوہ یحییٰ

لحن داؤد اور دعائے یونس

صبر ایوب اور فریاد زکریا

امامت ہارون اور التجائے الیاس

زہد عیسیٰ علو موسیٰ

احسانیت لقمان اور انشراح خضر

آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

خطیب نے آپ کو سورہ کوثر کا گلدستہ ترتیب دے دیا ہے اس سے لطف اندوز ہوتے رہیں۔

عظمت مصطفٰی کی آٹھویں جھلک

لا اقسم بھذاالبلد

وانت حل بھذا البلد

☆اے محبوب مکہ مکرمہ کی گلیوں کو قسم

اس لیے کہ یہاں بیت اللہ ہے؟

فرمایا نہیں!

اس لیے کہ یہاں مقام ابراہیم ہے؟

فرمایا نہیں!

اس لیے کہ یہاں حجرِ اسود ہے؟

فرمایانہیں!

اس لیے کہ یہاں صفامروہ ہے؟

فرمایانہیں!

اس لیے کہ یہاں میزاب رحمت ہے؟

فرمایانہیں!

میرے مولیٰ یہ مکہ مکرمہ کی گلیوں کی قسم کیوں کھائی ہے ارشاد ہوتا ہے کہ میرے محبوب کے مکہ کی گلیوں کو قدم لگ چکے ہیں۔

اور

نسبت مصطفٰے اس قدر بلند ہے کہ جو اس نسبت میں فنا ہو جاتا ہے وہ اکیسر ہو جاتا............

آنا نکہ خاک را بنظر کیمیا کند

سگ را ولی کنند مگس راہما کند

معلوم ہوا کہ مولیٰ کریم کے ہاں اپنے رسول کی اس قدر رفعتیں اور عظمتیں ہیں کہ ان کی وجہ سے دوسرے بھی عظمتوں کے حامل ہو گئے۔

عظمت مصطفٰے کی نویں جھلک

وَ مَا رَمَیۡتَ اِذۡ رَمَیۡتَ وَلٰکِنَّ اللّٰہ رَمیٰ............آپ نے نہیں پھینکا جب پھینکا، لیکن اللہ تعالیٰ نے پھینکا۔

☆ دیکھا آپ نے دست مصطفٰے کی عظمت؟

☆ درخت کی طرف اشارہ ہوا تو درخت خدمت میں حاضر ہو گیا۔

☆ پیالے میں دست مبارک رکھ دیا تو چودہ سو نے پانی پی لیا۔

☆ چاند کی طرف اشارہ ہوا تو چاند دو ٹکڑے ہو گیا

☆ مشرکین مکہ نے بدر میں جارحیت کی اور توحید پرستوں کو مٹانے کا منصوبہ بنایا۔ تو خدا نے دست مصطفٰے کو ان کے لیے اسلحہ کا ڈپو بنا دیا۔

فرمایا مٹی کی مٹھی پھینکئے۔

آواز آئی .... مٹی پھینکنا تیرا کام ہے اور اس کو میزائل بنا دینا میرا کام۔

سبحان اللہ

اندھا سمجھے گا۔ سب کچھ نبی نے کیا؟

آنکھوں والا سمجھے گا کہ ہاتھ نبی کا تھا اور قدرت میرے خدا کی تھی۔

سبحان اللہ

عظمت مصطفٰی کی دسویں جھلک

اللہ تعالی نے ارشاد فرمایا کہ

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَىْءٍ عَلِيْمًا (احزاب)

خطیب کہتا ہے

اب تک آپ کی خدمت میں دس آیات کریمہ کا گلدستہ پیش ہوا۔

☆ ان آیات سے معلوم ہوا کہ اولین و آخرین میں سے جو فضائل جو کمالات سرکار دو عالم ﷺ کو عطا فرمائے گئے۔ ماں نے کوئی لال نہیں جنا جو ان کا مقابلہ کر سکے۔ اس لیے اللہ نے اپنی تمام نعمتوں کو مکمل کر کے حضور ﷺ کی جھولی میں ڈال دیا اور تمام عظمتوں کا تاج اپنے محبوب حضرت محمد ﷺ کے سر پر سجا کر اعلان کر دیا کہ محمد اللہ کے رسولؐ ہیں۔ اب ان کے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا۔ نبوت کا دروازہ بند ہو گیا ہے۔ اب ایک ہی آرڈر ہے کہ

عبادت اللہ کی کرنا

اور اطاعت محمد ﷺ کی کرنا

وَاٰخِرُ دَعْوٰهُمْ اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

بسم اللہ الرّحمٰن الرّحیم

مقام اصحابؓ رسولؐ اور قرآن

نَحۡمَدُهٗ وَ نُصَلِّی عَلٰی رَسُوۡلِهِ الۡکَرِیۡمِ اَمَّا بَعۡدُ فَاَعُوۡذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیۡطَانِ الرَّجِیۡمِ. بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

لَقَدۡ رَضِیَ اللّٰهُ عَنِ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ اِذۡ یُبَایِعُوۡنَکَ تَحۡتَ الشَّجَرَةِ (سورہ فتح)

یقیناً راضی ہوگیا اللہ مومنین سے جب بیعت کر رہے تھے آپ کے ہاتھ پر درخت کے نیچے۔

حضرات گرامی: آپ کو معلوم ہی ہے کہ میں نے فضائل ''اصحاب رسول'' کے عنوان پر بارہا آپ سے خطاب کیا ہے میری کوئی تقریر ایسی نہیں ہوتی جس میں یاران رسول کا تذکرہ نہ ہو یا ان کے فضائل کا کوئی نہ کوئی پہلو نہ آئے۔ اس وقت میرا مقصود کسی ایک آیت کی تشریح وتوضیح نہیں ہے بلکہ میں چاہتا ہوں کہ قرآن مجید کی زیادہ سے زیادہ آیات کو یکجا کر دوں جن میں یاران رسول کے فضائل اور عظمت کا بیان ہو۔ آپ انہیں ایک مجلس یا ایک اجتماع میں بھی بیان کر سکتے ہیں اور مختلف مجالس اور مختلف اجتماعات میں بھی انہیں بیان کیا جا سکتا ہے۔ اس وقت ان آیات کی طویل توضیح و تشریح نہیں ہوگی۔ بلکہ مختصر ترجمہ اور تشریح اور کوئی موتی نکلا تو انشاء اللہ آپ کے دامن میں لا ڈالوں گا۔

قرآن مجید کی جو آیت کریمہ میں نے تلاوت کی ہے اس میں اللہ تعالیٰ نے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو اپنی رضا کا سرٹیفکیٹ عنایت فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا ہے کہ

☆ لَقَدۡ رَضِیَ اللّٰهُ عَنِ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ.

☆ یقیناً راضی ہوگیا اللہ مومنین سے

☆ اِذۡ یُبَایِعُوۡنَکَ

☆ جب بیعت کر رہے تھے

خطیب کہتا ہے

کوئی کہتا ہے کہ میں سرکار پاکپتن کا مرید ہوں

کوئی کہتا ہے کہ میں سرکار ملتان کا مرید ہوں
کوئی کہتا ہے کہ میں اجمیر والی سرکار کا مرید ہوں
کوئی کہتا ہے کہ میں علی پور والی سرکار کا مرید ہوں
قیامت والے دن صحابہ کہیں گے کہ ہم سرکار مدینہ کے مرید ہیں۔
سبحان اللہ

نحن الذی بایعو ا محمدا

علی الا سلام ما بقینا ابدا

تحت الشجرۃ..................درخت کے نیچے

جس پتھر کو نبی سے نسبت ہوئی
وہ پتھر اونچا ہو گیا
جس سواری کو پیغمبر سے نسبت ہوئی وہ
سواری اونچی ہو گئی
جس شہر کو نبی سے نسبت ہوئی
وہ شہر اونچا ہو گیا
اور جس درخت کو نبی سے نسبت ہوئی
وہ درخت اونچا ہو گیا

تحت الشجرۃ

ایسا اونچا ہوا کہ قرآن میں لگ گیا۔
جب انسانوں کو نبی سے نسبت ہوگئی وہ
وہ انسان اونچے ہو گئے

؎ خود نہ تھے جو راہ پر اوروں کے ہادی بن گئے
کیا نظر تھی جس نے مردوں کو مسیحا کر دیا

عظمت صحابہؓ پر دوسرا پھول

اللہ ارشاد فرماتے ہیں کہ

مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗٓ اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ تَرٰهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا يَّبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَ رِضْوَانًا سِيْمَا هُمْ فِيْ وُجُوْهِهِمْ مِّنْ اَثَرِ السُّجُوْدِ ذٰلِكَ مَثَلُهُمْ فِي التَّوْرٰةِ. وَمَثَلُهُمْ فِي الْاِنْجِيْلِ. كَزَرْعٍ اَخْرَجَ شَطْئَهٗ فَاٰزَرَهٗ فَاسْتَغْلَظَ فَاسْتَوٰى عَلٰى سُوْقِهٖ يُعْجِبُ الزُّرَّاعَ لِيَغِيْظَ بِهِمُ الْكُفَّارَ وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ مِنْهُمْ مَّغْفِرَةً وَّ اَجْرًا عَظِيْمًا (فتح)

محمد اللہ کے رسول ہیں اور ان کے ساتھی کافروں پر سخت ہیں اور آپس میں محبت کرنے والے تو انہیں رکوع اور سجدہ کرتے، اللہ تعالیٰ کے فضل اور رضا مندی کی تلاش میں دیکھے گا۔ ان کے چہرہ پر سجدہ کے نشان ہوں گے۔ یہ مثال ان کی توراۃ ہے اور ان کی مثال انجیل میں ہے۔ کھیتی کی طرح جو کونپل نکالے، پھر مضبوط ہوا اور موٹی ہو جائے اور اپنے تنے پر سیدھی کھڑی ہو جائے کسان کو اچھی لگے! کافر اس سے جلیں جو بھی ایمان لانے کے بعد نیک کام کریں گے۔ خدا نے سب سے بخشش اور بڑے اجر کا وعدہ فرمایا ہے۔

خطیب کہتا ہے

محمد رسول الله — دعویٰ ہے

والذین معه — اس دعویٰ کی دلیل ہے

اوصاف وفضائل اصحاب جن کا تذکرہ اس پوری آیت کریمہ میں موجود ہے وہ اس دعویٰ کے ثمرات اور برگ وبار ہیں۔

اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ

وہ اپنوں کے اپنے ہیں اور دین دشمنوں کے لیے ننگی تلوار ہیں۔

☆ معلوم ہوا کہ دین کے لیے نرمی کرنا بھی دین کا حصہ ہے۔

☆ اور دین کے لیے سختی کرنا بھی دین کا ہی حصہ ہے

☆ جس دین سے بے خبر صوفیوں نے رواداری اور نرمی کا ہر وقت شور مچا رکھا ہے قرآن مجید کی یہ آیت کریمہ ان کے لیے تازیانہ عبرت ہے۔

☆ جوڑ بھی دین کا ایک حصہ ہے اسی طرح توڑ بھی دین کا ایک حصہ ہے

تَرَا هُمْ رُكَّعاً سُجَّدًا

☆ ایک ساجد وہ ہے جسے تو دیکھتا ہے

☆ ایک ساجد وہ ہے جسے مولوی دیکھتا ہے

☆ ایک ساجد وہ ہے جسے پیر دیکھتا ہے

☆ ایک ساجد وہ ہے جسے خود مسجود دیکھتا ہے

☆ ایک ساجد وہ ہے جسے محبوب خدا دیکھتا ہے

قربان جاؤں

تیرے اور میرے سجدے ہمارے ساتھیوں نے دیکھے۔ صحابہ کے سجدے یا خدا نے دیکھے یا مسجد نبوی اور میدان بدر میں مصطفیٰ ﷺ نے دیکھے! سبحان اللہ

☆ **يَبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَ رِضْوَانًا**

صحابہ خدا کی رضا چاہتے ہیں۔

☆ دشمن صحابہ خدا کا غضب چاہتا ہے۔ جب وہ صحابہ کے ایمان پر حملہ کرتا ہے کیونکہ اللہ تعالی نے خود گواہی دے دی کہ یاران رسول ؐ کسی دنیاوی لالچ یا حرص کی وجہ سے مسلمان نہیں ہوئے یا کسی مفاد کے حصول کے لیے انہوں نے کلمہ نہیں پڑھا، بلکہ یاران رسول ؐ کے ایمان لانے کی وجوہات میں سے دو وجہیں یہ تھیں۔

☆ **يَبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ**

☆ **وَرِضْوَ اناً**

☆ فضل الٰہی اور رضائے الٰہی

☆ سِیۡمَا هُمۡ فِیۡ وُجُوۡهِهِمۡ مِّنۡ اَثَرِ السُّجُوۡدِ

☆ان کے چہروں پر سجدوں کا نور ہے

مرد حقانی کی پیشانی کا نور
کب چھپا رہتا ہے پیش ذی شعور

☆صحابہ چہروں پر نور ایمانی کی وجہ سے پہچانے جاتے ہیں۔

☆اسی طرح دشمن اصحاب رسول بھی چہرے مہرے سے پہچانا جاتا ہے۔

سیاہ چہرہ، سیاہ پگڑی، جسم سے بدبو

یہ ہے دشمن اصحاب رسول (معاذاللہ)

☆ ذٰلِکَ مَثَلُهُمۡ فِیۡ التَّوۡرٰةِ. وَمَثَلُهُمۡ فِی الۡاِنۡجِیۡلِ.

☆ اصحاب رسول کا تذکرہ توراۃ میں بھی موجود اور اصحاب رسولؐ کے تذکرہ انجیل میں بھی موجود

☆سبحان اللہ کتابیں موسٰیؑ اور عیسٰیؑ کی اور تذکرہ یاران رسول ﷺ

اور اصحاب محمدؐ کا............سبحان اللہ، ماشاءاللہ

کزرع .... اخرج ، شطاه

فازره

فاستغلظ

فاستوٰی علٰی سوقه

یہ چاروں حالتیں دور خلافت راشدہ میں نکتہ عروج کو پہنچ گئیں

پہلے کونپل نکلی

پھر مضبوط ہوگئی

پھر موٹی ہوگئی

پھر اپنے تنے پر کھڑی ہوگئی

اسلام اسی رفتار سے ترقی کرتا گیا اور آخر میں پوری دنیا پر چھا گیا

لَيَغِيظَ بِهِمُ الْكُفَّارَ

اصحاب رسول کا تذکرہ کرکے کافروں کے دلوں کو جلانا یہ مولائے کریم کی سنت ہے !

علمائے کرام اور خطبائے ملت

☆ آیئے اصحاب رسول کا تذکرہ کرکے دشمنان صحابہ کے دلوں کو کوئلہ بنائیں اور کوئلہ کے دھوئیں سے ان کا منہ کالا کریں اور اگر انہیں پھر بھی چین نہ آئے تو دشمنان اصحاب رسول کو کوئلوں پر چل کو جل مرنے کی تلقین کریں تا کہ سنت اللہ قائم وتابندہ ہو! تم سیاہ ہو جاؤ تم حسد کی آگ میں یا کوئلے کی آگ میں جل مرو، صحابہ کی وعظمتوں کا نور پھیلتا جائے گا ان کی ایمانی حرارت سے پورا عالم روشن ہو کر رہے گا۔

صحابہ کے لیے وعدہ

اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْ ا............ وَعَمِلُو الصّٰلِحٰتِ مِنُهُمْ

☆ اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْ ا............ وَعَمِلُو الصّٰلِحٰتِ مِنُهُمْ

☆ مَغْفِرَ ةً

☆ وَّاَجْراً

☆ عَظِيْمًا

☆ اللہ کا وعدہ ضرور پورا ہوگا

☆ صحابہ کو مغفرت مل کے رہے گی انشاءاللہ

☆ صحابہ کو اجر مل کے رہے گا۔ انشاءاللہ

☆ صحابہ کو اجر بھی اجرِ عظیم ملے گا

☆ تم جلتے رہو۔ مرتے رہو کوئلہ ہوتے رہو

☆ جہنم میں جاؤ............ جنت صحابہ کے لیے

الاٹ ہو چکی ہے۔ جنت صحابہؓ کی............اور صحابہؓ جنت کے

عظمت صحابہ کی تیسری جھلک

اللہ تعالیٰ قرآن حکیم میں ارشاد فرماتے ہیں کہ

وَلٰکِنَّ اللّٰہَ حَبَّبَ اِلَیۡکُمُ الۡاِیۡمَانَ وَزَیَّنَہٗ فِیۡ قُلُوۡبِکُمۡ وَکَرَّہَ اِلَیۡکُمُ الۡکُفۡرَ وَالۡفُسُوۡقَ وَالۡعِصۡیَانَ اُولٰٓئِکَ ھُمُ الرّٰشِدُوۡنَ (۷) فَضۡلًا مِّنَ اللّٰہِ وَنِعۡمَةً وَاللّٰہُ عَلِیۡمٌ حَکِیۡمٌ (سورہ حجرات)

خدا ہی تو ہے جس نے تمھیں ایمان کی محبت بخشی اور دلوں میں زینت ایمان دی اور کفر، فسق، اور نافرمانی تمھاری نظر میں ناپسند بنادی۔ یہی لوگ ہدایت یافتہ ہیں۔ خدا کے فضل ونعمت سے اللہ تعالیٰ جاننے والے حکمت والے ہیں۔

خطیب کہتا ہے

کس قدر خوش نصیب ہیں صحابہ کرام!

خدا خود ان کے ایمان میں دلچسپی لے رہا ہے!

سبحان اللہ

وَلٰکِنَّ اللّٰہ حَبَّبَ اِلَیۡکُمُ الۡاِ یۡمَانَ

☆ اللہ تعالیٰ نے ایمان کو خود صحابہ کے لیے محبوب بنادیا

☆ معلوم ہوا کہ صحابہ کے نزدیک دنیا میں محبوب ترین متاع ایمان تھی!

☆ ایمان کیا ہے توحید ورسالت پر سختی سے کاربند ہونا۔ تاریخ بتلاتی ہے کہ اصحاب رسول نے پوری زندگی مصائب اور آلام میں گزاری مگر دامن توحید وسنت کو کبھی نہ چھوڑا۔ ان کا استحکام اور ان کی یہی پختگی ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے شاندار الفاظ میں بیان فرمایا ہے۔

وَلٰکِنَّ اللّٰہ حَبَّبَ اِلَیۡکُمُ الۡاِ یۡمَانَ

وَزَیَّنَہٗ فِیۡ قُلُوۡ بِکُمۡ

اور زینت دی اس کو تمھارے دلوں میں

سبحان اللہ

ایمان جیسی عظیم دولت

ایمان جیسی عظیم ثروت

کو

زینت بخشی — صحابہ کے دلوں میں

کیا مطلب — قیمتی چیز قیمتی جگہ میں رکھی جاتی ہے!

ایمان بھی قیمتی — صحابہ کے دل بھی قیمتی

عطر کے لیے — بکس اور ہوگا

موتیوں کے لیے — بکس اور ہوگا

ہیرے کے لیے — بکس اور ہوگا

سونے کے لیے — بکس اور ہوگا

ایمان کے لیے بکس — صحابہ کے دل ہوں گے!

دنیا کی چیزوں کے لیے خواہ وہ قیمتی ہوں یا غیر قیمتی............بکس دنیا کے مستری بنائیں گے۔

☆ **ایمان کے لیے بکس خود خدا بنائے گا......!**

ایمان کا بکس اصحاب رسول کے دل

سبحان اللہ

میرے خطیب ساتھیو!

قرآن میں گم ہو جاؤ۔ یہیں سے ایمان ملے گا۔ یہیں سے سکون ملے گا یہیں سے توحید و رسالت عظمت اصحاب رسول اہل بیت اور اولیاء اللہ کی حقیقی زندگیوں کی روشنی ملے گی۔

تقریر کے جواہر پارے بھی قرآن دیتا ہے۔

قابل توجہ

ایمان صحابہ کے دل میں

صحابہ سنی کے دل میں

ایمان بھی اہل سنت کے پاس

صحابہ بھی اہل سنت کے پاس

☆ وَ كَرَّهَ اِلَيْكُمُ الْكُفْرَ وَالْفُسُوْقَ وَالْعِصْيَانَ

اور نا پسند بنا دیا تمھاری نظر میں کفر، فسق اور نافرمانی کو

صحابہ کو تین چیزیں فطری طور پر نا پسند تھیں۔

☆ کفر

☆ فسق

☆ گناہ نافرمانی

بتایئے جناب دشمنان اصحاب رسول کیا رائے ہے آپ کی اور منافقین کی؟

اللہ تعالیٰ سے بات کریں کیونکہ اس نے تو صحابہ کی فطرت کو آشکار کر کے فرما دیا کہ کفر، فسق، سر کشی۔

صحابہ کو طبعاً نا پسند ہے

مجھے کھل کر کہنے دو

کفر، فسق، عصیان صحابہ کے قریب جا ہی نہیں سکتے!

صحابہ، صحابہ، صحابہ اصحاب، اصحاب اصحاب، اصحابی ان الفاظ کا ایک مستقل پس منظر ہے اس لیے کسی گناہ کو صحابہ کے قریب دھکے دے کر لے جانے کی کوشش کرنا، صحابہ کے گلشن ایمان میں کفر ....فسق...........عصیان

کا داخلہ بند

محققین کرام! تمہاری تحقیق یہ ہے کہ صحابہ گناہ کرتے تھے صحابہ معاذ اللہ فسق میں مبتلا تھے۔

صحابہ خدا رسول کی نافرمانی کرتے تھے.................معاذ اللہ استغفر اللہ،

میرے اللہ کی تحقیق ہے کہ انہیں کفر، فسق اور نافرمانی فطرتاً پسند نہیں تھی!

ان تمھاری خلافت وملوکیت کو معیار حق قرار دیا جائے یا قرآن حکیم کو؟ تمھاری کتابیں نا قابل

اعتبار قرار پا سکتی ہیں مگر قرآن کا ایک ایک حرف ایمان وایقان کا حصہ ہے!

علمائے ملت! کیوں ڈرتے ہو کیوں تاویلیں کرتے ہو، کیوں نہیں صاف کہہ دیتے کہ جو کتابیں جولٹریچر جو ذخیرہ تاریخ صحابہ کے دامن طہارت پر کفر فسق اور عصیان کے دھبے لگائے اس کو دریا برد کردو، کوئی مسلمان ان کو قبول نہیں کرسکتا

ولے تاویل شان درحیرت انداخت
خداو جبریل و مصطفٰے را

اُولٰٓئِکَ ھُمُ الرّاشِدُوْنَ.

یہی لوگ ہدایت یافتہ ہیں!

تمھاری ہدایت کا گواہ ہی کوئی نہیں؟

صرف قیافہ شناسی

صرف دست شناسی

فٹ پاتھوں پر بیٹھنے والے باطن نجومیوں کی پیش گوئیاں۔

مگر قربان جاؤں اصحاب رسول کی صداقت اور ایمانی سرفرازی پر کہ خود مولائے کریم ان کے متعلق ارشاد فرماتے ہیں کہ

☆اُولٰٓئِکَ ھُمُ الرّاشِدُوْنَ.

☆ صحابہ کا تو فیصلہ سنا دیا گیا کہ اُولٰٓئِکَ ھُمُ الرّاشِدُوْنَ.

☆تم اپنے فیصلے کے منتظر رہو۔

☆ بہت مزہ آئے گا

جب قیامت کے روز دشمنان صحابہ کے متعلق اللہ تعالی کا فیصلہ سنایا جائے گا کہ

☆اُولٰٓئِکَ ھُمُ االْکٰفِرُوْنَ.

اُولٰٓئِکَ ھُمُ الْفَاسِقُوْنَ

☆فَضْلاً مِّنَ اللہِ.......................اللہ کا فضل صحابہ کو حاصل

وَنِعْمَةً ....اللہ کی نعمتیں دین رسول اور صداقت وایمان تمام کے تمام صحابہ کو حاصل۔

اَللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ.

اللہ تعالی علیم ہے حکیم ہے میرے مولیٰ صحابہ کے یہ فضائل کیوں بیان فرمائے گئے آواز آتی ہے میں علیم ہوں مجھے پتہ ہے۔صحابہ کے دشمن یہ کرتو تیں کریں گے اس لیے ضروری ہوا کہ اصحاب رسول کا ڈنکا بجایا جائے۔

سبحان اللہ

عظمت صحابہ کی چوتھی جھلک

اُولٰٓئِکَ الَّذِيْنَ امْتَحَنَ اللّٰهُ قُلُوْبَهُمْ لِلتَّقْوٰى لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّاَجْرٌ عَظِيْمٌ

(حجرات)

خدا نے ان کے دلوں کو تقویٰ کے لیے آزمالیا ہے ان کے لیے بخشش اور اجر عظیم ہے

خطیب کہتا ہے

اِمْتَحَنَ الله

خدا نے آزمالیا

☆ مکہ مکرمہ میں آزمایا

☆ شعب ابی طالب میں آزمایا

☆ آگ کے دہکتے ہوئے کوئلوں پر لٹا کر آزمایا

☆ آرے سے چرا کے آزمایا

☆ تختہ دار پر چڑھا کر آزمایا

مگر اصحاب رسول ہر آزمائش میں پورے اترے تو اب ان کو صلہ دیا گیا انعام دیا گیا۔

قُلُوْ بُهُمْ للتَّقْوٰى.

ان کے دلوں کو تقوی کا نیکی کا تقدس کا طہارت کا ایمان کا مرکز بنا دیا۔

سبحان اللہ

☆ دنیا تقوی کی تلاش میں ہے

اور تقوٰی صحابہ کی تلاش میں ہے

دیکھا آپ نے تقوٰی کو حفاظت سے رکھنے کے لیے اصحاب رسول یاران مصطفٰے کے دلوں کا انتخاب کیا گیا۔

سبحان اللہ

صحابہ کو آخرت میں دو انعام دیے جائیں گے

لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّ اَجْرٌ عَظِيْمٌ

☆ ان کے لیے مغفرۃ اور اجر عظیم ہے

سامعین گرامی قدر! آپ نے کبھی مغفرت کے لفظ پر غور نہیں کیا اللہ تعالی جو بار بار فرماتے ہیں کہ صحابہ کے لیے مغفرت ہوگی صحابہ کے لیے مغفرت ہوگی۔ مغفرت کا معنی ہے مٹانا چھپانا ڈھانپنا بخشنا، اللہ تعالی کا اس بات کو دہرانا اس بات کی غمازی کا کرتا ہے کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے اگر کوئی بھول چوک ہو بھی گئی تو اس کو حرف غلط کی طرح مٹا دیا جائے گا دشمنان اصحاب رسول صحابہ کرام کی فائلیں تلاش کرتے پھریں گے اور ان کی بھول چوک کی فہرست بتانا چاہیں گے مگر اللہ تعالی کے ہاں جب فائل پیش ہوگی تو اس پر کچھ ہوگا ہی نہیں کیوں نہیں ہوگا۔

کیوں نہیں ہوگا اس لیے **لَهُمْ مَّغْفَرَةٌ**..................کوئی حروف صحابہ کی بھول چوک کا فائل پر ہوگا ہی نہیں۔

سبحان اللہ نعرہ تکبیر

عظمت صحابہ کی پانچویں جھلک

اللہ تعالی ارشاد فرماتے ہیں کہ

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَهَاجَرُوْا وَجٰهَدُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ اٰوَوْا وَّنَصَرُوْآ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ حَقًّا لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّرِزْقٌ كَرِيْمٌ (سورہ انفال)

جولوگ ایمان لائے اور ہجرت کی اور راہ خدا میں جہاد کیا اور جنہوں نے ان کوٹھکانہ دیا اور مدد کی وہی سچے مومن ہیں ان کے لیے بخشش اور باعزت رزق ہوگا

خطیب کہتا ہے

☆اس آیت کریمہ کا ایک ایک لفظ موتی ہے

☆صحابہ کے متعلق اللہ تعالی نے عظمتوں اور رفعتوں کے قابل قدر ریمارکس دیئے ہیں۔

☆اَلّذِیْنَ اٰمَنُوْ ا..................صحابہ ایمان دار ہیں

☆وَھَا جَرُوْا ....مہاجر ہیں

☆وَجَاھَدُوْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہ مجاہد فی سبیل اللہ ہیں

☆وَالَّذِیْنَ اٰوَوْا مہاجرین صحابہ کوٹھکانہ دیتے

☆وَّنَصَرُوْا صحابہ کی نصرت کرنے والے

☆اُولٰٓئِکَ ھُمُ الْمُوْ مِنُوْنَ حَقّاً یہ سب حقیقی مومن ہیں

☆وَالَّذِیْنَ اٰوَوْا

☆جن انصار نے مہاجرین صحابہ کو اپنے اینٹ گارے کے مکان میں جگہ دی۔ وہ پکے ٹھکے مومن، مسلمان ہیں۔

خطیب اگر یہ کہہ دے کہ جن لوگوں نے صحابہ کو اپنے مٹی کے گھروں میں بسایا وہ بھی مومن

اور

جن لوگوں نے صحابہ کو اپنے دلوں میں بٹھایا وہ بھی مسلمان ہیں!

سنی تیرے کیا کہنے

ے صحابہ تیرے دل کی دنیا میں آباد
ان کی محبت تیرے دل کی آواز

سبحان اللہ

عظمت صحابہؓ کی چھٹی جھلک

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں کہ

لِلْفُقَرَآءِ الْمُهٰجِرِيْنَ الَّذِيْنَ اُخْرِجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ وَاَمْوَالِهِمْ يَبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا وَّيَنْصُرُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ اُولٰٓئِكَ هُمُ الصّٰدِقُوْنَ وَالَّذِيْنَ تَبَوَّؤُ الدَّارَ وَالْاِيْمَانَ مِنْ قَبْلِهِمْ يُحِبُّوْنَ مَنْ هَاجَرَ اِلَيْهِمْ وَلَا يَجِدُوْنَ فِيْ صُدُوْرِهِمْ حَاجَةً مِّمَّآ اُوْتُوْا وَ يُؤْثِرُوْنَ عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ (سورہ حشر)

مہاجر غرباء کے لیے جنہیں اپنے گھروں اور مالوں سے نکال دیا گیا وہ خدا کے فضل ورضا کے متلاشی ہیں خدا اور رسول کی مدد کرتے ہیں وہی سچے ہیں اور جو لوگ ٹھکانہ پکڑ رہے ہیں اس گھر میں اور ایمان میں ان سے پہلے ہر ہجرت کرنے والے سے وہ محبت کرتے ہیں۔ان کی ضرورتوں پوری کرتے ہوئے دل تنگی محسوس نہیں کرتے ہیں اگر چہ خود فاقہ زدہ ہوں پھر بھی ایثار کرتے ہیں۔

خطیب کہتا ہے

اس آیت کریمہ کا مضمون پچھلی آیت کریمہ سے ملتا ہے لیکن اس آیت میں بات کا اضافہ ہے کہ وہ یعنی انصار مہاجرین پر خرچ کرتے وقت دل میں تنگی نہیں لاتے۔اگر چہ خود فاقہ میں ہی گزاردیں۔مگر مہاجر صحابہ پر تن دھن قربان کر دیتے ہیں۔

☆اس کو ایمان پرور نظارہ کہتے ہیں کہ خود فاقہ مست اور مہاجر صحابہ کے لیے گھر اور دل کے دروازے کھول دیے خدا کو ان کی یہ ادا اس قدر پسند آئی کہ اس کا ذکر قرآن میں کر دیا تا کہ پورے عالم میں اصحاب رسول کے اوصاف حمیدہ کی خوشبو پھیل جائے

دل کی بات!

دل کی بات ہر کوئی تھوڑا ہی جانتا ہے دل کی بات تو وہی جانتا ہے جس نے دل کو بنایا ہے اور دل کی نگری کو آباد کیا ہے دل کو بنانے والی ذات نے بتایا ہے کہ صحابہ کرام خرچ کرتے وقت دل میں تنگی محسوس نہیں کرتے تھے بلکہ فرحت اور خوشی محسوس کرتے تھے۔اس سے معلوم ہوا کہ صحابہ

کرام کے دل اس قدر پاکیزہ اور ستھرے ہیں کہ ان کو ایمان پر دین پر اصحاب ایمان اور اصحاب پر خرچ کرنے سے خوشی محسوس ہوتی ہے خداوند قدوس نے ان کی اسی ادا کو پسند فرما کر ان کا قرآن میں ڈنکا بجادیا!

عظمت اصحاب کی ساتویں جھلک

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا ہے کہ

وَالسّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهٰجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ وَالَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ وَاَعَدَّ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ تَحْتَهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ (سورہ توبہ)

پہلے پہلے سبقت لے جانے والے مہاجر اور انصار اور عمدہ طریقے سے ان کے متبعین اللہ ان سے راضی ہو گیا اور وہ اللہ سے ان کے لیے خدا نے باغات بنائے ہیں جن میں نہریں بہتی ہیں اس میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے یہ بڑی کامیابی ہے

خطیب کہتا ہے

اس آیت کریمہ میں **السابقون الاولون** میں **والذین تبعو هم**

کا ارشاد ربانی قابل غور ہے

اللہ تعالیٰ سابقون سے بھی راضی

اللہ تعالیٰ اولون سے بھی راضی

اللہ تعالیٰ مہاجرین سے بھی راضی

اللہ تعالیٰ انصار سے بھی راضی

مگر مزہ آ گیا

اگلی بات ملاحظہ

والذین اتبعو هم باحسان رضی الله عنهم ورضوا عنه

جو اخلاص سے صحابہ کی اتباع کریں گے۔ خدا ان سے بھی راضی!

الحمد اللہ ہم اہل سنت والجماعت

جماعت سے مراد اصحاب رسول ہیں ہم تو اصحاب رسول سے راضی ہیں ۔ رسول ہونے کا شرف حاصل کیا ہے خطیب اس سے راضی ہے ان کے احوال سے ان کے افعال سے راضی ہے میں اصحاب رسول کا ادنیٰ غلام ہوں میری اسی غلامی کو قیامت کے دن میری بخشش کا ذریعہ بنا ....مولیٰ تیرا کوئی شریک نہیں محمد رسول اللہ ﷺ تیرے سچے رسول ہیں ان کے بعد کوئی نبی نہیں اور صحابہ کرام تیرے محبوب کے جانثار اور تیری بارگاہ کے محبوب ترین بندے تھے۔ میں ان کی اک اک ادا سے راضی ہوں .... قیامت کو ان کی نسبت کی وجہ سے مجھے بھی ان کی رفاقت میں رکھنا اور میرے گناہوں کو معاف فرما دینا۔ خطبات پڑھنے والا جب اس مقام پر پہنچے میرے لیے مغفرت اور خاتمہ ایمان کی دعا فرمائے۔

انشاءاللہ صحابہ کے غلاموں کی ضرور مغفرت ہوگی۔

عظمت اصحاب رسول کی آٹھویں جھلک

اللہ تعالی نے قرآن مجید میں اصحاب رسول کی عظمتوں اور اوصاف جمیلہ کو بیان فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ

اَلتَّآئِبُوْنَ الْعٰبِدُوْنَ الْحٰمِدُوْنَ السَّآئِحُوْنَ الرّٰكِعُوْنَ السّٰجِدُوْنَ الْاٰمِرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَالنَّاهُوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَالْحٰفِظُوْنَ لِحُدُوْدِ اللّٰهِ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ (سورہ توبہ)

توبہ کرنے والے بندگی کرنے والے شکر کرنے والے بے تعلق رہنے والے رکوع کرنے والے سجدہ کرنے والے حکم کرنے والے نیک بات کا اور منع کرنے والے بری بات سے اور تھامنے والے حدیں باندھی ہوئی اللہ کی اور خوش خبری سنا ایمان والوں کو۔

خطیب کہتا ہے

قرآن حکیم نے بتایا کہ اصحاب رسول کے یہ نو اوصاف ان کی عظمتوں کا منہ بولتا اقرار ہے۔

☆ ایسے معلوم ہوتا ہے کہ جیسے اللہ تعالی کا جی چاہتا ہے کہ اپنے ان محبوب بندوں کے اوصاف

کا تذکرہ کرتا ہی رہوں!

☆ ایسے معلوم ہوتا ہے کہ یہ صفات ان کی عادات بن گئی تھیں!

☆ اَلسَّآ ئِحُوْنَ .... سے اَلصَّآئِمُوْنَ مفسرین نے مراد لیا ہے۔اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ صحابہ میں رہبانیت آ گئی تھی!

☆ اس کا مطلب یہ ہے کہ جہاں تعلق ضروری تھا وہاں اصحاب رسول تعلق رکھتے تھے اور جہاں ضروری نہیں تھا وہاں صحابہ کرام اپنے آپ کو الگ تھلگ رکھتے تھے۔ یہی دین ہے یہی شریعت ہے اور یہی طریقت ہے! ماشاء اللہ

☆ وَالْحٰفِظُوْنَ لِحُدُوْ دِ اللّٰهِ

☆ حدود اللہ شریعت کی حدیں

☆ تمام شریعت کی حدوں کی حفاظت فرماتے تھے۔

☆ عجیب بات ہے یارو!

خود خداوند وقدوس اعلان فرماتے ہیں کہ

☆ دین میرا ہے چوکیداری صحابہ کرتے ہیں

☆ شریعت میری ہے چوکیداری صحابہ کرتے ہیں

☆ اسلام میرا ہے چوکیداری صحابہ کرتے ہیں

☆ گلشن میرا ہے چوکیداری صحابہ کرتے ہیں

☆ رسولؐ میرا ہے چوکیداری صحابہ کرتے ہیں

☆ گھر میرا ہے چوکیداری صحابہ کرتے ہیں

وَالْحٰفِظُوْنَ لِحُدُوْدِ اللّٰهِ

☆ بشارت خدا نے دی

☆ صحابہ کو بشارت اللہ کے رسولؐ نے سنائی

☆ لیکن دشمنو! دل تمہارے جل رہے ہیں۔ چہرے تمہارے سیاہ ہو رہے ہیں۔

بل تمہاری جبینوں پر پڑتے ہیں۔ مروڑ تمہارے پیٹ میں اٹھ رہے ہیں۔

مُوْ تُوْ ابِغَیْظِکُمْ

نورِ خدا ہے کفر کی حرکت پہ خندہ زن

پھونکوں سے یہ چراغ بجھایا نہ جائے گا

ایمان صحابہ کی نویں جھلک

اللہ تعالی نے صحابہ کرام کے ایمان کی تعریف کرتے ہوئے ارشاد فرمایا ہے کہ

فَاِنْ اٰمَنُوْا بِمِثْلِ مَآ اٰمَنْتُمْ بِہٖ فَقَدِ اهْتَدَوْا (سورہ بقرہ)

اگر یہ لوگ ایسے ایمان لائیں جیسا کہ تم (صحابہ) ایمان لائے تو راہ پا گئے۔

خطیب کہتا ہے

☆ ایمان صحابہ پوری کائنات کے لیے نمونہ ہے اللہ نے دنیا سے ایمان کا تقاضا کیا تو سوال پیدا ہوا کہ کیسا ایمان لائیں جو اللہ کو محبوب ومنظور ہو سکے گا!

☆ اللہ تعالی نے اصحاب رسول کے ایمان کو معیار قرار دے دیا اور اعلان فرما دیا کہ جس نے بھی ایمان لانا ہے وہ ابوبکر، عمر، عثمان، علی طلحہ زبیر، ابو ہریرہ بلال خبابؓ کی طرح ایمان لائے تب قبول ہوگا۔

سبحان اللہ

کس طرح عظمت صحابہ کی کہ اللہ تعالی نے خود صحابہ کرام کے ایمان کو معیار حق قرار دے دیا...... کتنے تعجب کی بات ہے اس پر کہ

ازواج رسول کی فضیلت، صحابیت میں ان کا عظیم مقام، دسویں عظمت

اصحاب رسول کا جب ذکر کیا جاتا ہے یا ان کے فضائل بیان کیے جاتے ہیں تو میں نے نہیں سنا کہ صحابہ کرام کے ذکر میں ازواج مطہرات کا اس حیثیت سے بھی ذکر کیا جائے کہ ازواج مطہرات کو بھی صحابیت کا شرف اور فخر حاصل ہے اس لیے ضروری ہے کہ اصحاب رسول کی فضیلت کے عنوان پر جب وعظ کیا جائے تو امت کی ماؤں کا ضرور بالضرور ذکر کیا جائے تا کہ عوام وخواص کو

معلوم ہو جائے کہ ازواج مطہرات کا مقام صحابیت بھی بہت ارفع و بلند ہے، چنانچہ خداوند قدوس نے ایک مقام پر فرمایا ہے کہ

☆ يٰنِسَآءَ النَّبِيِّ لَسْتُنَّ كَاَحَدٍ مِّنَ النِّسَآءِ (سورہ احزاب)

اے نبی کی عورتو، تم نہیں ہو جیسے ہر کوئی عورتیں!

☆ایک اور مقام پر ارشاد ہوا کہ

وَمَنْ يَّقْنُتْ مِنكُنَّ لِلّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَتَعْمَلْ صَالِحًا نُؤْتِهَآ اَجْرَهَا مَرَّتَيْنِ وَاَعْتَدْنَا لَهَا رِزْقًا كَرِيْمًا

اور جو کوئی تم میں سے اطاعت کرے اللہ اور رسول ﷺ کی اور کرے نیک کام ہم اس کو دیں گے اس کا اجر دوبارہ۔

خطیب کہتا ہے

☆ شریعت میں ہر عبادت کا اجر مقرر ہے جو آدمی جو کام کرے گا اس کا اس کو ایک بار اجر ملے گا۔

☆ مثلاً نماز عصر پڑھی ہے اس کا تمام امت کو مقرر جتنا بھی اجر ہے وہ ایک بار ملے گا مگر ازواج مطہرات کو اس کام کی اسی عبادت کا اجر دو مرتبہ ملے گا۔

اسی لیے ان کے متعلق اعلان فرما دیا گیا کہ

يٰنِسَآءَ النَّبِيِّ لَسْتُنَّ كَاَحَدٍ مِّنَ النِّسَآءِ

اس کی تفصیلات خطبات قاسمی تیسری جلد میں فضائل ازواج مطہرات میں ملاحظہ فرمائی جاسکتی ہیں۔

حضرات محترم! میں نے آپ حضرات کے سامنے قرآن مجید کی دس آیات پیش کی ہیں اور ان کا اجمالی مفہوم آپ کے سامنے رکھا ہے جس سے آپ نے اندازہ کرلیا ہوگا کہ ماں نے کوئی لال نہیں جنا، جو یاران رسول کی عظمتوں کا ہمسر ہو سکے، کیونکہ خداوند قدوس نے ان کو جو فضائل جو مراتب عطا فرمائے یہ انہی کا حصہ ہیں۔

ثبت ست بر جریدہ عالم دوام ما

واخر دعوانا ان الحمد لله رب العالمين

بسم اللہ الرّحمٰن الرّحیم

صدیق اکبرؓ احادیث کی روشنی میں !

نَحۡمَدُهٗ وَ نُصَلِّی عَلٰی رَسُوۡلِهِ الۡکَرِیۡمِ اَمَّا بَعۡدُ فَاَعُوۡذُبِاللّٰهِ مِنَ الشَّیۡطَانِ الرَّجِیۡم. بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡم

عن ابی سعید الخدریؓ عن النبی ﷺ قال ان من امن الناس علی صحبته وماله ابو بکر . (بخاری و مسلم)

ابی سعید حذریؓ سے روایت ہے کہ سرکار دو عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا مجھ پر تمام لوگوں سے زیادہ احسان کرنے والا مالی حیثیت سے اور (دکھ سکھ) میں ساتھ دینے میں ابوبکر ہے۔

حضرات گرامی: آج کی تقریر کا عنوان سیدنا صدیق اکبرؓ کے فضائل پر مشتمل ہے انشاءاللہ آج کی مجلس میں آپ حضرات کے سامنے سیدنا صدیق اکبرؓ کے ان فضائل کا تذکرہ کروں گا جو سرکار دو عالم ﷺ نے اپنی زبان مبارک سے بیان فرمائے ہیں پہلی تقریروں میں کئی مرتبہ ان فضائل اور مناقب کا تذکرہ ہو چکا ہے جو قرآن مجید نے سیدنا صدیق اکبرؓ کی شان بیان فرماتے ہوئے ارشاد فرمائے ہیں۔ آج احادیث کا ذخیرہ آپ کی خدمت میں پیش ہوگا۔

زبان مصطفٰے کی

شان یار غار صدیق اکبرؓ کی !

شروع میں جو حدیث پاک آپ کی خدمت میں پڑھی گئی ہے اس میں رسول اللہ ﷺ نے دو باتوں کا خاص طور پر ذکر فرمایا ہے جن کی وجہ سے سیدنا صدیق اکبرؓ کو تمام صحابہ پر خصوصی اور امتیازی مقام ملا۔

☆ دکھ میں ساتھ صدیق اکبرؓ نے دیا۔

☆ دکھ میں مال صدیق اکبرؓ نے دیا۔

خطیب کہتا ہے

لوگ کہتے ہیں کہ مشکل وقت میں ساتھ دینے والا ہی انسان کا اصلی دوست ہوتا ہے!

☆ لوگوں ہی سے سنا ہے کہ دوست وہ ہوتا ہے جو مصیبت میں کام آئے!

☆ شیخ سعدی فرماتے ہیں کہ

دوست آں باشد کہ گیرد دست دوست

در پریشاں حالی و درماندگی

☆ جب مکہ مکرمہ میں کفار مکہ نے سرکار دو عالم ﷺ پر عرصہ حیات تنگ کر دیا اور آپ پر مصائب ومظالم کے پہاڑ توڑ دیے۔ اس پریشان حالی اور مظلومیت کے دور میں جس شخص نے رسول اللہ ﷺ کے زخموں پر مرہم رکھی اسی کو دنیا آج تک ابوبکر صدیقؓ کے نام نامی سے یاد کر رہی ہے۔

☆ سرکار دو عالم ﷺ کے اس دور مظلومیت میں جس شخصیت نے اپنی تجوریوں کے دروازے رسول ﷺ پر کھول دیئے اسی کو دنیا سیدنا صدیق اکبرؓ کے نام مبارک سے یاد کر رہی ہے۔ سرکار دو عالم ﷺ انہی کا تذکرہ ان الفاظ میں فرماتے ہیں۔

☆ صدیقؓ کی رفاقت

☆ صدیقؓ کے مال نے

نبوت کے لیے بہت کام کیا ماشاءاللہ

☆ نبی صدیق اکبرؓ کا ممنون

☆ نبی صدیق اکبرؓ کا مشکور

عظمت صدیقؓ پر حدیث نبوی کا دوسرا پھول

عن علی رضی الله عنه قال رسول الله ﷺ ابو بکر و عمر سیدا کهول اهل لجنة من الاو لین والا خرین الا النبیین والمر سلین .

(ا بن عسا کر، جامع تر مذی، ابن ماجه)

حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ رسول ﷺ فرماتے تھے۔ ابوبکر وعمر انبیاء اور رسولوں کے علاوہ تمام اولین وآخرین کے جوانوں کے سردار ہوں گے جنت میں!

خطیب کہتا ہے

☆ قیامت کے دن جنتیوں کی سرداری کا تاج صدیق اکبرؓ کے سر پر سجایا جائے گا

☆ جنت رب کی سرداری صدیق اکبرؓ کی۔

☆ کیا فرماتے ہیں دشمنانِ صدیق اکبرؓ یہ فیصلہ سن کر قیامت میں کتنا برا حال ہوگا تمہارا

☆ تمہارے لیے یہی بہتر ہے کہ ابھی سے توبہ کر کے صدیق اکبرؓ کے قدموں سے وابستہ ہو جاؤ!

فضیلت صدیق اکبرؓ پر حدیث کا تیسرا پھول

سرکار دو عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا۔

هل انتم تاریکون لی صاحبی وانی قلت ایها الناس انی رسول الله الیکم جمیعا، فقلتم کذبت وقال ابو بکر صدقت . (بخاری)

کیا تم میرے دوست کا ستانا میری خاطر سے چھوڑ دو گے؟

میں نے کہا کہ اے لوگو: میں تم سب کے پاس اللہ کی طرف سے رسول ہو کر آیا ہوں تم نے میری تکذیب کی اور ابو بکر نے میری تصدیق کی۔

خطیب کہتا ہے

☆ سرکار دو عالم ﷺ نے جب دعوت توحید پیش فرمائی تو سب سے اول جس شخص نے تصدیق کی۔ اس کو دنیائے اسلام صدیق اکبرؓ کے نام سے یاد کرتی ہے۔

☆ اَلسَّابِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ میں اول اول ایمان لانے کا فخر اور شرف صدیق اکبرؓ کو حاصل ہے۔

☆ پہلے دن ہی تصدیق کر دی

☆ پہلے دن ہی غلامی حاصل کر لی

☆ پہلے دن ہی مرید بن گئے

☆ پہلے دن ہی نبوت پر فدا ہو گئے

☆ پہلے دن ہی نبوت پر جان و مال فدا کرنے کا عہد کرلیا

تو جناب

☆ جب نبی صدیق کو نہیں بھول سکتے

تو

☆ اہل سنت بھلا صدیق اکبرؓ کو کیسے بھلا سکتے ہیں

☆ سنی کٹ تو سکتا ہے

☆ لیکن صدیق سے نہیں کٹ سکتا سبحان اللہ

عظمت صدیقؓ پر حدیث کا چوتھا پھول

عن عمر وبن عاصؓ قال قلت یا رسول اللہ من احب الناس الیک قال عائشة قلت من الرجال قال ابو ھاقلت ثم من قال عمر بن الخطاب. (بخاری و مسلم)

حضرت عمر و بن عاصؓ فرماتے ہیں کہ میں نے سرکار دو عالم ﷺ سے پوچھا کہ آپ کے نزدیک سب آدمیوں سے زیادہ محبوب کون ہے فرمایا عاشہؓ میں نے کہا مردوں میں سے فرمایا اس کا باپ (یعنی ابوبکر) پھر عرض کیا کہ ان کے بعد فرمایا عمر بن خطاب!

خطیب کہتا ہے

☆ جھگڑا ختم ہو گیا!

☆ مردوں میں رسول اللہ ﷺ کو سب سے زیادہ محبوب ابوبکر صدیقؓ

☆ عورتوں میں سیدہ عائشہ صدیقہؓ

☆ صدیق اکبرؓ کے بعد مردوں میں رسول اللہ ﷺ کو سب سے زیادہ محبوب سیدنا فاروق اعظمؓ

نبوت کا فیصلہ

اہل سنت کو منظور، منظور، منظور ہاتھ کھڑے کریں جس کو نبوت کا فیصلہ منظور ہو، ماشاءاللہ سب کو منظور۔

وہ

خدا کو بھی منظور اور نبی کو بھی منظور۔

عظمت صدیقؓ پر حدیث کا پانچواں پھول

قال رسول الله ﷺ ما من نبی الا وله وزیر ان من اهل السماء وزیران من اهل الارض فاما وزیرای من اهل السماء فجبریل ومیکائیل واما وزیرای من اهل الارض فابو بکر وعمر (ترمذی)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ کوئی نبی ایسا نہیں ہے جس کے دو وزیر اہل آسمان میں سے اور دو وزیر زمین والوں میں سے نہ ہوں میرے دو آسمانی وزیر، جبریل، میکائیل ہیں اور دو زمینی وزیر ابوبکر وعمرؓ ہیں۔

خطیب کہتا ہے

کابینہ کچھ ایسے بنتی ہے

نبی اعظم ﷺ وزیر اعظم

صدیق اکبرؓ ڈپٹی پرائم منسٹر

فاروق اعظمؓ وزارت عدل داخلہ وخارجہ ودفاع

کبھی دعائے رسول ہو کر بولتا ہے

کبھی عطائے خدا ہو کر بولتا ہے

عثمان غنیؓ وزارت خزانہ وسخاوت عامہ

علی مرتضیٰؓ وزارت تعلیم وتقویٰ، شجاعت

مجلس شوریٰ تمام اکابر صحابہ

عظمت صدیقؓ پر حدیث نبوی کا چھٹا پھول

ان رسول الله ﷺ کان یخرج علیٰ اصحابه من المهاجرین والانصار وهم جلوس وفیهم ابو بکر و عمر فلا یرفع الیه احد منهم بصره الا ابو

بكر و عمر فانهما كانا ينظرن اليه وينظر اليهما ويتبسمان اليه ويتبسم اليهما (ترمذی)

سرکار دوعالم ﷺ جب مہاجرین وانصار کے مجمع میں تشریف لاتے تھے جن میں حضرت ابوبکرؓ وحضرت عمرؓ بھی ہوتے تھے، بیٹھے ہوئے اصحاب میں سے کوئی بھی آپ کی طرف نگاہ نہیں اٹھاتا تھا،۔سوائے ابوبکر وعمر کے۔ یہ دونوں آپ کی طرف نظر اٹھا کر دیکھتے تھےاور رسول اللہ ﷺ ان کی طرف دیکھتے تھے! حضوران کودیکھ کر مسکراتے تھےاور یہ دونوں ان کودیکھ کر مسکراتے تھے!

خطیب کہتا ہے

☆اس حدیث پاک میں دو نکتے توجہ طلب ہیں۔

☆حضور کا بھری بزم میں صدیقؓ وفاروقؓ کی طرف دیکھنا۔

☆صدیق وفاروقؓ کا اس بھری بزم میں نظر بھر کر چہرہ رسولؐ کو دیکھنا۔

☆ آپ اس کو جو مرضی تعبیر کریں،

☆میں تو کہتا ہوں کہ نظر نبوت کا کنکشن نظر صدیقؓ سے ہو گیا۔

☆اور نظر صدیقؓ کا سوئچ نظر نبوت میں لگ گیا۔

اسی طرح

☆نظر نبوت کا کنکشن نظر فاروقؓ سے ہو گیا۔

اور نظر فاروقؓ کا کنکشن نظر نبوت سے ہو گیا۔

نتیجہ............آنانکہ خاک رانبظر کیمیا کنند

اقبال کہتا ہے کہ

؎یہ فیضان نظر تھا یا کہ مکتب کی کرامت تھی
سکھائے کس نے اسماعیل کو آداب فرزندی

☆صدیقؓ وفاروقؓ رسول ﷺ کی نظروں کا مرکز تھے۔

☆نبوت کی نظروں کا فیضان براہ راست صدیقؓ وفاروقؓ کو پہنچنا تھا۔

☆ صدیقؓ وفاروقؓ ہمیشہ رخ مصطفٰے سے مخمور رہتے تھے۔

☆ رسول اللہ کے تبسم نے صدیقؓ وفاروقؓ کو سند رضا عطا فرمادی۔

☆ صدیقؓ وفاروقؓ کی مسکراہٹ نے رسول اللہ کو ان کی آپ سے سدا وابستگی کا پروانہ دے دیا

ان کا تبسم رضا کی دلیل

ان کا تبسم وفا کی دلیل

☆ پورے مجمع میں اعتماد وفا کا مظاہرہ

☆ آنکھوں آنکھوں میں اشارے ہوگئے

ہم تمھارے تم ہمارے ہوگئے

☆ اس تبسم نبوی پر تمام کائنات کی خوشیاں نچھاور

سبحان اللہ

عظمت صدیقؓ پر حدیث نبوی کا ساتواں پھول

ان رسول الله ﷺ خرج ذات یوم فدخل المسجد و ابو بکر و عمر احدهما عن یمینه والا خر عن شماله وهو اخذ باید یهما وقال هکذا نبعث یوم القیامة (ترمذی، حاکم، طبرانی)

ایک دن سرکار دوعالم ﷺ کا شانہ اقدس سے اس شان سے تشریف لائے کہ دائیں ہاتھ ابوبکرؓ تھے اور بائیں ہاتھ عمر فاروقؓ تھے اور آپ اسی ترتیب سے ان کے ہاتھ پکڑ ہوئے تھے!

فرمایا کہ ہم قیامت کے دن اسی طرح اٹھیں گے۔

خطیب کہتا ہے

☆ حضور کا تشریف لانا دیکھیے۔ ملاحظہ فرمائیے؟

☆ حضور تشریف لارہے ہیں۔

☆ دائیں ہاتھ میں سیدنا ابوبکرؓ کا ہاتھ

☆ بائیں ہاتھ میں سیدنا فاروق اعظمؓ کا ہاتھ

قربان جاؤں

کس محبت کا مظاہرہ ہے

کس تعلق کا مظاہرہ ہے

کس الفت کا مظاہرہ ہے

کس باہمی اعتماد کا مظاہرہ ہے

☆ یہ بے تکلفی کیوں؟ یہ ہماری رہنمائی ہے ہمیں سمجھانا ہے کہ ان کو نبی رحمت سے توڑنے کی کوشش نہ کرنا۔ ان کے ہاتھ نبی کے ہاتھ میں ہیں۔ جو ان پر حملہ آور ہوگا اس کے اپنے ہاتھ ٹوٹیں گے اور اس کے اپنے ہاتھ زخمی ہوں گے نہ تو صدیق اکبرؓ کو نقصان ہوگا اور نہ ہی ان کے محبوب رہبر رہنما کو!

او دشمن صدیقؓ و فاروقؓ! ہوش سے آگے بڑھنا ذرا سوچ کر تبرا کرنا،

صدیقؓ کے ہاتھ اس روز بھی نبی کے ہاتھوں میں تھے اور ارشاد فرمایا کہ

كَذَالِكَ نُبْعَثُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ

قیامت کو بھی روضہ انور سے اسی شان، اسی عظمت اسی رفعت کے ساتھ اٹھیں گے کیونکہ آج بھی تو یہ دونوں شخصیتیں حضور انور ﷺ کے ساتھ استراحت فرما رہے ہیں۔

سبحان اللہ............ ماشاءاللہ

عظمت صدیقؓ پر حدیث کا آٹھواں پھول

سرکار دو عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ

قال رسول الله ﷺ انا اول من تنشق عنه الارض ثم ابوبکر ثم عمر (ترمذی)

سرکار دو عالم ﷺ نے فرمایا کہ قیامت کے دن سب سے پہلے میرے لیے زمین کھولی جائے گی (یعنی قبر شریف) پھر ابوبکرؓ پھر عمرؓ کے لیے!

خطیب کہتا ہے

☆ جب پوری دنیا ختم ہو چکی ہوگی اور قیامت کا سماں ہوگا، سب سے پہلے حضور ﷺ منصۂ شہود پر تشریف لائیں گے۔

☆ جب کوئی نہیں ہوگا تو حضور ﷺ ہوں گے

☆ جب کوئی نہیں تھا تو حضور کی حقیقت محمدیہ تھی

☆ وہ مٹی رشک عرش بنی جسے نبوت کے جسم اطہر کے ساتھ صدیوں رہنے کا شرف حاصل ہوا

☆ صدیقؓ و فاروقؓ رشک جنت بنے جنہیں صدیوں اپنے محبوب کے ساتھ رشک جنت میں استراحت کا شرف نصیب ہوا۔

یہ بڑے کرم کے ہیں فیصلے، یہ بڑے نصیب کی بات ہے۔

سبحان اللہ

☆ حضور ﷺ کے قبر مبارک سے اٹھنے کے بعد صدیق اکبرؓ اور پھر فاروق اعظمؓ کو سعادت حاصل ہوگی۔

☆ یہی ترتیب ہے خلافت کی .... سبحان اللہ۔

عظمت صدیقؓ پر حدیث رسول ﷺ کا نوواں پھول

قال رسول اللہ ﷺ انت صاحبی علی الحوض و صاحبی فی الغار

(ترمذی)

سرکار دو عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ تم میرے رفیق ہو حوض (کوثر) پر اور میرے رفیق غار میں!

خطیب کہتا ہے

☆ سرکار دو عالم ﷺ نے صدیق اکبرؓ کو دو بشارتیں دیں۔

☆ رفیق غار

☆ رفیق مزار

☆ غار کا ساتھی، وفادار ساتھی جب غار میں دشمن نے حملہ کیا تو صدیق اکبرؓ نے روکا سانپ

کالا......سانپ............کئی قسم کے ہوتے ہیں۔ان میں جو کالا سانپ ہوتا ہے وہ زہریلا بھی ہوتا ہے اور ڈراؤنا بھی!

☆ غار میں جب سانپ نے میرے حضور ﷺ پر حملہ کرنے کا منصوبہ بنایا وہ کالا بھی تھا اور ڈراؤنا بھی!

☆ کالے اور ڈراؤنے سانپ کا علاج صرف صدیق اکبرؓ کے پاس ہے اس لیے اللہ تعالی نے غار کی رفاقت کے لیے صدیق اکبرؓ کو ساتھ کر دیا تا کہ صدیق اکبرؓ کالے دشمن کا مئوثر دفاع کر سکیں!

☆ آج بھی کالا سانپ سب سے زیادہ صدیق اکبرؓ کو اپنا دشمن سمجھتا ہے اس لیے تمام کالے سانپوں کا حملہ صدیق اکبرؓ پر ہے مگر غار کی رات بھی کچھ نہ کر سکے۔آج بھی کچھ نہیں کر سکتے۔

☆ غار کی خدمت کا صلہ صدیق اکبرؓ کو مزار مصطفٰے کی شکل میں ملا اور مزار مصطفٰے میں گزرے ہوئے شب و روز آپ کو پوری دنیا میں اونچا کر گئے ۔ آپ کا بہترین اثاثہ قرار پائے......................سبحان اللہ۔

☆ اس طرح سرکار دو عالم ﷺ نے صدیق اکبرؓ کو صاحبی علی الحوض فرمایا!

☆ آپ کو معلوم ہے کہ حوض کوثر رحمت دو عالم ﷺ اپنے وفادار اطاعت شعار امتیوں کو جام کوثر تقسیم فرمائیں گے!

☆ اور اپنا ساتھی صدیق اکبرؓ رکھا!

☆ کیوں ....اس لیے کہ صدیق اکبر کو غار کا تجربہ ہے اپنے بیگانے کی پہچان ہے کالے گورے کو پہچانتے ہیں۔دشمن،دوست میں تمیز کرتے ہیں۔

صدیقؓ کو پہچان ہے کہ

مشرک کون ہوتا ہے

دشمن رسول کون ہوتا ہے

مبتدع کون ہوتا ہے

دشمن اصحاب رسول کون ہوتا ہے؟

وہ کون کے حملوں کی بھی پہچان رکھتے ہیں۔

اس لیے صدیق اکبرؓ کو حوض کوثر پر ساتھ رکھا تاکہ اپنے بیگانے کی پہچان ہوتی رہے۔

کیا خیال ہے دشمن صدیقؓ تیرا؟

صدیق اکبرؓ تو غار میں بھی حضور ﷺ کے ساتھ تھے۔

اور

حوض کوثر پر بھی حضور ﷺ کے ساتھ ہوں گے غار میں تو تم اپنے بڑوں کا حشر دیکھ چکے ہو۔اب کوثر پر بھی اپنے بڑوں کا تماشہ دیکھنا چاہتے ہو!

میرا مشورہ

دشمنان اصحاب رسول کو میرا مشورہ یہ ہے کہ طاہر پانی سے وضو کر کے مسجد میں جائیں اور دو نفل پڑھ کر خدا کے حضور سجدہ میں گر جائیں کہ یا اللہ آج تک ہم سب سے جو اصحاب رسول کے سلسلہ میں کوتاہیاں، غلطیاں، گستاخیاں ہوئی ہیں، ہم صدق دل سے توبہ کرتے ہیں اور آئندہ کے لیے وعدہ کرتے ہیں کہ ہمارے دل اور دماغ کی جد و جہد، توحید و سنت کے احیاء اور عظمت اصحاب رسول کے اظہار کے لیے وقف رہے گی تب تمہارا معاملہ درست ہوگا، ورنہ تمھیں ابھی سے تیاری کرنی چاہیے، کوثر پر صدیق اکبرؓ ہوں گے وہاں تمہارا کوئی بس نہیں چلے گا۔

ابھی سوچ لو وقت ہے توبہ کرلو!

عظمت صدیقؓ پر حدیث رسول کا دسواں پھول

حدیث میں آتا ہے کہ ایک دن رسول اللہ ﷺ نے حضرت حسانؓ سے فرمایا کہ

هل قلت فی ابی بکر شیاقال نعم فقال قل وانا اسمع فقال .

وثانی اثنین فی الغار المنیف وقد

طاف العدو به صعد الجبلا

وکان حب رسول الله وقد علموا

من البر یہ لم یعدل بہ احدا

فضحک رسول اللہ ﷺ حتی بدت نواجذہ ثم قال صدقت یا حسان ہو کما قلت . (ابو سعید، حاکم)

سرکار دو عالم ﷺ نے ایک دن حضرت حسان بن ثابتؓ سے فرمایا کہ تم نے ابو بکرؓ کی شان میں بھی کچھ کہا ہے جواب میں عرض کیا! کہ ہاں کہا ہے! فرمایا تو مجھے بھی سناؤ............تو حضرت حسانؓ نے یہ اشعار صدیق اکبرؓ کی شان میں پڑھے۔

☆ اور بلند غار میں وہ دو میں سے ایک تھے، جب دشمن پہاڑ پر چڑھ کو گھوم پھر رہے تھے!

☆ وہ رسول اللہ ﷺ کے محبوب ہیں اور لوگوں کو تحقیق کے ساتھ اس کا علم ہے کہ ساری مخلوق میں آپ کے نزدیک ان کے برابر کا کوئی نہیں ہے۔

یہ سن کر سرکار دو عالم ﷺ اس قدر ہنسے کہ دندان مبارک نمایاں ہو گئے اور فرمایا کہ اے حسانؓ آپ نے سچ کہا............او ایسے ہی ہیں جیسا کہ آپ نے بیان کیا ہے!

(ابو سعید، حاکم)

خطیب کہتا ہے

دیکھا آپ نے؟ سنا آپ نے؟ ملاحظہ کیا آپ نے؟

☆ سرکار دو عالم ﷺ نے شان صدیق اکبرؓ سننے کی خود خواہش فرمائی۔

☆ معلوم ہوا کہ صدیق اکبرؓ کی منقبت میں شاعر سے مدحیہ اشعار سننا سنت رسول ہے۔

☆ معلوم ہوا کہ اہل سنت کے محدثین نے اور مفسرین نے علماء صلحاء نے مصنفین نے شان صدیق اکبرؓ پر اس قدر دلائل و براہین کے انبار لگائے ہیں کہ کوئی حد نہیں اور ان سے ثابت کیا ہے کہ انبیاءؑ کے بعد خدا کی دھرتی پر صدیق اکبرؓ کا کوئی ہمسر نہیں ہے!

آں امن الناس بر مولائے ما
آں کلیم اول سینائے ما

ہمت	اوکشت	ملت	راچوں	ابر
ثانی	اسلام	غارو	بدرو	قبر

حضرات گرامی: اس وقت تک میں نے دس احادیث کا مستند و معتبر ذخیرہ آپ کی خدمت میں ایک گلدستے کی شکل میں پیش کیا ہے امید ہے کہ آپ کے ایمان ضرور تازہ ہوں گے۔

میں اپنے خطیب اور مقرر بھائیوں سے عرض کروں گا کہ خطبات میں تفصیلات کی گنجائش نہیں ہوتی ۔ میں نے آپ کے لیے بنیادیں قائم کر دی ہیں۔ مواد مہیا کر دیا ہے۔ آپ اپنی خداداد صلاحتیوں سے اسے آگے بڑھائیے اور اس بحر ناپیدا کنار میں غوطے لگا کر زیادہ سے زیادہ موتی نکالیے اور اپنے سامعین کی روح اور ایمان کو تازہ کیجئے۔

وما علینا الا البلاغ

بسم اللہ الرّحمٰن الرّحیم

فاروق اعظمؓ احادیث کی روشنی میں

نَحۡمَدُهُ وَ نُصَلِّی عَلٰی رَسُوۡلِهِ الۡکَرِیۡمِ اَمَّا بَعۡدُ فَاَعُوۡذُبِاللّٰهِ مِنَ الشَّیۡطَانِ الرَّجِیۡمِ. بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

عن ابن عمرؓ قال قال رسول الله ﷺ ان الله جعل الحق علی لسان عمرو قلبه. (مشکوة)

حضرت ابن عمرؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالی نے عمر کی زبان اور دل پر حق کو جاری فرما دیا ہے!

حضرات گرامی: آج کی تقریر کا عنوان حضرت فاروق اعظمؓ کے فضائل کا بیان ہے۔ جس طرح قرآن مجید نے سیدنا فاروق اعظمؓ کی فضیلتوں کو اجاگر فرمایا ہے اسی طرح سرکار دو عالم ﷺ کی زبان اقدس سے بھی فاروق اعظمؓ کے فضائل ومناقب کا تذکرہ موجود ہے میرا دل چاہتا ہے کہ آج میں فاروق اعظمؓ کے ان فضائل کا تذکرہ کروں جو زبان نبوت نے بیان فرمائے ہیں چنانچہ مذکورہ بالا حدیث میں بیان کیا گیا ہے کہ اللہ تعالی نے عمرؓ کے دل اور زبان پر حق جاری کر دیا ہے۔

خطیب کہتا ہے

☆ انسان کے اندر دو قوتیں نہایت اہم ہیں۔

☆ اولاً دل

☆ ثانیاً زبان

دل سوچتا ہے کسی چیز کی صداقت وعدم صداقت کا فیصلہ کرتا ہے اور زبان اسے بیان کرتی ہے!

☆ **انّ اللّٰہ لا ینظر الٰی صورکم ولکن ینظر الٰی قلوبکم**

اللہ تعالی تمہاری صورتوں کو نہیں دیکھتا بلکہ وہ تو تمھارے دلوں کو دیکھتا ہے۔

☆ اسی طرح مشہور حدیث ہے کہ

انما الا عمال بالنیات

کہ اعمال مقبولیت وعدم مقبولیت کا دارومدار نیتوں پر ہے۔ نیت درست ہے، تو اعمال قبول ہوں گے۔ نیت درست نہیں تو اعمال مسترد کردیے جائیں گے۔

☆ اللہ تعالی نے حضرت عمرؓ کے دل پر قبضہ کر لیا ہے ان کے دل پر حق جاری کر دیا ہے ....اس کا مطلب یہ ہے کہ عمرؓ وہی کرے گا جو خدا کی مرضی ہوگی، عمرؓ خدا کی مرضی کے بغیر چل ہی نہیں سکتا!

اسی لیے بیسیوں مقام ایسے ہیں کہ جو عمرؓ نے فرش پر چاہا وہی خدا نے عرش پر کر دیا۔

کیوں؟

اس لیے کہ عمرؓ کے دل پر خدا کا قبضہ، عمر کوئی چیز مرضی مولیٰ کے بغیر کرسکتا ہی نہیں۔ سوچ سکتا ہی نہیں۔

اسی طرح عمر کی زبان پر خدا کا قبضہ، عمر کی زبان حق کی ترجمان ہے!

عمرؓ بعض اوقات بولتا تھا تو عرش سے انہی الفاظ کو قرآن بنا کر نازل کر دیا جاتا تھا۔

فضیلت فاروقؓ پر حدیث کا دوسرا پھول

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔

قالت بینا راس رسول اللہ ﷺ فی حجری فی لیلة ضا حیة اذقلت یا رسول اللہ هل یکون لا حد من الحسنات عد د نجوم السماء قال نعم عمرؓ (الحدیث)

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ ایسا اتفاق تھا کہ سرکار دوعالم ﷺ کا سر مبارک میری گود میں تھا، چاندنی رات تھی! میں نے حضور ﷺ سے سوال کیا کہ یارسول اللہ کسی کی نیکیاں آسمان کے تاروں جتنی بھی ہوسکتی ہیں، تو آپ نے جواب میں فرمایا کہ ہاں ....عمرؓ کی

خطیب کہتا ہے

☆ اس حدیث میں یہ بتایا گیا ہے کہ عمرؓ کی نیکیوں کا کوئی شمار ہو ہی نہیں سکتا۔

☆ جس طرح آسمان کے تاروں کا شمار کرنا ممکن نہیں، اسی طرح سیدنا فاروق اعظمؓ کی نیکیوں کا

شمار ناممکن ہے!

☆ جس طرح آسمان کے تارے بے شمار

☆ اسی طرح فاروق اعظمؓ خدا اور سول کے پیارے بے شمار

☆ سیدہ صدیقہ رضی اللہ عنہ نے عظمت فاروقی کا سکہ بٹھا دیا۔

عظمت فاروقی کا تیسرا پھول

قال قال رسول الله ﷺ لو کان نبی بعدی نبی لکان عمر بن الخطاب (ترمذی)

سرکار دوعالم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو عمر بن خطاب ہوتا!

خطیب کہتا ہے

☆ نبوت کا دروازہ حضور ﷺ کے بعد قیامت تک کے لیے بند ہے!

☆ حضور ﷺ کے بعد اب کوئی نیا نبی پیدا نہیں ہوگا۔

☆ حضور ﷺ کے بعد جو شخص نبوت کا دعویٰ کرے وہ دجال ہے کذاب ہے، کافر ہے، دائرہ اسلام سے خارج ہے۔

☆ نبوت کا دروازہ اگر بند نہ ہو گیا ہوتا تو پھر حضور ﷺ کے بعد نبوت کا تاج عمرؓ کے سر پر سجایا جاتا۔

☆ کیوں: اس لیے کہ فاروق اعظمؓ کا مزاج ....فکر............سوچ نبوت کی سرحدوں کے قریب قریب تھی! آپ نے نہیں سنا کہ بعض اوقات حضرت عمرؓ کے فرمائے ہوئے کو قرآن بنا دیا گیا۔ بعض اوقات حضرت عمرؓ کے فیصلے کو اللہ تعالیٰ نے اپنا فیصلہ قرار دے دیا۔

☆ بعض اوقات جو رائے عمرؓ کی فرش پر ہوتی۔ وہی رائے خدا کی عرش پر ہوتی۔

☆ بدر کے قیدیوں کے بارے میں جو فیصلہ سیدنا فاروق اعظمؓ کا تھا وہی فیصلہ ربّ کریم کا تھا۔

☆**لو کان نبی بعدی لکان عمر**

☆ قادیانیو؟ تم بھی سن لو۔ جب عمرؓ جیسا نبوت کے مزاج کے قریب شخص نبی نہیں بن سکتا، تو

تمہارا مرزا دجال بھی نبی نہیں بن سکتا۔

وہ نبوت ہے مسلماں کے لیے برگ حشیش
جس نبوت میں نہیں شوکت وحشمت کا پیام

عظمت فاروق اعظمؓ کا چوتھا پھول

سیدنا صدیق اکبرؓ فرماتے ہیں کہ

سمعت رسول الله ﷺ یقول ماطلعت الشمس علیٰ رجل خیر من عمر (ترمذی)

میں نے سرکار دوعالم ﷺ سے سنا ہے کہ وہ فرماتے تھے کہ جس آدمی پر کہ سورج چمکتا ہے، یعنی جو آدمی دنیا میں پیدا ہوتا ہے۔ عمرؓ سے بہتر کوئی نہ ہوا یعنی حضرت عمرؓ سب سے بہتر ہیں۔

خطیب کہتا ہے

انبیاء کے بعد خدا کی دھرتی پر عمرؓ سے بہتر کوئی بچہ ماں نے نہیں جنا۔

☆ عمر فاروق اعظمؓ خدا کی دھرتی کا محترم ترین سپوت ہے۔

☆ صدیق اکبرؓ جو خیر الخلائق بعد الانبیاء ہیں انہوں نے عظمت فاروق اعظمؓ کا سکہ بٹھا دیا۔

سبحان اللہ

☆ صدیق اکبرؓ فاروق اعظم دو ایسے ہیرے ہیں جو اسلامی زیور کے ہر زیور میں نقش ہوں گے۔

☆ صدیقؓ وفاروقؓ آسمان کے دو چمکتے ہوئے تارے ہیں جن کی روشنی سے عالم نے راہ پائی

سبحان اللہ

عظمت فاروقی کا پانچواں پھول

قال رسول الله ﷺ انی لا ادری ما بقائی فیکم فاقتدو بالذین من بعدی ابی بکرو عمر . (ترمذی)

سرکار دوعالم ﷺ نے ارشاد فرمایا میں نہیں جانتا کب تک میرے زندگی باقی ہے تمہارے لیے

لازم ہے کہ میرے بعد ابوبکرؓ اور عمرؓ کی پیری کرنا۔

خطیب کہتا ہے

☆علم غیب کا مسئلہ بھی حل ہوگیا کہ

لَا اَدْرِیْ مَا بَقَائِی فِیکُمْ.

☆اس دور کا راہب اس ارشاد پیغمبر کا مطلب سمجھا دے کہ کیا ہے؟

☆ اگر ان الفاظ کا یہی ترجمہ اور مطلب ہے کہ مجھے نہیں معلوم کہ مجھے کس قدر زمانہ اور وقت تمھارے ساتھ گزارنا ہے اور مجھے کب دنیائے فانی سے رخصت ہونا ہے تو آپ بتائیں کہ پھر حضور ﷺ کے ان جملوں کا مطلب کیا ہے؟

☆ خطیب اور اس کے اکابر کا عقیدہ یہ ہے کہ اللہ تعالی نے ہر وہ علم جو مشن نبوت اور مقصد نبوت کے لیے ضروری تھا حضور کو عطا فرمایا دیا۔ اور باوصف علم غیب صرف خاصہ خداوندی ہے اس پر کسی کا قبضہ نہ ہوا ہے اور نہ ہوسکتا ہے!

علم نبوت اور علم مصطفٰے کے ہم دل و جان سے قائل ہیں مگر گڑ بڑ نہ کیجئے علم نبی اور چیز ہے اور علم غیب اور چیز ہے۔

؎علم غیب کس نمے داند بجز پروردگار
ہر کسے گفتے کہ من دانم باو بار مدار

مصطفٰے ہر گز نہ گفتے تا نہ گفتے جبرائیل
جبرائیلش ہم نہ گفتے تا نہ گفتے کردگار

☆ میرے آقا نے فرمایا کہ میرے جانے کے بعد ابوبکرؓ و عمرؓ کا دامن نہ چھوڑنا۔

☆ معلوم ہوا کہ علوم نبوت، مشن نبوت کے اولین وارث اور محافظ ابوبکرؓ و عمرؓ ہی ہوں گے......

☆ سیدنا فاروق اعظمؓ میرے محبوب کی آنکھ کا تارا بھی تھے............ بعد میں مسلمانوں کے لیے عظمتوں کا مینار بھی تھے................سبحان اللہ

عظمت فاروق اعظم کا چھٹا پھول

سرکار دوعالم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ

ان اهل الدرجات العلیٰ لیرا هم من تحتهم کما ترون النجم الطالع فی افق السماء وان ابا بکر و عمر منهم والنعما. (ترمذی)

بلند مرتبہ جنتیوں کو نیچے درجے والے اس طرح دیکھیں گے جس طرح تم کنارہ آسمان پر روشن ستارے کو دیکھتے ہو، ابوبکرؓ وعمرؓ ان میں سے ہیں۔

خطیب کہتا ہے

☆ یہ تو روزمرہ کا مشاہدہ ہے

☆ کہ جب کوئی لیڈر بلند مقام پر کھڑا ہوتا ہے تو لوگ نیچے پنڈال سے اشارے سے ساتھیوں کو بتاتے ہیں کہ وہ ہیں ہمارے قائد

☆اسی طرح نیچے کھڑے ہوئے لوگ جب ان کا قائد بلند مقام سے نمودار ہوتا ہے تو اشاروں اشاروں میں ایک دوسرے کو بتاتے ہیں کہ وہ ہیں ہمارے قائد اور مرشد۔

☆اسی طرح ہمارے ہاں پاکستان میں جب عید کا چاند دیکھا جاتا ہے تو لوگ نیچے سے اشارے کر کے ایک دوسرے کو بتاتے ہیں کہ وہ ہے عید کا چاند۔

☆اسی طرح جب جنت کا فیصلہ ہو جائے گا۔ ہر ایک کو اس کی نیکیوں کا بدلہ دے دیا جائے گا اور ہر ایک کو اس کی شان کے مطابق جنت الاٹ کر دی جائے گی تو تمام جنتی جب اپنے اپنے محلات اور رہائش گاہوں میں چلے جائیں گے۔تو انبیاء کے بعد جن کی جنت بلند و بالا ہوگی وہ ابوبکرؓ وعمرؓ ہوں گے۔جنتی ان کو بلندیوں پر دیکھ کر ایک دوسرے کو اشارہ کر کے بتایا کریں گے کہ

☆ وہ ہیں ابوبکرؓ

☆ وہ ہیں عمرؓ

☆ جنت میں جانے کے بعد تو ہر کوئی کہے گا کہ وہ ہیں رفیق نبوت ابوبکر صدیقؓ اور وہ ہیں نبوت کے عظیم جرنیل فاروق اعظمؓ۔

☆ خطیب بھی کہتا ہے!

☆ وہ ہیں ابوبکرؓ و عمرؓ روضہ انور میں

☆ وہ ہیں ابوبکرؓ و عمرؓ بدر و احد و خیبر میں

☆ وہ ہیں ابوبکرؓ و عمرؓ نبی کے دائیں بائیں

☆ وہ ہیں ابوبکرؓ و عمرؓ نبوت کے مصلے اور منبر پر

☆ وہ ہیں ابوبکرؓ و عمرؓ نبوت کے ہاتھ میں ہاتھ دیئے آرہے ہیں۔

☆ دشمن صدیقؓ و عمرؓ چونکہ جنت میں تو ہوگا ہی نہیں اس لیے اس کو بھی دکھایئے کہ وہ ہیں ابو بکرؓ و عمرؓ نبوت کے روضہ اقدس میں۔

؎ یہ رتبہ بلند ملا جس کو مل گیا
ہر مدعی کے واسطے دار و رسن کہاں

سبحان اللہ

عظمت فاروقؓ کا ساتواں پھول

ان النبی ﷺ رای ابا بکر و عمر فقال ھٰذان السمع والبصر (ترمذی)

سرکار دو عالم ﷺ کو دیکھا تو فرمایا کہ یہ دونوں سمع و بصر ہیں

خطیب کہتا ہے

☆ یہ دونوں سمع و بصر ہیں

☆ سمع و بصر، کان اور آنکھ

☆ کان اور آنکھ کا کیا مطلب؟ اس سے کس بات کی عظمت اور فضیلت ظاہر ہوتی ہے۔

میں ہمیشہ اس بات پر سوچا کرتا تھا

☆ ایک دن میرا اچانک دماغ روشن ہوگیا جب میں ایک کمشنر سے بات کر رہا تھا تو اس نے کہا کہ مولانا ہم تو حکومت کے اعلیٰ افسروں کے کان اور آنکھیں ہوتے ہیں۔

☆ وہ ہمارے سنے ہوئے اور ہمارے دیکھے ہوئے حالات کے مطابق فیصلہ کرتے ہیں۔

☆ ہم پر وہ اس قدر بھر پور اعتماد کرتے ہیں جس طرح ہر شخص اپنے کانوں اور اپنی آنکھوں پر اعتماد کرتا ہے۔ کمشنر صاحب کی بات سن کر حدیث کے ان الفاظ کا معنی فوراً سمجھ میں آ گیا کہ سیدنا صدیق اکبرؓ اور فاروق اعظمؓ تو میرے محبوب کے کان اور آنکھیں ہیں یہ جو دیکھ کر بارگاہ نبوت میں پیش کریں گے نبوت کا فیصلہ وہی ہوگا، یہ جو بات سن کر اپنے آقا کی خدمت میں پیش کریں گے فیصلہ اسی کے مطابق ہوگا............ یہ نبوت کی آنکھ اور نبوت کا کان ہیں!

سبحان اللہ

خطیب کو چاہیے کہ اسے اور پھیلائے اور اس پر رنگ باندھے۔ ماشاء اللہ

عظمت فاروقؓ اعظم کا آٹھواں پھول

قال علی بن ابی طالب رضی الله عنه خیر هذه الا مة بعد نبیها ابو بکر و عمر (امام احمد)

حضرت علیؓ بن ابی طالب نے فرمایا کہ اس امت میں اس کے نبی کے بعد ابو بکرؓ و عمرؓ سب سے بہتر ہیں۔

خطیب کہتا ہے

مزہ آ گیا، زبان علیؓ کی شان عمرؓ کی۔

☆ اگر ہمت ہے تو روک دیجئے تم جو کہتے ہو کہ ہم حیدری ملنگ ہیں؟ ہم حیدرؓ کے غلام ہیں۔

☆ یہ دیکھئے حیدرؓ کرار نے ایک وار سے ہی ملنگوں کے تمام خاکے برباد کر دیئے۔ یہ فرما کر کہ عمرؓ نبی کے بعد بہترین آدمی ہیں۔ افضل ہیں اور اس امت میں نبی اور صدیقؓ کے بعد سب سے اونچے ہیں۔

☆ جو عقیدہ علی مرتضیٰؓ کا ہے۔

☆ علیؓ عقیدہ اہل سنت والجماعت کا ہے۔

☆ علیؓ بھی عمرؓ کو امت کا بڑا مانتے ہیں

☆ سنی بھی عمرؓ کو امت کا بڑا مانتے ہیں

☆ عمرؓ کے دشمنو! لڑنا ہے تو علیؓ سے لڑو

☆ عمرؓ کے دشمنو! لڑنا ہے تو حیدر کرار سے لڑو

☆ اہل سنت کے گلے کیوں پڑتے ہو؟

☆ سنی کا علیؓ بھی پیر ہے

☆ سنی کا عمرؓ بھی پیر ہے

عظمت فاروق اعظمؓ کا نواں پھول

قال علی رضی الله عنه خیر الناس بعد رسول الله ﷺ ابو بکر وعمر ...... لا یجتمع حبی وبغض ابی بکر و عمر فی قلب مومن (طبرانی)

حضرت علی مرتضیٰؓ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کے بعد ابو بکرؓ و عمرؓ سب آدمیوں سے بہتر ہیں مجھ سے محبت اور ابو بکرؓ و عمرؓ سے بغض کسی مومن کے دل میں جمع نہیں ہو سکتے!

خطیب کہتا ہے

فیصلہ ہو گیا

جو محبّ علیؓ ہے!

اس کے لیے ضروری ہے کہ وہ محبّ ابو بکرؓ ہو

اس کے لیے ضروری ہے کہ وہ محبّ عمرؓ ہو

جو محبّ صدیقؓ و فاروقؓ نہیں ہے

وہ نہ تو محبّ علیؓ ہے

نہ وہ مومن ہے۔

کیونکہ علی مرتضیٰؓ کا رشاد ہے کہ محبّ علیؓ کیلئے محبّ صدیقؓ و فاروق ہونا ضروری ہے۔

☆ کیا فرماتے ہیں حیدری ملنگ بیچ اس مسئلے کہ اب حضرت علی مرتضیٰؓ کے فیصلے کے پیش نظر آپ کا حشر کیا ہو گا۔

☆ اب حیدر کرار کے مرید رہتے ہوئے بھی صدیقؓ و فاروقؓ کے بغض سے دلوں کو پاک نہیں

کریں گے! قیامت کو کوڑے پڑیں گے۔ ابھی سے توبہ کر کے حضرت علیؓ کی اقتدار میں ابوبکرؓ و عمرؓ کی سیادت کو قبول کو لو۔

عظمت فاروق اعظمؓ کا دسواں پھول

مر علی بن ابی طالب علی المساجد فی رمضان و فیها القنادیل فقال نور الله علی عمر قبره کما نور علینا مساجدنا ......(کنز العمال ج ۲)

رمضان المبارک میں علی مرتضیٰؓ مساجد کے پاس سے گزرے، جہاں قندیلیں جگمگا رہی تھیں، تو فرمایا اللہ عمرؓ کی قبر کو روشن کرے جیسے کہ اس نے ہماری مسجدوں کو روشن کر دیا۔

خطیب کہتا ہے

☆ واہ بھئی واہ!

کیسی دعا دی ہے علی مرتضیٰؓ نے سیدنا فاروق اعظمؓ کو کہ خدا ان کی قبر کو روشن کرے جیسے انہوں نے ہماری مسجدوں کو روشن کیا ہے۔

☆ مساجدنا............ معلوم ہوا کہ حضرت علیؓ کی عبادت گاہ کا نام مسجد تھا امام بارگاہ نہیں تھا!

☆ آج جن کے پاس مسجدیں ہیں وہی حیدری ہیں

☆ آج جن کے پاس مسجدیں ہیں وہی علوی ہیں

☆ آج جن کے پاس مسجدیں نہیں وہ حیدری بھی نہیں

☆ آج جن کے پاس مسجدیں نہیں وہ علوی بھی نہیں

☆ مسجدیں بناؤ اگر حیدری بننا ہے

☆ مسجدیں بناؤ اگر علوی بننا ہے

☆ خطیب تو یہ محسوس کرتا ہے!

جب سے دشمنان علیؓ نے سیدنا علی مرتضیٰؓ کو مسجد میں شہید کیا ہے اللہ تعالیٰ نے اسی دن سے ان سے مسجدیں چھین لی ہیں۔

☆ آج جن کے پاس مسجد بھی نہیں

☆ آج جن کے پاس منبر بھی نہیں

☆ آج جن کے پاس محراب بھی نہیں

☆ آج جن کے پاس حضرت علیؓ والی اذان بھی نہیں

☆ آج جن کے پاس حضرت علیؓ والی نماز بھی نہیں

☆ آج جن کے پاس حضرت علیؓ والا قرآن بھی نہیں

☆ آج جن کے پاس حضرت علیؓ والی حفظ قرآن کی دولت بھی نہیں

☆ آج جن کے پاس حضرت علیؓ والا رمضان بھی نہیں

☆ آج جن کے پاس حضرت علیؓ والی تراویح بھی نہیں

☆علی مرتضیٰؓ کو شہید کرنے کی یہ سزا ملی اللہ تعالی نے اپنی تمام نعمتیں علیؓ کے قاتلوں سے چھین لیں۔

☆الحمد اللہ سنی کی مسجد بھی آباد

☆سنی کی نماز اور جماعت بھی آباد

☆سنی کی حفظ قرآن کی درس گاہ بھی آباد

☆سنی کے منبر ومحراب بھی آباد

انشاء اللہ قیامت کے دن حضرت علیؓ کی قیادت رفاقت کی سعادت بھی اہل سنت کو ملے گی اس وقت نام حیدری ملنگ بہت پریشان ہوں گے لیکن اس وقت ان کی مذمت اور پریشانی کام نہیں آئے گی بلکہ فیصلہ ہو چکا ہوگا اور تمھارے اعمال اکارت جائیں گے اور **خسر الدینا والاٰخرة** کا پروانہ یا وارنٹ تمھارے ہاتھ میں تھمایا جا چکا ہوگا اور پھر وہی کچھ تمھارے ساتھ ہوگا۔ جو دشمن صدیقؓ، دشمن فاروقؓ، دشمن عثمانؓ، دشمن علیؓ، دشمن صحابہ کے متعلق کیا جا رہا ہوگا۔ میری دعا ہے کہ اللہ تعالی تمہیں توبہ کی توفیق نصیب فرمائے اور دامن صحابہ کے ساتھ وابستہ ہونے کی توفیق نصیب فرمائے!

وما علینا الا لبلاغ

بسم اللہ الرّحمٰن الرّحیم

صحابہؓ کرام کے

عجیب وغریب واقعات

نَحْمَدُہٗ وَ نُصَلِّی عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُبِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ. بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

مَنْ کَانَ لِلّٰہِ لَہٗ.

حضرات گرامی: آج میں آپکو ایک عجیب وعظ سنانا چاہتا ہوں جسے پڑھ کر اور سن کو میں خود حیران ہوں میں نے تاریخ اسلام اور تاریخ صحابہ کرام کا مطالعہ کرتے وقت صحابہ کرامؓ کے ایسے ایسے واقعات پڑھے کہ میرے رونگٹے کھڑے ہوگئے۔ میں تو ان واقعات کی یہی توجیہ کرسکا ہوں کہ صحابہ کرام اس قدر فنافی اللہ تھے کہ اب انہیں یہ مقام حاصل ہوگیا تھا کہ خود خداوند قدوس نے ان کے ان کام اپنے ہاتھ میں لے لیے تھے! میں تو حیران ہوتا ہوں جب یہ دیکھتا ہوں کہ اللہ تعالی نے ان کی ایسی ایسی کرامات کا ظہور کیا جو رہتی دنیا تک ان کا نام روشن اور ان کے مشن کو زندہ رکھیں گی!

آج کی تقریر میں میں آپ کے سامنے ان وقعات کا تذکرہ کروں گا جنہیں سن کر آپ بھی اسی نتیجہ پر پہنچیں گے کہ سرکار دوعالم ﷺ کے صحابہ اللہ کے فضل وکرم سے اس مقام پر پہنچ گئے تھے کہ انہیں ہر میدان پر نصرت خداوندی حاصل تھی!

پہلا واقعہ

سیدنا فاروق اعظمؓ نے نہاوند کے معرکہ کے لیے حضرت ساریہؓ کی قیادت میں ایک لشکر روانہ فرمایا۔ حضرت ساریہؓ نے نہایت دلیری اور بہادری سے دشمنوں کا مقابلہ شروع کیا اور دشمنون کے چھکے چھڑا دیئے ایک موقعہ پر دشمن نے موقعہ پا کر ایک طرف حملہ کرنے کا منصوبہ بنایا اور اس کی تکمیل کے لیے چل پڑے۔ حضرت فاروقؓ جمعہ پڑھا رہے تھے کہ

اچانک نظر اوپر اٹھا کر فرمایا کہ حضرت فاروقؓ پڑھ رہے تھے کہ

یا سارية الجبل ثلاثا (تاريخ الخلفا)

آپ نے تین مرتبہ اس جملہ کو دہرایا اللہ تعالی نے مسلمانوں کو وہاں فتح نصیب فرمائی تو ایک شخص حضرت امیر المومنین سیدنا فاروق اعظمؓ کو خوش خبری سنانے کے لیے آیا تو آپ نے اس سے دریافت فرمایا کہ فتح کیسے ہوئی؟ تو اس نے آپ کی خدمت میں عرض کیا کہ ہمیں لڑائی میں شکست ہو رہی تھی اور دشمن ہم پر ایک خاص مقام سے حملہ آور ہو رہا تھا کہ اچانک ایک آواز کہ **یاسارية الجبل** کی سنائی دی جس کی وجہ سے دشمن کا بروقت موثر توڑ ہو گیا اور وہ ہم پر غلبہ حاصل نہ کر سکا۔ سبحان اللہ

خدائی وائرلیس:

پہلے وقتوں میں اس قسم کی باتیں نا قابل یقین ہوتی تھیں اور لوگ انہیں تسلیم نہیں کرتے تھے۔ مگر اس دور میں سائنس اس قدر ترقی کر گئی ہے کہ اس نے اسلام کی ان باتوں کی تصدیق کر دی ہے اب یہ بات نا قابل فہم نہیں رہی بلکہ پاکستان میں بیٹھ کر ہزاروں میل دور امریکہ میں بات ہو سکتی ہے روس میں بات ہو سکتی ہے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ اگر تمہارے وائرلیس سیٹ اس قدر مضبوط اور مستحکم ہیں کہ ان پر ہزاروں میل دور بات ہو سکتی ہے تو خداوند قدوس کے وائرلیس سیٹ اس قدر مضبوط ہیں کہ ان پر اس سے بھی زیادہ دور بات کی جا سکتی ہے سیدنا فاروقؓ کو اس واقعہ میں دو باتیں عطا فرمائی تھیں

اولاً.................اتنی دور سے مسلمانوں کے لشکر کو دیکھنا

ثانیاً.................پھر اس لشکر کو آواز دینا

☆ اللہ نے منظور نظر نبوت میں بھی وہ روشنی پیدا کر دی جس نے ہزاروں میل دور سے لشکر اسلام کو دیکھ لیا۔

☆ اسی طرح اللہ تعالی نے فاروق اعظمؓ کی آواز کو مسلمانوں کے لشکر تک پہنچا دیا۔

☆ اسی طرح اس میں جہاں سیدنا تاروق اعظمؓ کے کمال اور عظمت کے موتی موجود ہیں

اسی طرح حضرت ساریۃؓ کی بھی کرامت کا ظہور ہوتا ہے کہ انہوں نے سیدنا فاروق اعظمؓ کی آواز کو سن لیا اور اس پر عمل کر کے دشمنوں کے لشکر کو تباہ و برباد کر دیا اور اسلامی فتح کا جھنڈا گاڑ دیا۔

محترم سامعین............ میں آپ کو پہلی کسی تقریر میں بتا چکا ہوں کہ اگر کوئی انہونا کام نبی کے ہاتھ پر سرزد ہو جائے تو اسے معجزہ کہا جاتا ہے اور اگر اسی طرح کوئی کام خلاف معمول ولی کے ہاتھ پر سرزد ہو جائے تو اسے کرامت کہا جاتا ہے۔ یہ واقعہ سیدنا فاروق اعظمؓ کی کرامت ہے ایسی جس نے اسلامی عظمتوں کے پرچم بلند کر دیے۔

سبحان اللہ

عجیب بات

یہی فاروق اعظمؓ جو ساریۃالجبل فرما رہے ہیں ایک وقت ایسا آیا کہ یہ نماز پڑھا رہے تھے اور صحابہ کرامؓ ان کے پیچھے باجماعت نماز ادا کر رہے تھے۔ ایک ایرانی قاتل ابولئولئو نماز کی صف میں پیچھے کھڑا ہوا حضرت فاروق اعظمؓ پر حملہ آور ہوتا ہے جس کی تاب نہ لا کر فاروق اعظمؓ شہید ہو گئے لیکن اس عظیم حادثے میں نہ تو سیدنا فاروق اعظمؓ کو پیچھے کھڑے قاتل کا پتہ چل سکا اور نہ ہی اصحابؓ رسول کو خبر ہو سکی۔ حالانکہ ابولولو ان کے ساتھ صفوں میں شریک تھا اور حملے کی نیت سے خنجر بھی ساتھ لیے ہوئے تھا۔

علم غیب

اللہ تعالیٰ کا خاصہ ہے، وہ جو چاہے تو ہزروں میل دور لڑنے والے ساریۃؓ کو حضرت عمرؓ کے سامنے دکھا دے اور نہ چاہے تو فاروق اعظمؓ کا اپنا قاتل نماز میں قتل کی نیت سے پیچھے کھڑا رہے اس کی خبر نہ ہونے دے!

؎ علم غیبے کس نمے داند بخبر پروردگار

دوسرا واقعہ

سیدنا فاروق اعظمؓ کے دورِ خلافت میں ایک دفعہ مدینہ منورہ میں زلزلہ آیا جسے تفسیر کبیر میں اس طرح بیان کیا گیا ہے۔

وقعت الزلزلة فی المدینه فضرب عمر الدرة علی الارض فقال اسکنی باذن الله فسکنت وما حدیث الزلزلة بالمدینة بعد ذالک. (تفسیر کبیر)

حضرت عمرؓ نے اپنا درہ زمین پر مارا اور فرمایا کہ خبردار اگر آئندہ ایسی حرکت کی۔ اللہ کے حکم سے ٹھہر جا۔ زلزلہ اس طرح بھاگا کہ آج تک پھر مدینہ میں زلزلہ نہیں آیا۔

خطیب کہتا ہے

☆ حضرت عمرؓ نے زمین کو حکم دیا کہ **اسکنی**

☆ سوچنے کی بات ہے کہ زمین میں سمجھنے کی صلاحیت کہاں سے پیدا ہوگئی اور اس کے فاروق اعظمؓ کے ایک ہی درے سے مزاج درست ہو گئے

☆ آج تک مدینہ منورہ میں پھر زلزلہ نہیں آیا

☆ **باذن الله** کے لفظ نے شرک و بدعت کی دھجیاں اڑا دیں۔ معلوم ہوا کہ حضرت عمر فارق اعظمؓ نے ہاتھ پر ظاہر ہونے والے واقعات میں ہاتھ فاروق اعظمؓ کا تھا اور طاقت خدا کی تھی۔ اسے ہی کرامت کہا جاتا ہے!

تیسرا واقعہ

مشہور واقعہ ہے کہ مصر میں دریائے نیل جب تک ایک کنواری حسینہ جمیلہ کا خون نہیں لیتا تھا اس میں پانی نہیں آتا تھا۔ مصری عوام کو ہر سال اس دردناک اور المناک مصیبت سے گزرنا پڑتا تھا۔ سیدنا فاروق اعظمؓ کے دور میں جب حضرت عمرو بن عاصؓ مصر کے گورنر بن کر آئے تو لوگوں نے ان کو تمام ماجرا سنایا کر گزارش کی کہ کسی طرح اس واقعے سے ہمیں نجات ملنی چاہیے حضرت عمر بن عاصؓ نے فرمایا کہ انشاء اللہ میں عہد جاہلیت کے

نقش کہن مٹا کے چھوڑوں گا۔ چنانچہ آپ نے حضرت فاروق اعظمؓ کواس سلسلہ میں خط لکھااور مسئلہ کے حل کے لیے آپ سے گزارش کی۔ سیدنا فاروق اعظمؓ نے حضرت عمرو بن عاصؓ کو خط لکھا جس میں ان کے لیے نصرت خداوندی کی دعا کی اور ایک خط دریائے نیل کو لکھا کہ اس میرے خط کو دریائے نیل میں ڈال دیا جائے اور پھراس کے رویہ کی مجھے اطلاع دینا، چنانچہ حضرت عمرو بن عاصؓ نے سیدنا فاروقؓ کا خط دریائے نیل میں ڈال دیا۔اس خط میں حضرت فاروق اعظمؓ نے دریائے نیل کوتحریرفرمایا کہ **ان کنت من قبلک تجری فلا تجر وان کان الله یجریک فاسئل الله الواحد القهار ان یجریک .**

اگرتو اپنی مرضی سے چلتا ہےتو نہ چل اور اگر تو اللہ تعالی تجھے چلاتے ہیں تو پھر میں اللہ تعالی سے عرض کرتا ہوں کہ تجھے روانی عطا فرمادے اور پھر فرمایا کہ تجھے حکم دیتا ہوں کہ چل۔ حضرت عمرو بن عاصؓ فرماتے ہیں کہ دوسرے روز لوگ صبح اٹھے تو دیکھا کہ نیل میں ایک طغیانی کی کیفیت پیدا ہوچکی ہے۔

خطیب کہتا ہے

☆ سیدنا فاروق اعظمؓ کا دریائے نیل نے کو خط لکھنا!

☆ کیا دریائے نیل کو علم تھا کہ فاروق اعظمؓ کون ہیں؟

☆ کیا دریائے نیل یونیورسٹی کا فاضل تھا کہ اس نے حضرت فاروق اعظمؓ کا خط پڑھ لیا؟

☆ کیا دریائے نیل سمجھتا تھا کہ اگر میں نے فاروق اعظمؓ کے حکم کی اطاعت نہ کی تو اس کے نتائج بہتر نہیں ہوں گے!

☆ کیا دریائے نیل بھی حضرت فاروق اعظمؓ کی رعایا تھا۔

☆ ان تمام باتوں کا ایک ہی جواب ہے۔ فاروق اعظمؓ سرتاپا اپنے خدا کے پرستار تھے ان کی زندگی کا ایک ایک لمحہ اس کے احکامات کی پابندی اور سنت رسول ﷺ کی پیروی میں گزرتا تھا۔ اسی کی خلافت کا راج قائم تھا۔ اس لیے اللہ تعالی نے ان کے قلم کے لکھے

ہوئے الفاظ دریائے نیل...... کے دل وجگر میں اتار دیئے۔ اس ذات نے نیل کو سمجھ دے دی جس ذات نے نیل کو پیدا فرمایا تھا!

☆ وہی اللہ اس کو پیدا کرنے والا

☆ وہی اللہ اس کو سمجھ دینے والا

☆ وہی اللہ اس کو حضرت عمرؓ کا خط سمجھانے والا

☆ وہی اللہ اس کو راستہ دکھانے والا

☆ وہی اللہ اس میں روانی پیدا کرنے والا

☆ وہی اللہ اس میں حضرت عمرؓ کی اطاعت پیدا کرنے والا

☆ سبحان اللہ دنیائے مصر نے دیکھا کہ محمد ﷺ کے پروانوں کی بادشاہی بحر و بر پر ہے۔ سبحان اللہ۔

☆ فاروق اعظمؓ نے دریائے نیل کی روانی اللہ سے مانگی۔

☆ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب بندے فاروق اعظمؓ کی التجا کو پورا فرمایا اور دریا نے روانی کر دی!

آج تک نیل میں روانی ہے مٹھاس ہے۔ فرحت ہے اور نیل کا پانی ہے جس نے مصریوں کے چہروں پر حسن اور گلوں میں رس گھول دیا ہے۔

سبحان اللہ

☆ میں مصر گیا تھا دریائے نیل کو خود دیکھا کہ رواں دواں تھا............ میں نے بھی بزبان حال اس سے سوال کیا تھا کہ سیدنا فاروق اعظمؓ کے حکم کے بعد کبھی رکا تو نہیں تو اس نے آواز دی کہ قیامت کے دن مار کھانی ہے۔

رکنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا............ سیدنا فاروق اعظمؓ کی کرامت ہے کہ آج مصر کی تشنگی فاروق اعظمؓ کی برکت سے بجھی ہوئی نظر آتی ہے۔

چوتھا واقعہ

بحرین سے فراغت کے بعد جب صحابہ کرام نے شہر دار بن پر حملہ کیا تو راستے میں سمندر واقع تھا اور یہ سمندر اس قدر بڑا تھا کہ اگر جہاز کے ذریعے سفر کیا جاتا تو ایک دن اور ایک رات کی مسافت تھی۔ حضرت علاء حضرمیؓ اس لشکر کے امیر تھے۔آپ نے جب دیکھا کہ ہمارے راستے میں سمندر آ گیا ہے اور یہ ہمارے جہاد فی سبیل اللہ روکنے کا سبب بن رہا ہے تو آپ نے صحابہ کے لشکر کو حکم دیا کہ اللہ کا نام لے کر سمندر میں چھلانگیں لگا دو اور اپنی منزل کی طرف روانہ ہو جاؤ صحابہ کرام نے حضرت علاء حضرمی کے حکم پر سمندر میں چھلانگیں لگا دیں اور نہایت اطمینان اور سکون سے سمندر پار کر گئے۔

صحابہ کرام نے جب سمندر میں چھلانگیں لگائیں تو اس وقت یہ وظیفہ زبانوں پر جاری تھا!

یـا ارحم الرحمین، یا کریم، یا حلیم، یا احد یا صمد، یا حیی یا قیوم، لا اله الا انت یا ربنا.

خطیب کہتا ہے

☆ صحابہ کرام کا اللہ تعالیٰ کی نصرت پر اس قدر یقین تھا کہ ان کو سمندر کی لہریں خوفزدہ نہ کر سکیں!

☆ عقیدہ توحید جیت گیا اور سمندر حوصلہ ہار گیا۔

☆ اللہ تعالیٰ نے صحابہ کرام کے لیے سمندر کی لہروں کو جرنیلی سڑک بنا دیا۔

من کان لله کان الله له

☆ سمندر کا ظرف بہت وسیع ہے۔حوصلہ بہت بلند ہے۔

☆ صحابہ کرام کا ظرف سمندر سے بھی بڑا ہے اور ان کا حوصلہ سمندر سے بھی بڑا ہے۔

☆ **یا حیی یا قیوم**............جس نے پکارا سمندر راستہ چھوڑ گئے

لا الـه الا نت یا ربنا .... یہ وظیفہ جس نے پڑھا ....وہ مچھلی کے پیٹ سے باہر آ گیا بھلا سمندر ان کے سامنے کیا حیثیت رکھتا۔

☆ صحابہ حضور ﷺ کی نبوت کے دلائل تھے اس لیے ان کی بات کو اونچا کر کے میرے اللہ نے ان کی عظمتوں کا پھرا چار دانگ عالم میں لہرا دیا۔

سبحان اللہ

پانچواں عجیب واقعہ

حضرت سعدؓ جب عراق میں مسلمانوں کی قیادت فرما رہے تھے تو لشکر اسلام کے سامنے ٹھاٹھیں مارتا ہوا دریائے دجلہ آ گیا مسلمانوں کا ساٹھ ہزار کا لشکر تھا حضرت سعدؓ نے تمام لشکر کو حکم دیا کہ یہ ترانہ پڑھتے ہوئے دعائیہ کلمات کہتے ہوئے، اپنے رب کو پکارتے ہوئے دریائے دجلہ کو عبور کرنے کے لیے دجلہ میں چھلانگیں لگا دو۔ صحابہ کرام نے حضرت سعدؓ کے حکم پر دریائے دجلہ میں چھلانگیں لگا دیں اور یہ دعائیہ کلمات ان کی زبانوں پر جاری تھے!

نستعين بالله، ونتو كل عليه، حسبنا الله ونعم الو كيل والله لينصرن الله، وليظهرن دينه ينهر من عدوه ولا قوة الا بالله العلى العظيم.

دریائے دجلہ کو عبور کرتے وقت اس طرح لشکر ترتیب دیا کہ دو دو مسلمان باہم ملے ہوئے باتیں کرتے ہوئے جائیں۔ حضرت سلمان فارسیؓ فرماتے ہیں کہ ساٹھ ہزار اسلامی لشکر اسی طرح دریائے دجلہ پر پھیلے ہوئے تھے! گویا کہ باغ کی روشوں پر سیر کر رہے ہیں۔ جہاں گھوڑے تھک جاتے تھے، سفید زمین یا کوئی ٹیلہ نمودار ہو جاتا تھا جس پر گھوڑے آرام کر لیتے تھے!

ایک صحابی کا پیالہ پانی میں بہہ گیا تو اس نے کہا کہ یہ نہیں ہو سکتا کہ اللہ تعالیٰ میرا پیالہ ضائع کر دے جب لشکر کنارے پر پہنچا تو ایک لہر آئی جس سے پیالہ کنارے پر آ گیا۔

صحابہ کرام کی انہی کرامات کو دیکھ کر دشمنوں پر اسلام کی دھاک بیٹھ گئی اور شہروں کے شہر حلقہ بگوش اسلام ہو گئے۔

خطیب کہتا ہے

☆ مجھے بتلایا جائے کہ یہ کیا ہو رہا ہے۔

☆ دریا کا سینہ صحابہ کے لیے جرنیلی سڑک بن چکا ہے

☆ کیا عجیب منظر ہو گا جب صحابہ کرام دو دو کی ٹولیوں میں بٹے ہوئے پورے دجلہ پورے دجلہ پر پھیلے ہوئے ہوں گے۔

☆ دشمنانِ اصحاب رسولؐ پر اس وقت کیا بیت رہی ہوگی۔

☆ محمد ﷺ کے قدموں کے ساتھ جڑنے کی برکت تھی کہ آج دریا بھی صحابہ سے شرم کر رہے تھے۔

☆ دریاؤں کو تو صحابہ کرام کا لحاظ تھا، لیکن اس دور کے موذیوں کو صحابہ کا کوئی لحاظ نہیں کوئی شرم نہیں............استغفر اللہ

☆ صحابہ کا وظیفہ، حسبنا اللہ تھا، نستعین باللہ تھا۔

☆ صحابہ کرام توحید پرست تھے ایک اللہ کے پجاری تھے۔شیطان وہ راستہ چھوڑ جاتا تھا جہاں سے صحابہ گزرتے تھے!

☆ صحابہ اللہ کے ہوگئے تھے اور اللہ تعالی صحابہ کا ہوگیا تھا اسی وجہ سے پوری مخلوق خدا صحابہ کی اطاعت شعار بن گئی۔

☆ غیر اللہ کے وظیفے پڑھنے والوں کے لیے اس میں عبرت کا سامان ہے صحابہ کو یہ تمام تر بلندیِ عقیدہ توحید کو مضبوطی سے تھامنے کی وجہ سے میسر آئی!

عظمت اصحاب رسولؐ کا عظیم واقعہ

حضرت عقبہ بن نافعؓ نے افریقہ کے گھنے جنگلات میں اسلامی لشکر کے لیے چھاؤنی بنانے کا فیصلہ کیا تو معلوم ہوا کہ دنیا بھر کے درندے اور موذی جانور یہاں ڈیرہ جمائے بیٹھے ہیں۔آپ کے ساتھ عظیم لشکر تھا، اس مسئلہ کو سوچنے کے لیے مجلس مشاورت ہوئی کہ ان موذی جانوروں سے کیسے نجات حاصل کی جائے!

ایک صاحب نے مشورہ دیا!

کہ اس لشکر میں جس قدر اصحاب رسولؐ موجود ہیں ان سب کو جمع کیا جائے اور جب وہ تمام جمع ہو جائیں تو مل کر جنگل کے جانوروں کو حکم دیا جائے اور انہیں آواز لگائی جائے کہ وہ جنگل چھوڑ جائیں۔ مسلمانوں کو اس زمین کی ضرورت ہے جو دشمنان اسلام کے خلاف استعمال کی جائے گی چنانچہ مشورہ کے مطابق حضرت عقبہ بن نافعؓ نے اس لشکر میں موجود اصحاب رسولؐ کو جمع کیا اور ان سے درخواست کی اسلامی اقدار کے تحفظ کے لیے یہاں پر چھاؤنی کا قائم ہونا ضروری ہے، مگر میری مشکل یہ ہے کہ اس پورے جنگل پر جنگلی جانوروں اور درندوں کا قبضہ ہے ان کی موجودگی میں نہ تو چھاؤنی بن سکتی ہے اور نہ ہی سکون سے یہاں قیام ہوسکتا ہے اس لیے مہربانی فرما کر دعا بھی فرمائیں اور میرے لیے اس مسئلہ کا کوئی حل نکالا جائے!

اصحاب رسولؐ کی صدا

صحابہ کرام نے امیر لشکر کی بات سن کر اللہ کے حضور التجا کی......جنگل کی طرف رخ کر کے سب نے بیک آواز ہو کر صدا بلند کی کہ

ایھا الحشرات والسباع نحن اصحاب رسول اللہ (ﷺ) فارجعو فانا نازلون فمن وجدناہ بعد قتلناہ

اے جنگل کے جانورو اور درندو ہم رسول ﷺ کے صحابہ ہیں۔ ہمیں اس سرزمین کی ضرورت ہے اس لیے ہم تمہیں حکم دیتے ہیں کہ یہاں سے چلے جاؤ اور اگر اس کے بعد تمہارا کوئی جانور جنگل میں نظر آیا تو اس کو قتل کر دیا جائے گا!

اصحاب رسول کی یہ آواز جب جنگل کے جانوروں کے کانوں تک پہنچی ہے تو جنگل کے تمام جانور فوراً جنگل سے رخصت ہو گئے، حتیٰ کہ شیرنیاں اپنے بچوں کو سینوں سے لگائے ہوئے واپس جا رہی تھیں!

خطیب کہتا ہے

تاریخ عالم کا یہ عجیب وغریب واقعہ اپنے اندر مقصودی نکات قابل غور پہلو اور اصحاب

رسولؐ کی عظمت کے بے بہا نوادرات لیے ہوئے ہے!

☆اصحاب رسول کا آرڈر جنگلی جانوروں کے نام!

☆درندو ...... جانورو...... بچھوؤ ...... سانپو ...... زہریلے اور کانٹے والے درندو ...... سرزمین چھوڑ جاؤ...... یہ جگہ مسلمانوں کی ضرورت ہے! شیر و بھیڑیو، درندو......اصحابؓ رسولؐ کا حکم ہے کہ اس سرزمین کو چھوڑ جاؤ!

☆سبحان اللہ......اصحاب رسولؐ کے احترام میں جنگل کے جانور......جنگل خالی کر رہے ہیں۔

☆اصحابؓ رسولؐ کے حکم پر شیر جنگل خالی کر رہے ہیں۔

☆اصحابؓ رسولؐ کے حکم پر بھیڑیئے جنگل چھوڑ رہے ہیں۔

☆اصحابؓ رسولؐ کے حکم پر چیتے جنگل چھوڑ رہے ہیں۔

☆اصحابؓ رسولؐ کے حکم پر سانپ جنگل چھوڑ رہے ہیں۔

☆اصحابؓ رسولؐ کے حکم پر بچھو جنگل چھوڑ رہے ہیں

مگر حیا نہ آئی

☆انسان نما جانوروں کو

☆انسان درندوں کو

☆انسان نما بھیڑیوں کو

☆انسان نما بچھوؤں کو

☆انسان نما سانپوں کو

ان کی زبانیں اصحابؓ رسول پر آگ برساتی ہیں

ان کے ڈنک اصحابؓ رسول کے ایمان پر

ان کی زہر اصحابؓ رسول کی حلاوت ایمانی پر

یہ بچھو باز نہ آئے۔ان کو صحابہ سے شرم نہ آئی۔ان کے دل حیا سے آنکھیں شرم سے خالی

ہیں ۔انہیں قیامت کے دن اپنے کیے پر پچھتانا پڑے گا، کیونکہ روز قیامت صحابہ کے چہرے روشن ہوں گے اوران کے چہرے سیاہ ہوں گے!

تم سے تو درندے بہتر

تم سے تو جانور بہتر

تم سے تو شیر بہتر

تم سے تو بھیڑیے بہتر

تم سے تو بچھو بہتر

تم سے تو سانپ بہتر

انہوں نے حضور ﷺ کے یاروں کا لحاظ کیا۔معلوم ہوا کہ جانور بھی اصحابؓ رسول کا احترام کرتے تھے۔

موجودہ دور کے جانور!

نامعلوم جانوروں کی کون سی قسم سے تعلق رکھتے ہیں اب بھی توبہ کرلو بچ جاؤ گے۔

حضورﷺ کا رشاد گرامی ہے کہ **الـله الله فی اصحابی لا تتخذ و هم من بعدی غرضا فمن الجهم فجبی اجهم و من ابغضهم فببغضی ابغضهم .**

اللہ اللہ میرے صحابہ کا خیال رکھنا۔انہیں اپنی زبان درازیوں کا نشانہ نہ بنانا جوان سے محبت کرے گا۔وہ میری محبت کی وجہ سے ہوگا جوان سے دشمنی رکھے گا وہ میرا دشمن ہوگا۔

معاذ اللہ

حضرات گرامی: یہ چند واقعات میں نے صرف اس لیے عرض کیے ہیں کہ آپ ان پر غور کریں اورانہیں غور وفکر کا محور بنائیں ان سے نتائج اخذ کریں۔انہیں اپنے لیے مشعل راہ بنائیں اور سوچیں کہ اللہ تعالی کے ہاں اصحاب رسول کی کس قدر قدر و منزلت تھی اور اصحاب رسول کس طرح روشنی کے مینار تھے!اوران کی شاہی کا سکہ دریاؤں پر سمندروں پر پہاڑوں پر، جانوروں پر، شیروں پر، بھیڑیوں پر، چوپاؤں پر، سمندر کی موجوں پر، دریا

کی طغیانیوں پر چلتا تھا، سرکار دو عالم ﷺ کا ارشاد گرامی کس قدر حقیقت کی نقاب کشائی کرتا ہے کہ

من کان للہ کان اللہ لہ

وَاٰخِرُ دَعْوٰهُمْ اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

بسم اللہ الرّحمٰن الرّحیم

حضور ﷺ کی

مدینہ تشریف آوری

نَحۡمَدُہٗ وَ نُصَلِّی عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ اَمَّا بَعۡدُ فَاَعُوۡذُبِاللّٰہِ مِنَ الشَّیۡطَانِ الرَّجِیۡمِ. بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

لما کان الیوم الذی دخل فیه رسول ﷺ المدینه اضاء منها کل شیی

جس دن حضور ﷺ مدینہ میں داخل ہوئے مدینہ کی ہر چیز روشن ہوگئی۔(مشکوٰۃ)

حضرات گرامی: ہجرت مدینہ کے موضوع پر میں آپ کے سامنے دو تقریریں کر چکا ہوں جو خطبات کی پہلی جلد میں موجود ہیں۔ہجرت کے موضوع کو اگر بیان کرنے کے لیے تقسیم کرنا ہو تو اسے آسانی کے لیے تین حصوں میں تقسیم کر لیا جائے۔

☆ مکہ مکرمہ سے غار ثور تک سفر

☆ غار ثور سے قبا تک کا سفر

☆ قبا سے مدینہ منورہ میں داخلہ

اس وقت مجھے قبا سے مدینہ منورہ تشریف آوری کے واقعات کو بیان کرنا ہے اللہ تعالی مجھے شرح صدر سے بیان کرنے کی توفیق نصیب فرمائے!

قبامیں تشریف آوری

حضرت عروہ بن زبیرؓ کا بیان ہے کہ مسلمانان مدینہ نے مکہ سے رسول اللہ ﷺ کی روانگی کی خبر سن لی تھی اس لیے لوگ روزانہ صبح صبح حرۃ کی طرف نکل جاتے تھے اور آپ کی راہ تکتے رہتے۔ جب دوپہر کو دھوپ سخت ہو جاتی تو واپس چلے آتے۔ایک روز طویل انتظار کے بعد لوگ اپنے اپنے گھروں کو جا چکے تھے کہ ایک یہودی اپنے ٹیلے پر کچھ دیکھنے کے لیے چڑھا۔

کیا دیکھتا ہے؟ کہ رسول اللہ ﷺ اور آپ کے رفقاء سفید کپڑوں میں ملبوس جن سے چاندنی چھٹک رہی تھی تشریف لا رہے ہیں۔ اس نے بے خود ہو کر نہایت آواز سے کہا ....عرب کے لوگو یہ رہا تمھارا نصیب جس کا تم انتظار کر رہے تھے! یہ سنتے ہی مسلمان ہتھیاروں کی طرف دوڑ پڑے اور ہتھیار سے سج دھج کر استقبال کے لیے اُمڈ پڑے۔

ابن قیمؒ فرماتے ہیں کہ اس کے ساتھ ہی بنی عمرو بن عوف (ساکنان قبا) میں شور بلند ہوا اور تکبیر سنی گئی مسلمان رسول ﷺ کی آمد کی خوشی میں نعرہ تکبیر بلند کرتے ہوئے استقبال کے لیے نکل پڑے پھر آپ سے مل کر تحیہ نبوت پیش کیا اور گرد و پیش پروانوں کی طرح جمع ہو گئے۔ اس وقت سکینت چھائی ہوئی تھی

خطیب کہتا ہے

قَرْن اول میں صرف اور صرف نعرہ تکبیر اللہ اکبر بلند ہوتا تھا!

☆ نعرہ رسالت صرف رضاخانی مولویوں کی ایجاد ہے۔

☆ نعرہ حیدری صرف تبرائیوں رافضیوں کی ایجاد ہے۔

☆ نعرہ غوثیہ صرف مبتدعین کی ایجاد ہے۔

☆ اسلام میں ان نعروں کا نہ ہی تو کوئی وجود ہے اور نہ ہی ان کی کوئی سند ہے

☆ ہمیں من مانی نہیں کرنی چاہیے بلکہ سنت رسول اور سنت اصحاب رسول کی پیروی کرنی چاہیے۔

☆ حضور ﷺ کو سفید لباس پسند تھا اور جب آپ قبا میں داخل ہوئے تو سفید لباس ہی زیب تن کیے ہوئے تھے!

☆ حضرت عروہ بن زبیرؓ کا بیان ہے کہ لوگوں سے ملنے کے بعد آپ ان کے ساتھ داہنی جانب مڑے اور نبی عمرو بن عوف میں تشریف لائے یہ دوشنبہ کا دن تھا، اور ربیع الاول کا مہینہ تھا! ابوبکر صدیقؓ آنے والوں کے استقبال کے لیے کھڑے تھے اور رسول اللہ ﷺ

چپ چاپ تشریف فرما تھے!

انصار کے جو لوگ آتے جنہوں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا نہ تھا وہ سیدھے ابوبکر صدیقؓ کو سلام کرتے یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ پر دھوپ آ گئی اور ابوبکر صدیقؓ نے آپ پر چادر تان کر سایہ کیا۔ تب لوگوں نے پہچانا کہ یہ رسول اللہ ﷺ ہیں۔ (بخاری)

خطیب کہتا ہے

☆ قبا میں لوگ صدیق اکبرؓ کو مصافحہ کر کے رسول ﷺ سمجھتے رہے! پھر جب ابوبکر صدیقؓ نے اپنی چادر کا رسول ﷺ پر سایہ کیا تو لوگوں کو معلوم ہوا کہ رسول ﷺ تو یہ ہیں

☆ صدیق اکبرؓ کے متعلق یہ اس لیے ہوا کہ ایک تو صدیق اکبرؓ رسول ﷺ کے پاس کھڑے ہوئے ہر آنے والے کا استقبال کر رہے تھے اور ہر آنے والا جس نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا نہیں تھا۔ وہ اس خیر مقدمی استقبال سے یہی سمجھتا رہا کہ رسول ﷺ یہی ہوں گے!

☆ دوسری بات یہ ہو سکتی ہے کہ صدیق اکبرؓ پر رسول ﷺ کی مسلسل خدمت کرنے اور سفر میں کندھوں پر بٹھانے اور راستے میں سواری پر ساتھ بیٹھنے کی وجہ سے رفاقت نبوت کا اس قدر رنگ چڑھ چکا تھا کہ آنے والوں کو نبی ﷺ و صدیقؓ میں فرق کرنا مشکل ہو گیا!

☆ اسی لیے صدیق اکبرؓ نے اپنی چادر تان کر رسول ﷺ کی ذاتِ گرامی پر سایہ کیا! تا کہ معلوم ہو جائے کہ نبی کون ہے۔

اور صدیقؓ کون ہے

☆ جس پر چادر تان کر سایہ کیا گیا ہے وہ نبی ﷺ ہے

☆ جس نے چادر تان کر نبی ﷺ پر سایہ کیا ہے وہ صدیقؓ ہے

☆ سامعین توجہ فرمایئے!

چادر کا تذکرہ آپ بہت سنتے رہتے ہیں۔ آیئے ذرا اس مقام پر بھی چادر پر غور کر لیں تا کہ مسئلہ صاف ہو جائے!

چادر تطہیر

ایک چادر وہ ہے جو نبی ﷺ نے فاطمہؓ کو اوڑھائی
ایک چادر وہ ہے جو نبی ﷺ نے حضرت حسنؓ کو اوڑھائی
ایک چادر وہ ہے جو نبی ﷺ نے حضرت حسینؓ کو اوڑھائی
ایک چادر وہ ہے جو نبی ﷺ نے حضرت علیؓ کو اوڑھائی

☆ وہ چادر نبی ﷺ کی تھی　　سر علیؓ کا تھا
☆ وہ چادر نبی ﷺ کی تھی　　سر فاطمہؓ کا تھا
☆ وہ چادر نبی ﷺ کی تھی　　سر حسنؓ کا تھا
☆ وہ چادر نبی ﷺ کی تھی　　سر حسینؓ کا تھا

☆ یہاں معاملہ بدل گیا
☆ چادر صدیقؓ کی تھی سر مصطفیٰ ﷺ کا تھا
☆ وہ چادر تطہیر تھی　یہ چادر صدیقؓ ہے

رائے تطیہر کا تذکرہ کرنے والو کبھی رائے صدیقؓ کا بھی تذکرہ کر دیا کرو!
رائے صدیقؓ مصطفیٰؐ پر

وفا کا صلہ وفا

صدیقؓ نے اپنی چادر کا سایہ مصطفیٰ کو دیا
مصطفیٰؐ نے اپنے سبز گنبد کا سایہ صدیقؓ کو دیا۔

اور

پھر سورہ نور کی چادر عائشہؓ صدیقہ کے سر پر
ٹھیک ہے
سیدہ فاطمہؓ کو روائے تطیہر سے نوازا
تو

سیدہ عائشہؓ کو رائے نور سے نوازا

یہ رتبہ بلند ملا جس کو مل گیا

عطا کرنے والا جانے............اور عطاؤں سے سرفراز ہونے والا جانے!

پورا مدینہ استقبال کے لیے امنڈ آیا

سرکار دو عالم ﷺ کے استقبال اور دیدار کے لیے سارا مدینہ امنڈ پڑا تھا یہ ایک تاریخی دن تھا جس کی نظیر سرزمین مدینہ نے کبھی نہ دیکھی تھی۔

رسول ﷺ نے قبا میں کلثوم بن ہدم کے ہاں قیام فرمایا تھا بعض نے سعد بن خیثمہ کا بھی نام لیا ہے مگر پہلی بات زیادہ صحیح ہے!

قبا میں آپ کا قیام ۱۴ روز کے لگ بھگ رہا۔ مسجد قبا کی بنیاد بھی انہی دنوں رکھی گئی۔ یہی مسجد ہے جس کی بنیاد تقویٰ پر رکھی گئی اور جس پر اللہ تعالیٰ نے قران پاک میں اپنی خوشنودی اور رضامندی کا اظہار فرمایا۔

مدینہ منورہ میں داخلہ

جمعہ کے دن سرکار دو عالم ﷺ مدینہ منورہ تشریف لائے اور اس دن سے اس شہر کا نام یثرب کے بجائے مدنیۃ الرسول شہر رسول اللہ ﷺ پڑ گیا جسے مختصراً مدینہ کہا جاتا ہے!

یہ نہایت تابناک تاریخی دن تھا۔ گلی کوچے تحمید وتقدس کے کلمات سے گونج رہے تھے!

سرکار دو عالم ﷺ کے ہمراہ ابو بکر صدیقؓ سوار تھے۔ انصار کی چھوٹی بچیاں نہایت وفور محبت وعقیدت سے رسول ﷺ کو دیکھ کر یہ ترانہ پڑھ رہی تھی کہ

طلع البدر علینا

من ثنیات الوداع

وجب الشکر علینا

مادعا للہ داع

ایھا المبعوث فینا

جئت بالا مر المطاع

☆کسی شاعر نے ان اشعار کو اردو اشعار کا رنگ بخشا ہے۔

ان پہاڑوں سے جو ہیں سوئے جنوب
چودہویں کا چاند ہے ہم پر چڑھا

کیسا عمدہ دین اور تعلیم ہے
شکر واجب ہمیں اللہ کا
ہے اطاعت فرض تیرے حکم کی
بھیجنے والا ہے تیرا کبریا

(مولانا منصور پوری صاحبؒ)

خطیب کہتا ہے

☆یہ ترانہ پڑھنے والی بچیاں کسی یونیورسٹی کی طالبات نہیں تھیں!

☆انہوں نے حضور ﷺ کے سراپا کو جب ترانے کی شکل میں پڑھا تو اس میں **طلع البدر**............کا لفظ استعمال کیا۔

عربی میں چاند کے تین نام ہیں اور تین ناموں کے تین مفہوم اور پس منظر ہیں۔

☆ہلال ابتدائی دنوں کے چاند کا نام ہے

☆قمر اس کے بعد جب چاند کی جوانی شروع ہوتی ہے اس کا نام ہے۔

☆اور بدر اس چاند کو کہتے ہیں جس پر حسن و جمال کا جوبن اور چاند کی کاملیت کا مکمل اظہار اور سماں ہوتا ہے!

☆بچیوں کو کس نے بتایا کہ حضور ﷺ کو

☆ ہلال کے ساتھ تشبیہ نہیں دینا
قمر کے ساتھ تشبیہ نہیں دینا

بلکہ بدر کے ساتھ تشبیہ دینا

خطیب کہتا ہے...... کہ وہ جدائی کیفیات تھیں جنہوں نے تحت الشعور میں بچیوں کو بتایا کہ یہ ہلال نہیں قمر نہیں بلکہ یہ تو بدر کامل ہے۔ رسول کامل ہے رہبر کامل ہے۔ مرشد کامل ہے، نبی کامل ہے۔

☆ جس طرح محمد ﷺ کی شریعت تمام ادیان پر غالب

☆ جس طرح چاند ستاروں کا صدر

☆ اسی طرح حضور ﷺ تمام انبیاء کے صدر

مسئلہ ختم نبوت

مسئلہ ختم نبوت بھی حل ہو گیا۔ ہمارے حضور ﷺ بدر کامل ہیں، چاند کی روشنی کے بعد ستاروں کی روشنی کی ضرورت نہیں۔ اسی طرح حضور ﷺ کی رسالت کی روشنی کے بعد مسلیمہ پنجاب کی ضرورت نہیں۔

؎ وہ نبوت ہے مسلماں کے لیے برف حشیش
جس نبوت میں نہیں شوکت و حشمت کا پیام

طلع البدر علینا .... بدر . بدر . بدر

میری آرزو محمد ﷺ

سبحان اللہ تمام شہر اس دن خوشیوں اور مسرتوں میں ڈوبا ہوا تھا۔ انصار کے ہر فرد کی خواہش تھی۔ ہر شخص کی آرزو تھی کہ حضورؐ میرے ہاں قیام فرمائیں۔ چنانچہ سرکار دو عالم ﷺ انصار کے جس محلے یا مکان کے آگے سے گزرتے وہاں کے لوگ آپ کی اونٹنی کی نکیل لیتے اور عرض کرتے۔

☆ جان

☆ مال

☆ مکان

فراش راہ ہیں۔تشریف لائیں اور ہمیں میزبانی کے شرف سے سرفراز فرمائیں ،مگر آپ فرماتے تھے کہ اونٹنی کی راہ چھوڑ دو۔ یہ اللہ کی طرف سے مامور ہے۔ چنانچہ اونٹنی مسلسل چلتی رہی اور اس مقام پر پہنچ کر بیٹھ گئی جہاں مسجد نبوی ہے،لیکن سرکار دو عالم ﷺ نیچے نہیں اترے، یہاں تک کہ اونٹنی اٹھ کر تھوڑی دور گئی پھر دوبارہ واپس آ کر وہیں بیٹھ گئی۔ اس کے بعد آپ نیچے تشریف لے آئے اور سامنے مکان میں رہنے والے ایک غریب انصاری حضرت ابوایوب انصاریؓ کے بھاگ جاگ اٹھے!

ابوایوبؓ کے گھر نبوت آ گئی

حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ ہمارے کس آدمی کا گھر قریب ہے۔ حضرت ابوایوب انصاریؓ نے عرض کیا کہ میرا، اے اللہ کے رسول...... یہ رہے میرا مکان اور یہ رہے میرا دروازہ سرکار دو عالم ﷺ نے فرمایا کہ جاؤ ہمارے لیے قیلولہ کی جگہ بناؤ! انھوں نے عرض کی کہ آپ دونوں تشریف لے چلیں اللہ برکت دے گا۔(بخاری)

خطیب کہتا ہے

☆ اونٹنی کی نکیل چھوڑ دی گئی کیونکہ یہ حضور ﷺ کی سواری تھی۔اس نے وہیں بیٹھنا تھا جہاں خدا کی مرضی!

☆ خدا کی مرضی تھی ابوایوب انصاریؓ کو میزبانی رسول کا شرف بخشا جائے!

☆ خدا کی مرضی......وہ جو چاہے کرے اس کو کون کیوں کہہ سکتا ہے؟

☆ سبحان اللہ......کیا کہنے ابوایوب انصاریؓ کی قسمت کے مقدر کے رسول اللہ ان کے گھر تشریف لے آئے!

☆ مگر یہ جو ساتھ ہی اونٹنی پر سوار کر رہے ہیں۔ان کو بھی تو ایک نظر دیکھ لیں۔ جب مکہ سے حضور چلے تھے تو ان کے گھر تشریف لے گئے تھے۔ان کے دروازے پر دستک دی تھی۔

☆ابوایوب انصاریؓ کا مرتبہ بھی حضورؐ کے تشریف لانے سے بلند ہوگیا۔
☆اور صدیق اکبرؓ کا مرتبہ بھی حضور ﷺ کے تشریف لانے سے بلند ہوگیا!

جسے چاہا در پہ بلا لیا جسے چاہا اپنا بنا لیا
یہ بڑے کرم کے ہیں فیصلے یہ بڑے نصیب کی بات ہے

☆نبی خود نہیں چلتا اس کو چلایا جاتا ہے
نبی خود دوست نہیں بناتا......اس کے دوست بنائے جاتے ہیں۔
نبی خود سفر نہیں کرتا......اس کو سفر کرایا جاتا ہے۔
نبی خود شادی نہیں کرتا......اس کا نکاح کرایا جاتا ہے۔
☆نبوت کے لیے ہر چیز کا انتخاب خود خداوند قدوس کرتے ہیں۔
☆آج ابوایوب انصاریؓ کا انتخاب خود بھی خدا نے کیا ہے۔
☆صدیق اکبرؓ کا ہجرت کے سفر میں انتخاب بھی خدا نے کیا تھا۔
☆غار میں صدیق اکبرؓ کے کندھوں پر نبی کو خدا نے بٹھایا تھا۔
☆سفر ہجرت میں صدیق اکبرؓ کے کندھوں پر نبی کو خدا نے بٹھایا تھا۔
☆آج مدینے میں داخلے کے وقت بھی صدیق اکبرؓ کو حضورؐ کی اونٹنی پر خدا نے بٹھایا تھا
☆بیت ابو ایوب انصاریؓ میں حضورؐ کے ساتھ دونوں کی رہائش بھی خدائی فیصلہ تھا.............................تاکہ

دنیا کو معلوم ہو جائے کہ جس طرح حضرت ابوایوب انصاریؓ نے نبیؐ وصدیقؓ کو گھر میں اکھٹے داخل کیا تھا تو برکتیں آئیں۔اسی طرح جس ایمان میں نبیؐ وصدیقؓ ہوں گے۔ وہی ایمان کا گھر برکتوں کو محور ہوگا اور مرکز ہوگا۔صدیق اکبرؓ کے بغیر ایمان کا گھر بے رونق اور بے رنگ بے ڈھنگ ہوگا۔

یثرب مدینہ ہوگیا

مدینہ منورہ کو پہلے یثرب کہا جاتا تھا۔ یثرب بخار زدہ مقام کو کہا جاتا تھا۔ یثرب کی فضا اور

آب وہوا میں بخار زیادہ آتا تھا۔ یہی وجہ ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہؓ ابوبکر صدیقؓ اور حضرت بلالؓ کو یثرب پہنچ کر سخت بخار ہوگیا اور اس طرح طبیعتوں میں بے چینی اور نقاہت ہوگئی جیسے جسم و جان کی تمام طاقتیں ختم ہوچکی ہوں۔ اس لیے حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ جب حضرت صدیق اکبرؓ کو بخار سخت ہوگیا تو آپ بخار کی تیزی کے وقت یہ شعر پڑھتے تھے!

کل امری مصبح فی اهله

والموت ادنی من شراک نعله

ہر آدمی کو اس کے اہل کے اندر صبح بخیر کہا جاتا ہیے۔ حالانکہ موت اس کے جوتے کے تسمے سے بھی زیادہ قریب ہے۔

گویا کہ بخار اس قدر شدید تھا کہ سیدنا صدیق اکبرؓ موت کا تذکرہ کرنے لگ گئے، اسی طرح حضرت بلال حبشیؓ کو شدید بخار ہوگیا۔ بخار کی تیزی اور شدت نے حضرت بلالؓ کو بے چین کردیا۔ جب ذرا بخار کی تیزی کم ہوئی تو آپ نہایت ہی دردناک آواز میں مکہ میں گزرے ہوئے لمحات کا تذکرہ کرتے اور یہ شعر دردناک آواز میں پڑھتے!

الا لیت شعری هل ابیتن لیلة

بوادو حولی اذ خر و جلیل

وهل اردن یوما میاه مجنة

وهل یبد ون لی شامة و طفیل

کاش میں جانتا کہ کوئی رات ودی مکہ میں گزار سکوں گا اور میرے گرد اذخر اور جلیل (گھاس) ہوں گے اور کیا کسی دن **مجنہ** کے چشمے پر وارد ہوسکوں گا اور مجھے شامہ اور طفیل پہاڑ دکھلائی پڑیں گے! حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ میں نے حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوکر اس کی خبر دی تو سرکار دوعالم ﷺ نے فرمایا۔ اے اللہ ہمارے نزدیک مدینہ کو اس طرح محبوب کردے جیسے مکہ محبوب تھا۔ یا اس سے بھی زیادہ۔

اور مدینہ کی فضا صحت بخش بنادے۔

اور اس کے صاع اور مد (غلے کے پیمانوں) میں برکت دے۔

اور اس کا بخار منتقل کر کے جحفہ پہنچا دے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی دعا قبول فرمائی اور حالات بدل گئے!

خطیب کہتا ہے

حضور ﷺ کی مدینہ کے لیے دعا

اللھم حبب الینا المدینۃ کحبنا مکۃ او اشد و صححھا و بارک لنا فی صاعھا و مدھا وانقل حماھا فاجعلھا بالجحفۃ. (بخاری و مسلم)

اس دعائے مبارک میں آپ نے اللہ تعالیٰ سے ان امور کے لیے دست دعا بلند فرمایا کہ

☆ مدینہ کو مکہ کی طرح محبوب بنادے یا اس سے بھی زیادہ

☆ مدینہ منورہ کو صحت افزاء مقام بنادے۔

☆ مدینہ کے ماپ تول کے پیمانوں میں برکت عطا فرما

☆ مدینہ کا بخار جحفہ منتقل فرمادے۔

دعا منظور ہوگئی اور تمام آرزوئیں پوری ہوگئیں۔

معلوم ہوا

☆ یثرب مدینۃ الرسول بن گیا

☆ مدینۃ الرسول محبوب رسول بن گیا

☆ مدینہ منورہ صحت افزا مقام بن گیا

☆ مدینہ الرسول میں ہر چیز بابرکت ہوگئی

☆ مدینۃ الرسول سے بخار بھاگ گیا۔

اگر مدینۃ الرسول سے ظاہری بیماری بھاگ جاتی ہے تو مدینۃ الرسول سے باطنی روگ بھی بھاگ جاتا ہے۔

☆اسی لیے آج بھی شرک اور بدعت کرنے والا مدینہ منورہ سے بھاگ جاتا ہے۔مدینۃ الرسول دارالشفاء ہے
جس نے اپنی باطنی بیماریوں کا علاج کرانا ہو، وہ مدینۃ الرسول کے رہبر ورہنما کے روحانی دارالشفاء میں داخلہ لے۔انشاءاللہ تمام امراض روحانی کا علاج موجود ہے۔

حضور ﷺ کی آمد سے مدینہ روشن ہو گیا

سیدنا انسؓ فرماتے ہیں کہ

مارایت یوما قط کان احسن ولا اضوأ من یوم دخل علینا فیه رسول الله

ایک دوسری جگہ روایت ہے کہ

لما کان الیوم الذی دخل فیه رسول ﷺ المدینة اضا ء منها کل شیی (وفا الوفا، سیرت حلبیه، مشکوة)

حضرات گرامی ! یعنی جس دن نبی کریم ﷺ مدینہ میں تشریف لائے تو ہر وچیز روشن ہوگئی۔آپ نے اندازہ کرلیا ہوگا کہ سرکار دوعالم ﷺ کے مدینہ منورہ پہنچنے سے ایک عظیم انقلاب برپا ہو گیا۔مسلمانوں کے چہروں پر بشاشت اور مسرت کے آثار ہو یدا ہو گئے اور ہر سو ایک خوشی اور بہار کا سماں تھا اور پھر نبی کریم ﷺ کی دعا کی برکت سے خوشیاں اور یہ رونقیں سدا بہار ہوگئیں آج پوری دنیا میں جب مدینہ منورہ کا نام آتا ہے تو آنکھیں عقیدت و محبت کے آنسوؤں سے چھلک پڑتی ہیں۔ میرے حضور ﷺ جب مدینۃ الرسول پہنچ گئے۔تو یہاں سے آپ کی جدوجہد کا دوسرا باب کھلتا ہے جسے سیرت اور تاریخ مدنی دور کے نام سے اپنے دامن میں لیے ہوئے ہے۔ میری دعا ہے کہ مولیٰ کریم ان تمام انوارات و برکات سے اپنا دامن بھرنے کی توفیق نصیب فرمائے۔

وَاٰخِرُ دَعْوٰهُمْ اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

بسم اللہ الرّحمٰن الرّحیم

فضائل مکہ مکرمہ

نَحۡمَدُہٗ وَ نُصَلِّی عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ اَمَّا بَعۡدُ فَاَعُوۡذُبِاللّٰہِ مِنَ الشَّیۡطَانِ الرَّجِیۡمِ. بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

لَآ اُقۡسِمُ بِھٰذَا الۡبَلَدِ وَاَنۡتَ حِلٌّ بِھٰذَا الۡبَلَدِ

قسم کھاتا ہوں اس شہر کی اور تجھ پر قید نہیں رہے گی اس شہر میں!

حضرات گرامی! آج کی تقریر کا عنوان مکہ مکرمہ کے فضائل اور مناقب بیان کرنا ہے، تاکہ آپ دوستوں کے سامنے اس شہر عظیم کی برکات اور عظمتوں کا نقشہ سامنے آجائے!

مکہ مکرمہ کی اہمیت اور عظمت کو مسلمانوں کا جاننا اس لیے ضروری ہے کہ مکہ مکرمہ مسلمانوں کا مرکز ایمان اور یقین ہونے کے ساتھ روحانی اور دینی اقدار کا پاور ہاؤس بھی ہے۔ ہمارے پاس اس وقت ہدایت کے دو خزانے قرآن و حدیث جو موجود ہیں۔ ان کا وجود گرامی بھی ہمیں مکہ مکرمہ جیسی بستی کی برکتوں کی وجہ سے نصیب ہوا۔

کیونکہ قرآن کا نزول اس اوّل بھی مکہ مکرمہ میں ہوا اور رسول ﷺ نے بھی مکہ مکرمہ سے دعوت نبوت کا آغاز فرمایا۔ اس لیے ہمارے لیے واجب ہے کہ مکہ مکرمہ کی عظمتوں کو مجروح نہ ہونے دیں بلکہ ان کا زیادہ سے زیادہ احترام عوام وخواص کے قلوب میں پیدا کیا جائے تاکہ اپنے پاور ہاؤس سے ہر شخص کا کنکشن مضبوط سے مضبوط تر ہوتا جائے!

میں آپ حضرات کے سامنے چند آیات اور چند احادیث کا گلدستہ پیش کروں گا جن سے آپ کو مکہ مکرمہ کی خوشبو میں رچے بسے ہوئے پھولوں کی مہک میسر آئے گی اور آپ ایمان میں ایک تازگی اور حلاوت محسوس کریں گے!

خطیب کہتا ہے

لَآ اُقۡسِمُ بِھٰذَا البلد وانت حل بھٰذا البلد(پ ۳۰ سورۃ بلد)

اللہ تعالیٰ نے مکہ مکرمہ کی قسم کھائی ہے جس سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں مکہ مکرمہ محبوب ترین شہر ہے اس لیے اس کی قسم مالک ارض وسماء نے کھائی ہے۔

☆ **وانت حل بِھٰذا البلد** کاایک ترجمہ بعض علمائے کرام نے یہ فرمایا ہے کہ مجھے قسم ہے اس شہر کی جس شہر میں آپ قیام فرما ہیں۔

☆ معلوم ہوا کہ مکہ مکرمہ کی محبوبیت کی اور وجوہات کے علاوہ وہ ایک محبوب ترین وجہ یہ ہے کہ اس شہر میں سرکار دو عالم ﷺ کا قیام ہے۔

☆ جس شہر میں سرکار دو عالم ﷺ کا قیام تھا، اللہ تعالیٰ تو اس شہر کی قسم کھاتے ہیں۔ مگر برا ہو اس دور کے راہبوں کا، حاسدوں کا، مکہ مکرمہ سے ابدی بغض رکھنے والوں کا کہ یہ اسی شہر کے خادموں کو کافر کہتے ہیں اور ان پر عدم اعتماد کر کے عظمت مکہ کو گہنانا چاہتے ہیں۔

☆ **وانت حل بھذا البلد**

میرے رب تو نے مکہ مکرمہ کی قسم اس لیے کھائی ہے۔

کہ یہاں　　بیت اللہ شریف ہے

کہ یہاں　　حجر اسود ہے

کہ یہاں　　ملتزم ہے

کہ یہاں　　رکن یمانی ہے

کہ یہاں　　مقام ابراہیم ہے

کہ یہاں　　صفا مروہ ہے

فرمایا نہیں!

میں نے تو مکہ مکرمہ کی اس لیے قسم کھائی ہے

کہ یہاں میرے محبوب قیام فرما ہیں

کہ یہاں محمد ﷺ کے

قدم لگ چکے ہیں

مکہ مکرمہ کی گلیاں

مکہ مکرمہ کے بازار

مکہ مکرمہ کے درودیوار

مکہ مکرمہ کے شب وروز

اس لیے خدا کے پیارے ہوگئے ان کی نسبت محمد رسول ﷺ کی ذات گرامی ہوگئی۔

اس وقت کے راہبو! تمھارا کیا خیال ہے تم مکہ مکرمہ کے باسیوں سے اسی طرح بغض رکھو گے جس طرح اس وقت کے شرک کے پجاریوں نے ایمان دار توحید کے فرزندوں سے بغض رکھا تھا............**یا اسفی**

مکہ مکرمہ مبارک ہے

اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں ارشاد فرماتے ہیں کہ

اِنَّ اَوَّلَ بَيْتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِىْ بِبَكَّةَ مُبٰرَكًا

بے شک سب سے پہلا گھر جو مقرر ہوا لوگوں کے واسطے یہی ہے جو مکہ میں ہے برکت والا اور ہدایت جہان کے لوگوں کے لیے۔

خطیب کہتا ہے

☆اس آیت کریمہ میں مکہ مکرمہ کو

☆اس لیے عظیم قرار دیا گیا اس میں بیت اللہ شریف ہے

☆ مکہ مکرمہ میں بیت اللہ شریف ہے جو برکتوں کا مرکز ہے۔

☆ مکہ مکرمہ میں خدا کا پہلا گھر بنایا گیا

☆جو جہان بھر کے لیے برکات کا مرکز ہے

☆جو جہان بھر کی رہنمائی اور ہدایت کا باعث ہے

گویا کہ

مرکز انوارات، مرکز برکات، مرکز ہدایات اگر دھرتی کے کسی حصہ میں ہے تو وہ مکہ مکرمہ

ہے۔

☆ یہاں لوگوں کو دیکھا گیا ہے کہ وہ کہتے ہیں

ملتان شریف

سیہون شریف

پاکپتن شریف

اجمیر شریف

جب ان سے پوچھا جاتا ہے کہ تم ان شہروں کے ساتھ شریف کا لفظ کیوں استعمال کرتے ہو، تو وہ جواب دیتے ہیں۔

پاکپتن کو بابا فریدؒ شکر گنج کی وجہ سے شریف کہا جاتا ہے۔ اجمیر کو حضرت معین الدین اجمیریؒ کی وجہ سے شریف کہا جاتا ہے!

جب وہ بزرگوں کی نسبت کو اس قدر اونچا سمجھتے ہیں کہ ملتان کو شریف کہہ دیا اور سہیون کو شریف کہہ دیا...... تو ان کے مولوی اور پیر مکہ مکرمہ کی عظمتوں سے کیوں چڑتے ہیں۔ وہ مکہ مکرمہ کو کیوں ایک مقدس شہر اور اس کے شہریوں کو کیوں اس شہر کے مومن اور اسلام و ایمان دوست نہیں سمجھتے۔

اگر سہیون نے تمہارے اندر شرافت کے جوہر پیدا کر دیے ہیں، تو مکہ مکرمہ نے وہاں کے ایمانداروں کے اندر ایمان ویقین کی دولت کیوں نہیں رکھی؟

عظمت مکہ کی قرانی وجوہات

☆ مکہ میں پہلا خدا کا گھر۔

☆ مکہ میں مرکز ہدایت

☆ مکہ میں برکتوں کا مرکز کعبۃ اللہ

☆ مکہ میں ہدایت کا مرکز کعبۃ اللہ

عظمت مکہ کی وجوہات قرآن کی نظر میں

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں کہ

فِیۡهِ، بَیِّنٰت مَقَامُ اِبۡرَاهِیۡمَ وَمَنۡ دَخَلَه کَانَ اٰمِناً (اٰلِ اعمران)

خطیب کہتا ہے

بیت اللہ کی تین خصوصیات

اس آیت کریمہ میں بیت اللہ شریف کی تین خصوصیات کا ذکر کیا گیا ہے۔

☆ مقام ابراہیم

☆ جو شخص اس میں داخل ہوتا ہے وہ امن والا اور محفوظ ہو جاتا ہے کوئی اس کو قتل نہیں کر سکتا۔

☆ تیسرے یہ کہ ساری دنیا کے مسلمانوں پر اس بیت اللہ کا حج فرض ہے۔ بشرطیکہ وہاں پہنچنے کی استطاعت ہو اور قدرت رکھتا ہو!

ان تینوں عظمتوں والے بیت اللہ شریف نے مکہ مکرمہ کی عظمتوں کو دوبالا کر دیا ہے۔

کیونکہ بیت اللہ شریف جیسی عظیم دولت مکہ مکرمہ کے قلب وجگر میں واقع ہے۔

مکہ مکرمہ کے لیے خلیل اللہ علیہ السلام کی دعا

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں۔

وَاِذۡقَالَ اِبۡرٰهٖمُ رَبِّ اجۡعَلۡ هٰذَا بَلَدًا اٰمِنًا وَّارۡزُقۡ اَهۡلَهٗ مِنَ الثَّمَرٰتِ مَنۡ اٰمَنَ مِنۡهُمۡ بِاللّٰهِ وَالۡیَوۡمِ الۡاٰخِرِ (بقرہ)

اور جب کہا ابراہیمؑ نے اے میرے رب بنا اس کو شہر امن کا اور روزی دے اس کے رہنے والوں کو میوے جو کوئی ان میں سے ایمان لاوے اللہ پر اور قیامت کے دن پر

خطیب کہتا ہے

حضرت خلیل اللہ کی یہ دعا منظور ہوئی اور مکہ مکرمہ ایک ایسا شہر آباد ہو گیا اس کی اپنی آبادی

کے علاوہ دنیا کا مرجع بن گیا۔ اطراف عالم سے مسلمان وہاں پہنچنے کو اپنی سب سے بڑی سعادت سمجھتے ہیں اور مامون ومحفوظ بھی ہو گیا کہ بیت اللہ کے مخالف کسی قوم اور کسی بادشاہ کا تسلط نہیں ہو سکا۔ اصحاب فیل کا واقعہ خود قرآن میں مذکور ہے کہ انہوں نے بیت اللہ پر حملے کا فیصلہ کیا تو پورے لشکر کو تباہ و برباد کر دیا گیا۔

☆ یہ شہر قتل و غارت گری سے بھی برابر محفوظ چلا آ رہا ہے۔ اسلام سے پہلے بھی زمانہ جاہلیت والے کتنی ہی خرابیوں اور کفر و شرک کی رسموں میں مبتلا ہونے کے باوجود بیت اللہ اور اس کے ماحول حرم کی تعظیم و تکرم کو ایسا مذہبی فریضہ سمجھتے تھے کہ کیسا ہی دشمن وہاں کسی کو مل جائے حرم میں اس سے قصاص اور انتقام نہ لیتے تھے، بلکہ حرم میں رہنے والوں کی تعظیم و تکریم بھی پورے عرب میں عام تھی۔ اس لیے مکہ والے ملک شام اور یمن سے تجارتی درآمد و برآمد کا سلسلہ رکھتے تھے اور کوئی ان کی راہ میں حائل نہیں ہوتا تھا۔

☆ حدود حرم میں جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے جانوروں کو بھی امن دیا ہے اس میں شکار جائز نہیں۔ ایسا ہی جانور میں بھی قدرتی احساس پیدا فرما دیا ہے کہ حدود حرم میں جانور اپنے آپ کو محفوظ سمجھتا ہے۔ کسی شکاری آدمی سے نہیں گھبراتا۔

☆ تیسری دعا یہ فرمائی کہ اس شہر کے باشندوں کو پھلوں کا رزق عطا فرمائے۔ مکہ مکرمہ اور اس کے آس پاس کی زمین نہ کسی باغ کی متحمل تھی اور نہ وہاں دور دور تک پانی کا نام و نشان تھا۔ مگر حق تعالیٰ نے دعائے ابراہیمی کو قبول فرمایا اور مکہ کے قریب ہی طائف کا ایک خطہ پیدا فرما دیا جس میں ہر طرح کے بہترین پھل پیدا ہوتے ہوں اور مکہ مکرمہ آ کر فروخت ہوتے ہوں!

رزق ثمرات تمام ضروریات زندگی کو شامل ہے

لفظ ثمرات جو ثمرہ کی جمع ہے اس کے معنے پھل کے ہیں اور بظاہر اس سے مراد درختوں کے پھل ہیں لیکن سورہ قصص میں اس دعا کی قبولیت کا اعلان ان الفاظ میں فرمایا ہے کہ **يُجْبىٰ اِلَيْهِ ثَمَرَاتُ كُلِّ شَيْءٍ** اس آیت میں ایک تو اس کی تصریح ہے کہ خود مکہ مکرمہ

میں یہ پھل پیدا کرنے کا وعدہ نہیں، بلکہ دوسرے مقامات سے یہاں لائے جایا کریں گے، کیونکہ لفظ یُجبی کا یہی مفہوم ہے۔دوسرے ثَمراتُ کُلِّ شَجَرٍ نہیں فرمایا بلکہ ثمرات کل شیی ءفرمایا۔اس لفظی تغیر سے ذہن اس طرف جاتا ہے کہ یہاں ثمرات کو عام کرنا مقصود ہے، کیونکہ ثمرہ عرف میں ہر چیز سے پیدا ہونے والی پیداوار کو کہا جاتا ہے، درختوں سے پیدا ہونے والے پھل جس طرح اس میں داخل ہیں اس طرح مشینوں سے حاصل ہونے والا کل سامان بھی مشینوں کے ثمرات ہیں اسی طرح مستقل دستکاریوں سے بننے والا سامان ان دستکاریوں کے ثمرات ہیں۔اس طرح کل شے میں تمام ضروریات زندگی داخل ہو جاتی ہیں اور حالات ومشاہدات کا مشاہدہ بھی ثابت کرتا ہے کہ حق تعالیٰ نے اگرچہ حرم کی زمین کو نہ کاشت کے لیے بنایا ہے نہ صنعت کاری کے لیےلیکن دنیا بھر میں پیدا ہونے والی اور بننے والی چیزیں یہاں عام طور پر مل جاتی ہیں اور یہ بات آج بھی کسی بڑے سے بڑے تجارتی یا صنعتی شہر کو حاصل نہیں کہ دنیا بھر کی مصنوعات اس کثرت سے وہاں ملتی ہوں۔(معارف القرآن)

☆ قرآن حکیم نے کئی مقامات پر مکہ مکرمہ کا ذکر مقام مدح اور مقام عظمت ورفعت کے لیے کیا ہے۔مثلاً قرآن مجید میں ہے!

وَاِذْ بَوَّاْنَا لِاِبْرٰهِیْمَ مَكَانَ الْبَیْتِ اَنْ لَّا تُشْرِكْ بِیْ شَیْـًٔا وَّطَهِّرْ بَیْتِیَ لِلطَّآىِٕفِیْنَ وَالْقَآىِٕمِیْنَ وَالرُّكَّعِ السُّجُوْدِ (سورہ حج)

ارشاد ربانی

وَاِذْجَعَلْنَا الْبَیْتَ مَثَابَةً لِّلنَّاسِ وَاَمْنًا وَاتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْرٰهٖمَ مُصَلًّى

☆ **بَلْدَةٌ طَیِّبَةٌ وَّرَبٌّ غَفُوْرٌ** (سبا)

☆ **اِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَآىِٕرِاللّٰهِ فَمَنْ حَجَّ الْبَیْتَ اَوِاعْتَمَرَ فَلَاجُنَاحَ عَلَیْهِ اَنْ یَّطَّوَّفَ بِهِمَا وَمَنْ تَطَوَّعَ خَیْرًا فَاِنَّ اللّٰهَ شَاكِرٌ عَلِیْمٌ** (بقرہ)

☆ **اَوَلَمْ نُمَكِّنْ لَّهُمْ حَرَمًا اٰمِنًا یُّجْبٰۤى اِلَیْهِ ثَمَرٰتُ كُلِّ شَیْءٍ رِّزْقًا مِّنْ لَّدُنَّا**

وَلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ (قصص)

عظمت مکہ رسول اللہ کی نظر میں

سب سے اچھا شہر......سرکار دو عالم ﷺ نے فرمایا۔

قال رسول الله ﷺ لمكة ما اطيبک من بلد واحبک الی ولو لا ان قومی اخر جو نی منک ما سکنت غير ک (ترمذی)

رسول اللہ ﷺ نے مکہ کے متعلق ارشاد فرمایا تو کیا اچھا شہر ہے!
اور مجھے کتنا پسند ہے، اگر میری قوم مجھے چھوڑنے پر مجبور نہ کرتی تو تیرے سوا اور کہیں سکونت اختیار نہ کرتا۔

مکہ مکرمہ کی تعظیم کرو

قال رسول الله ﷺ لا تزال هذه الا مة بخير ما عظمو اهذه ا الحر مة حق تعظيمها فاذا ضعوا ذالک هلكوا. (ابن جاجه)

سرکار دو عالم ﷺ نے فرمایا یہ امت بھلائی کے ساتھ رہے گی جب تک وہ مکہ کی حرمت کی تعظیم کرتے رہیں گے جیسا کہ کرنی چاہیے اور جب یہ عظمت نہ کریں گے ہلاک ہو جائیں گے!

مکہ مکرمہ اللہ کا محبوب شہر ہے

عن عبدا لله بن عدی بن حمراء قال رایت رسول الله ﷺ وا قفا علی الحز ورة فقال والله انک لخير ارض الله واحب ارض الله الی الله ولو لا انی اخرجت منک ماخر جت. (ابن ماجه)

حضرت عبداللہ بن عدی حمرا روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا مقام خروزہ پر کھڑے ہوئے یہ فرما رہے تھے۔ خدا کی قسم ہے تو خدا کی زمینوں میں بہترین زمین ہے اور خدا کی زمینوں میں خدا کے نزدیک سب سے زیادہ محبوب ہے اگر مجھ کو تجھ

سے نکالا نہ جاتا تو میں کبھی نہ نکلتا۔

حضرات محترم! مکہ مکرمہ کے فضائل اور مناقب میں نے اس لیے بیان کیے ہیں تا کہ آپ کو معلوم ہو جائے کہ مکہ مکرمہ اور وہاں کے باسیوں کے ساتھ ہمارا تعلق کس قسم کا رہنا چاہیے، چونکہ یہ فتنوں کا دور ہے۔ اس لیے بعض زبانیں اس قدر دراز ہوگئی ہیں کہ مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کے اماموں کو کافر کہتے ہیں اور وہاں جا کر ائمہ کی امامت میں نماز ادا نہیں کرتے اس لیے حرمین شریفین اور ائمہ کی توقیر و تعظیم سے محروم رہتے ہیں اور بد نصیبوں کی صف میں ان کا شمار ہوتا ہے۔

خدارا انصاف کیجئے؟

اگر بالفرض مکہ مکرمہ میں کفر کا تسلط ہو جائے اور کافروں کے قبضہ میں حرم شریف آ جائے تو ہماری مسلمانی کیا رہ جاتی ہے میں ان بدنصیب اور بدقسمت و بد مذہب مولویوں اور پیروں سے گزارش کروں گا کہ حرم مکہ اور اس کے ائمہ کی تکفیر سے اپنی زبانوں کو روکیے۔ کہیں تمہاری زندگی اور آخرت اسی وجہ سے برباد نہ ہو جائے!

چوں کفر از کعبہ برخیزد کجا ماند مسلمانی؟

تمہارے نظریات کا بھی کیا کہنا...... خدا نے اپنے گھر سے کفر اور کفر کے نشانات کو مٹا کر اعلان فرمایا تھا کہ

قل جاء الحق و زهق الباطل ان الباطل كان ذهوقا.

اور تمھارا حال یہ ہے کہ تم زبانی کلامی حرم شریف پر کافروں کا قبضہ ثابت کر رہے ہو ...... دیکھنا یہ کفر تمہارے دلوں میں نہ گھسا ہوا ہو!

وَاٰخِرُ دَعْوٰهُمْ اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

بسم اللہ الرّحمٰن الرّحیم

فضائل مدینۃ الرسول

رسول اللہ ﷺ کا شہر

نَحمده وَ نُصَلّی عَلیٰ رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُبِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْم. بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْم

قال رسول الله ﷺ المدينة حرام مابين عير الیٰ ثور فمن احدث فيها حدثا او اٰوٰی محمدثا فعليه لغنة الله و الملائكة والناس اجمعين. لا يقبل منه صرف ولا عدل. (مشكوة، باب المدينة)

سرکار دو عالم ﷺ نے فرمایا مدینہ عیر سے لے کر ثور تک حرم ہے جس شخص نے اس میں بدعت پیدا کی یا کسی بدعتی کا ٹھکانا دیا اس پر اللہ اور فرشتوں اور تمام لوگوں کی لعنت ہوگی! اس کا فرض اور نفل عبادت قبول نہیں ہوگی!

حضرات گرامی! اس وقت مجھے آپ کے سامنے مدینہ منورہ کے فضائل ومناقب کے سلسلے میں بیان کرنا ہے مدینہ منورہ اسلام کا مرکز اور روحانی دارالشفاء ہے۔ بیت اللہ شریف مکہ مکرمہ میں ہے جس کی وجہ سے مسلمانوں کا مرکزی روحانی ہیڈ کوارٹر ہونے کی اسے حیثیت حاصل ہے اور مدینہ منورہ سرکار دو عالم ﷺ کا گھر اور قیام گاہ اور اسلامی دارالسلطنت ہونے کی وجہ سے ہماری عقیدتوں اور محبتوں کا مرکز ہے میں اگر ایسے کہہ دوں تو مبالغہ نہیں ہوگا۔ ''قبلہ'' مکہ مکرمہ میں ہے تو ''قبلہ نما'' مدینہ منورہ میں ہے۔ جس طرح مکہ مکرمہ کی چند خصوصیات ہیں اسی طرح مدینہ منورہ کی بھی چند خصوصیات ہیں جن کی وجہ سے مدینہ منورہ، منور ہوگیا ور مدینہ مطہرہ بھی ہوگیا اور مدینہ طیبہ بھی ہوگیا۔

خطیب کہتا ہے

مدینۃ الرسول	حضور ﷺ کا مقام ہجرت ہے
مدینۃ الرسول	حضور ﷺ کا مقام سکونت ہے
مدینۃ الرسول	حضور ﷺ کی آخری آرام گاہ ہے
مدینۃ الرسول	حضور ﷺ کا روضہ انور ہے
مدینۃ الرسول	حضور ﷺ کا مہبط وحی ہے
مدینۃ الرسول	حضور ﷺ کی مسجد شریف ہے
مدینۃ الرسول	حضور ﷺ کا منبر ومحراب ہے
مدینۃ الرسول	حضور ﷺ کے غلاموں کا جائے سکون ہے
مدینۃ الرسول	حضور ﷺ پر درودوں کا مرکز ہے
مدینۃ الرسول	حضور ﷺ پر سلاموں کا مرکز ہے
مدینۃ الرسول	حضور ﷺ کا محبوب ترین شہر ہے
مدینۃ الرسول	حضور ﷺ کا حرم پاک ہے
مدینۃ الرسول	حضور ﷺ کا دارالسلطنت ہے
مدینۃ الرسول	حضور ﷺ کا ریاض الجنۃ ہے
مدینۃ الرسول	جنت ہی جنت ہے
مدینۃ الرسول	محبت ہی محبت ہے
مدینۃ الرسول	راحت ہی راحت ہے
مدینۃ الرسول	سکون ہی سکون ہے
مدینۃ الرسول	عظمت ہی عظمت ہے

نسبت رسول ﷺ سے مدینہ منورہ بھی ہو گیا

نسبت رسول ﷺ سے مدینہ طیبہ بھی ہو گیا

سرکاردوعالم ﷺ نے ارشادفرمایاہے کہ **المدینة مهاجری فیها مضجعی ومنها مبعثی**۔مدینہ میرا جائے ہجرت مدینہ میرا جائے قراراور مدینہ سے میرا قیامت کے دن اٹھنا ہوگا۔

کلمہ شریف میں پہلے لا الہ الا اللہ

اس کے بعد محمد رسول اللہ

کلمے کے دو جز ہیں

پہلے جز میں اللہ تعالیٰ کی توحید ہے

اوردوسرے جز میں سرکاردوعالم ﷺ کی رسالت ہے۔

مکہ مکرمہ میں سرکاردوعالم ﷺ نے پرچم توحید بلند کیا۔

اور

مدینۃ الرسول میں پرچم توحیدورسالت کو چاردانگ عالم میں لہرادیا!

☆عظمت توحید کامرکز مکہ مکرمہ بن گیا۔

☆عظمت رسالت کا مرکز مدینہ منورہ بن گیا۔

شروع میں جو حدیث پڑھی گئی ہے اس میں اللہ تعالیٰ کے پیارے رسول نے حرم مدینہ کی حدود کا ذکر فرمایا ہے کہ عَیر سے ثور تک کا تمام علاقہ حرم رسول کہلائے گا جس طرح مکہ مکرمہ میں حرم شریف ہے۔اسکی حرمت وتوقیر مسلمانوں کا فرض ہے۔اسی طرح حرم نبوی کی توقیروتعظیم فرض ہے۔

ایک عجیب نکتہ

حرم مکہ کے متعلق اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ

اِنَّمَا الْمُشْرِكُوْنَ نَجَسٌ فَلَایَقْرَبُوا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ بَعْدَ عَامِهِمْ هٰذَا

یقیناً شرک کرنے والے پلید ہیں اس سال کے بعد وہ حرم شریف میں داخل نہیں ہوسکتے ۔مشرکین کا داخلہ حرم شریف میں بند ہے۔

اسی طرح

☆ مدینۃ الرسول میں حضور ﷺ کا حرم ہے آپ نے ارشاد فرمایا کہ **فمن احدث فیھا حدثا او اوی محد ثا فعلیه لغنةالله و الملا ئکة و الناس اجمعین.**

☆ مبتدعین کا داخلہ مدینۃ الرسول میں بند ہے.

☆ کیونکہ مبتدع داخل ہوگا تو اس کو کوئی پناہ دے دے گا...... نہ کوئی بدعتی مدینۃ الرسول میں داخل ہوسکتا ہے اور نہ کوئی مدینۃ الرسول میں پناہ دے سکتا ہے!

مدینۃ الرسول ......سنت رسول کا روشن مرکز ہے جو سنت رسول کے مقابلے میں بدعت کو اپنائے گا اسے در رسول سے دھتکار کر مدینۃ الرسول سے باہر نکال دیا جائے گا۔

مدینہ کے لیے دعائے رسول

کان الناس اذا راو ااول الثمرة جاء وا ابه الی لنبی ﷺ فاذا اخذه قال اللھم بارک لنا فی ثمر ناو بارک لن فی مدینتنا وبارک لنا فی صا عنا و بارک لنا فی مدنا.

اللھم ان ابر ھیم عبد ک وخلیلک ونبیک وانی عبدک ونبیک وانه دعاک لمکة. وانا ادعوک للمدینة بمثل مادعاک لمکة و مثله معه. (مشکوة شریف)

لوگوں کو جب پہلی دفعہ اپنے باغات کے پھل میسر آتے ،تو وہ رسول ﷺ کی خدمت میں ان میووں کو پیش فرماتے!

جب سرکار دو عالم ﷺ اس میوہ کو قبول فرماتے تو اللہ تعالیٰ کے حضور دعاء فرماتے کہ اے اللہ ہمارے میووں میں برکت عطا فرما۔ اے اللہ ہمارے شہر میں برکت عطا فرما۔ اے اللہ ہمارے ماپ تول کے پیمانوں میں برکت عطا فرما۔

اے اللہ ابراہیمؑ تیرے بندے تیرے دوست اور تیرے نبی تھے۔ میں تیرا بندہ اور نبی ہوں۔ انہوں نے تجھ سے مکہ کے لیے دعا فرمائی تھی اور میں تجھ سے مدینہ کے لیے دعا کرتا ہوں ویسی ہی جیسی انہوں نے مکہ کے لیے دعا فرمائی تھی اور ساتھ ہی اس جیسی مزید۔

خطیب کہتا ہے

؎ صحن چمن کو اپنی بہاروں پہ ناز تھا
وہ آئے تو ساری بہاروں پہ چھا گئے

☆ حضور ﷺ نے مکہ کی وہ تمام بہاریں مدینہ کے لیے مانگ لیں جن سے مکہ میں بہار کا سماں تھا۔

یہی وجہ ہے

آج مدینہ میں......وہی میوے، وہی پھل، وہی جہان کی نعمتیں جو مکہ کے بازاروں میں بھری پڑی ہیں، بلکہ اب تو سعودی حکومت نے مسجد نبوی میں بڑی مقدار میں زم زم شریف پینے کے لیے بھی مہیا کر دیا!

حضور کی دعا سے مدینہ میں بہار آ گئی

مدینہ کے در و دیوار چمک اٹھے

مدینہ کے باغات میں ثمرات کا سماں بندھ گیا

پھولوں میں ایک تازہ مہک پیدا ہو گئی

☆ حضور ﷺ نے حضرت ابراہیمؑ کو ''عبد'' کہہ کر عبدیت کی عظمت پر مہر محمدی ثبت فرما دی!

اسی طرح اس دور کے جاہلین کے عقیدے پر تیشہ چلا دیا میرے حضور کی عبدیت کا انکار کرتے ہیں۔ حالانکہ ان بے خبروں کو علم نہیں ہے کہ عبدیت اور بشریت ہی رسالت کی جان ہے۔

؎ آدمیت را زِ آدم ابتدا
آدمیت را با احمد انتہا

اقبال کہتے ہیں کہ

سبق ملا ہے یہ معراج مصطفٰے سے مجھے
کہ عالم بشریت کی زد میں ہے گردوں

مدینہ کے لیے دوسری دعائے رسول

عن انس عن النبی ﷺ قال اللھم اجعل بالمدینة ضعفی ماجعلت بمکة من البرکة . (بخاری، مسلم، مشکوة)

حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ رسول ﷺ نے اللہ تعالیٰ کے حضور دعا کرتے ہوئے فرمایا کہ اے اللہ مدینہ میں مکہ مکرمہ سے دگنی برکات عطا فرما!

اس سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کے حبیب کی نظر میں مدینہ اور اہل مدینہ کے لیے کس قدر جذبہ محبت اور شفقت تھا اور کیوں نہ ہوتا...... صحابہؓ نے بھی تو کمال کر دی تھی کہ مکہ سے ہجرت کرنے والوں نے اپنے گھر اور اثاثے حضور ﷺ کی ذاتِ گرامی پر قربان کر دیئے تھے اور انصار نے اور بھی قربانی کی مثال قائم کر دی کہ اپنے تمام مکان اور اثاثے حضور ﷺ کے یاروں پر قربان کر دیئے۔ سرکار دو عالم ﷺ نے اس جانثاری اور قربانی کا صلہ انصار مدینہ کو یہ عطا فرمایا کہ آپ نے بھی اپنی مستقل رہائش مدینہ منورہ میں اختیار فرمائی اور مدینہ منورہ کو ہمیشہ کے لیے اپنا گھر بنا لیا۔ یہ صلہ محبت ہے۔ حضور ﷺ کا انصار مدینہ کے لیے جو انہیں تاجدار بنا گیا۔

مدینہ سے شریروں کا خروج ہونے لگے گا

سرکار دو عالم ﷺ نے مدینہ منورہ کو جس طرح شرک و بدعت اور خلاف اسلام رسومات سے پاک کیا اسی طرح آپ کی خواہش تھی کہ میرے مدینے میں ایسے لوگ قیام نہ کریں یہ سکونت اختیار نہ کریں جو میرے مشن سے یگانگت نہ رکھتے ہوں اس لیے اللہ تعالیٰ نے مدینہ منورہ میں یہ تاثیر پیدا فرما دی کہ مدینہ کھرے کھوٹے کے لیے بھٹی بن گیا اور کسوٹی بن گیا۔ مدینہ میں کھرا شخص ہی رہ سکے گا۔ جم سکے گا، ورنہ اسے نکال باہر کیا جائے گا اس کی خباثت و رذالت کو آشکارا کر دیا جائے گا، تاکہ ہر شخص معلوم کر سکے کہ اس شخص کا

مدینۃ الرسول یا رسول ﷺ سے کوئی تعلق نہیں ہے !

سرکار دوعالم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ

لا تقوم الساعة حتی تنفی المدینتہ شر ار ھا کما ینفی الکیر خبث الحدید. (مشکوۃ شریف)

قیامت قائم نہیں ہوگی جب تک مدینہ منورہ سے شریر نہیں نکال دیئے جائیں گے! جس طرح بھٹی لوہے کی زنگار کو چاٹ جاتی ہے اسی طرح مدینہ ان کے شر کو ختم کردے گا۔

خطیب کہتا ہے

☆ مدینہ منورہ سے شریروں کا خروج لگتا ہی رہتا ہے۔

☆ مدینہ منورہ سے مشرکین کو سزائیں ملتی ہی رہتی ہیں۔

☆ مدینہ منورہ میں الگ جماعت کرانے والے شریر اپنے کیے کا خمیازہ بھگت کر بالآخر مدینہ سے نکل آتے ہیں۔

☆ آج کل تو پہلے شریر کو مسجد نبوی شریف سے باہر نکالا جاتا ہے اور پھر حرم شریف سے باہر نکالا جاتا ہے۔ بالآخر حدود حرم سے نکال کر واپس اس کو اس کے خطے میں پہنچا دیا جاتا ہے۔

☆ جسے وہاں کی اصطلاح میں کہا جاتا ہے کہ عبدالمصطفٰی کا خروج لگ گیا ہے۔

ہم نے اپنی آنکھوں سے شریروں کو مسجد نبوی اور حرم نبوی سے بھاگتے دیکھا ہے۔

مدینہ میں دجال کا داخلہ بند

دقال رسول اللہ ﷺ علیٰ ایوب المدینۃ ملا ئکۃ لا ید خلھا الطا عون ولا الدجال. (مشکوۃ)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ مدینہ کے دروازوں پر فرشتوں کا پہرہ ہے۔ اس میں طاعون اور دجال داخل ہو جائے تو کہرام مچ جاتا ہے۔ موت منہ کھولے گھروں میں داخل نہیں ہو سکتے۔ باعون ایک ایسا مرض ہے جب کسی شہر میں داخل ہو جاتی ہے۔ اور گھر اور ہر کنبہ

موت کا شکار ہونے لگتا ہے۔ بچے بوڑھے۔ جوان ہزاروں کی تعداد میں موت کا شکار ہو جاتے ہیں۔ گھروں میں غم واندوہ دکھ درد کی لہریں اٹھ کھڑی ہوتی ہیں۔ اس لیے رسول اللہ ﷺ نے اہل مدینہ کو بشارت عطا فرمائی ہے کہ مدینہ منورہ میں طاعون داخل نہیں ہو سکتی کیونکہ طاعون ایک خطرناک مرض ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب پاک ﷺ کو یہ معجزہ برکت عطا فرمادی کہ آپ کے اس شہر میں طاعون کا داخلہ بند کر دیا گیا!

''دجال'' ایک خطرناک بدنام زماں شخص کو کہا گیا ہے۔ اس کا بھی مدینہ منورہ میں داخلہ بند ہے۔ وہ دنیا میں جہاں چاہے گا جائے گا، اس کی کارستانی ہی شیطان کی طرح یہی ہو گی۔ مگر مدینۃ الرسول میں دجال کا داخلہ بند ہے۔

حضرت ملا علی قاری رحمہ اللہ اس حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں۔ **ببرکة وجوده** ﷺ حضور اکرم ﷺ کے وجود مسعود کی برکت کی وجہ سے دجال کا مدینہ منورہ میں داخلہ بند ہوگا۔

خطیب کہتا ہے

☆ جس شہر میں حضور ﷺ کا وجود گرامی ہوگا وہاں طاعون کا داخلہ بند ہوگا۔

☆ جس شہر میں حضور ﷺ کا وجود گرامی ہوگا وہاں دجال کا داخلہ بند ہوگا!

☆ اس سے معلوم ہوا کہ جو لوگ حضور ﷺ کو ہر جگہ حاضر مانتے ہیں۔ وہ دجال کی آمد کے منکر ہیں۔

☆ کیونکہ جس جگہ دجال آئے گا وہاں حضور ﷺ موجود ہوں گے۔

☆ اور دجال اور طاعون میرے محبوب حضرت محمد رسول ﷺ کے شہر میں داخل نہیں ہو سکتے۔

حضرت ملا علی قاری حنفیؒ کی تشریح کی روشنی میں راہبوں کے اس عقیدہ فاسدہ کی بھی بیخ کنی ہوگئی۔ جس کا دن رات انہوں نے شور مچا رکھا ہے۔

اگر حضور ﷺ حاضر ناظر ہیں

تو دنیا میں دجال نہیں آئے گا

☆اور اگر دجال نے آنا ہے تو حضور ﷺ ہر جگہ حاضر ناظر نہیں ہو سکتے۔ حضور ﷺ کی موجودگی میں دجال آجائے، یہ ہو ہی نہیں سکتا۔

اس لیے میں ان جاہلین سے گزارش کرتا ہوں کہ فی الفور توجہ کر لیجئے تا کہ آخرت کی رسوائی سے بچ جاؤ!

مدینہ کی موت جنت کا داخلہ

قال رسول اللہ ﷺ من استطاع ان یموت بالمدینۃ فلیمت بھا فانی اشفع لمن یموت بھا . (مشکوۃ)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس کو مدینہ کی موت کا ولولہ ہو اور وہ مدینہ میں وفات پائے تو اس کے لیے میں شفاعت کروں گا۔

خطیب کہتا ہے

ہر شخص کی آرزو ہوتی ہے کہ مجھے اچھے مقام میں قبر کی جگہ نصیب ہو!

کوئی وطن کی موت کو پسند کرتا ہے

کوئی جنگ کی موت کو پسند کرتا ہے

کوئی بہادری کی موت کو پسند کرتا ہے

کوئی رشتہ داروں میں موت کو پسند کوتا ہے

کوئی اپنے گھر بال بچوں میں موت کو پسند کوتا ہے

حضور فرماتے ہیں کہ جس نے مدینہ کی موت کو پسند کیا۔ قیامت کے دن میں اس کے لیے شفاعت کروں گا۔

مولانا محمد قاسم نانوتویؒ بانی دارالعلوم دیوبند اپنے قصائد قاسمی میں فرماتے ہیں۔

امیدیں لاکھوں ہیں لیکن بڑی امید یہ ہے

کہ ہو شکان مدینہ میں میرا نام شمار

جیوں تو ساتھ سگان حرم کے تیرے پھروں
مروں تو کھائیں مدینہ کے مجھ کو مورو مار

مدینۃ الرسول میں جنت کا ٹکڑا

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ

ما بین بیتی و منبری روضة من ریاض الجنة ومنبری علیٰ حوضی.

میرے گھر اور منبر کے درمیان جنت کے باغوں سے ایک باغ ہے اور میرا منبر میرے حوض پر ہے۔

خطیب کہتا ہے

☆ جس نے جنت دیکھنی ہو، میرے محبوب کے مدینے جائے۔

☆ جس نے جنت دیکھنی ہو، میرے محبوب کی مسجد میں جائے۔

☆ جس نے جنت دیکھنی ہو وہ ریاض الجنۃ میں جائے۔

☆ ساری دنیا جنت کی تلاش میں ہے۔

اور

جنت میرے مصطفٰے کے پہلو میں ہے

جنت نبی ﷺ کے پہلو میں
صدیقؓ نبی ﷺ کے پہلو میں
فاروقؓ نبی ﷺ کے پہلو میں

ایک دوسرا انداز

☆ نبی ﷺ جنت میں

☆ صدیقؓ جنت میں

☆ فاروق جنت میں

جنت ان کی ہے اور وہ جنت کے ہیں۔

منبری علی الحوض ......میرا وہ منبر حوض پر ہوگا
حوض پر بہرہ ور وہی ہوگا جو اہل توحید و اہل سنت ہوگا، جو عقیدہ توحید و سنت سے تہی دامن ہوگا وہ حوض کوثر سے بھی محروم ہوگا اور ساقی کوثر سے بھی محروم ہوگا۔

درود و سلام کا مرکز مدینہ میں

حضرات گرامی! یہ شب و روز یہ رات دن ہر ملک ہر شہر ہر بستی ہر قریہ میں جو درود پڑھا جا رہا ہے۔ سلام بھیجا جا رہا ہے۔ یہ کہاں جاتا ہے یہ کس کے دروازے پر جاتا ہے یہ مدینے جاتا ہے یہ مسجد نبوی جاتا ہے۔ یہ روضہ انور پر جاتا ہے یہ مواجہہ شریف میں جاتا ہے۔ یہ سرکار دو عالم ﷺ کے حضور پہنچایا جاتا ہے۔ دن کی کوئی گھڑی اور رات کا کوئی لمحہ ایسا نہیں ہے! جس میں درود و سلام نہ پڑھا جاتا ہو، دنیا کا کوئی گھر بستی ایسی نہیں ہے جس میں فرشتے ڈیوٹی پر لگے ہوئے ہوں فرشتے اسی انتظار میں ہوتے ہیں کہ کوئی امتی کوئی حضور ﷺ کا غلام درود و سلام بھیجے تو ہم اسے مدینہ منورہ سرکار دو عالم ﷺ کے حضور پہنچائیں چنانچہ ادھر امتی کے درود و سلام کے لیے لب ہلتے ہیں۔ ادھر فرشتے اسے سرکار دو عالم ﷺ کے حضور پہنچانے کے لیے تیار کھڑے ہوتے ہیں اور یہ فرض بحسن و خوبی سر انجام دیتے ہیں۔

عن ابن مسعودؓ عن النبی ﷺ قال ان لله ما ئکة سیا حین فی الا رض یبلغو نی عن امتی السلام (نسائی شریف)

حضرت ابن مسعودؓ سرکار دو عالم ﷺ سے روایت فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے بہت سے فرشتے ایسے ہیں جو زمین میں پھرتے رہتے ہیں اور میری امت کی طرف سے مجھے سلام پہنچاتے ہیں۔

ایک اور حدیث میں ارشاد فرمایا گیا ہے کہ **من صلی علی عند قبری سمعته و من صلی علی نائیا ابلغته. (مشکوۃ)**

جو شخص میری قبر مبارک کے پاس مجھ پر درود پڑھے میں اس کی خود سنتا ہوں اور جو شخص دور

سے درود بھیجے وہ مجھے پہنچایا جاتا ہے۔

خطیب کہتا ہے

☆ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حضور ﷺ ہر جگہ حاضر و ناظر نہیں ہیں ورنہ آپ یہاں بھی فرماتے کہ جو شخص جہاں بھی درود شریف پڑھے میں اس کو سنتا ہوں آپ کا یہ ارشاد فرمانا کہ قبر مبارک کے پاس تو سنتا ہوں اور دور سے درود بھیجنے والوں کا درود مجھے پہنچا دیا جاتا ہے! یہ عقیدہ علم غیب اور حاضر ناظر کی نفی ہے۔

صلاۃ وسلام کے متعلق میرا عقیدہ

میں کسی خوف تردید اور جھجک کے بغیر اپنے عقیدہ کا اعلان کرتا ہوں کہ حضور ﷺ پر اگر دور سے درود پڑھا جائے تو فرشتے پہنچا دیتے ہیں اور اگر قبر مبارک کے پاس پڑھا جائے تو حضور ﷺ خود سنتے ہیں۔

یہ میرے اکابر حضرت مولانا محمد نانوتویؒ حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ کا مسلک تھا اور یہی میرے پیر و مرشد حضرت مولانا حسین احمد صاحب مدنی نور اللہ مراقدھم کا مسلک تھا اور یہی ان کی خاک پا خطیب کا مسلک ہے۔

میں اپنے اکابر کے مسلک کو صحیح سمجھتا ہوں اور اسی پر قائم رہنا سعادت اور فلاح سمجھتا ہوں کیونکہ قرآن وسنت پر ان کی محققانہ نظر بڑے بڑے صاحبان علم وبصیرت ان کے سامنے زانوئے تلمذ طے کرتے تھے! عقیدہ حیات النبی میں بھی جو تحقیق مرشد مدنی اور حکیم الامت تھانوی کی ہے میں اسی پر کاربند رہنا اپنے لیے سعادت ابدی سمجھتا ہوں!

نذرانہ عقیدت ومحبت

یا خیر من دفنت بالقاع اعظمہ

فطاب من طیبھن القاع والا کم

نفسی الفداء لقبر انت ساکنہ

فيه العفاف و فيه الجود و الكرم

انت الشفيع الذى ترجى شفا عته

على الصراط اذا مازلت القدم

وصاحباک لا انسا هما ابدا

منى السلام عليكم ما جرى القلم

☆اے بہترین ذات ان سب لوگوں میں سے جنہیں زمین میں دفن کیا گیا ان کی وجہ سے زمین اور پہاڑوں میں خوشبو پھیل گئی۔

☆میری جان قربان اس مبارک قبر پر جس میں آپ آرام فرما رہے ہیں اس میں عفت اور جود وسخاوت اور عنایات وکرامات ہیں۔

☆آپ ایسے شفیع ہیں جن کی شفاعت کے ہم بھی امیدوار ہیں جس وقت پل صراط پر لوگوں کے قدم پھسل رہے ہوں گے!

☆اور آپ کے دو ساتھیوں کو تو میں کبھی بھی نہیں بھول سکتا میری طرف سے آپ سب پر سلام ہوتا رہے جب تک دنیا میں لکھنے کے لیے قلم چلتا رہے۔

یعنی قیامت تک۔

حاجیو آؤ مدینے چلو

قال رسول الله ﷺ من زار نى متعمدا كان فى جوارى يوم القيامة ومن سكن المدينة و صبر علىٰ بلا ئها كنت له شهيد او شفيعا يوم القيامة ومن مات فى احد الحرمين بعثه الله من الا منين. (مشكوة شريف)

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جس نے میری قبر کی زیارت کی وہ قیامت کے دن میرے پڑوس میں ہوگا اور جو آدمی مدینہ میں قیام کرے اور وہاں کی تنگی اور تکالیف پر صبر کرے میں اس کے

لیے قیامت کے دن گواہی دوں گا اور سفارش کروں گا اور جسے حرم مکہ یا حرم مدینہ میں موت نصیب ہو جائے وہ قیامت کے دن امن والوں میں اٹھے گا۔

خطیب کہتا ہے

☆ مکہ مکرمہ کے بعد حضرت گنگوہی نے مدینہ کی حاضری ضروری قرار دی ہے۔

☆ قبر رسول کی زیارت سے قیامت کے دن جوار رسول نصیب ہوگا۔

☆ مدینہ میں رہ کر وہاں کی تنگی ترشی کو برداشت کرنے والے کو قیامت کے دن حضور ﷺ کی شفاعت نصیب ہوگی!

☆ قیامت کے دن جو مدینہ کی زمین سے اٹھے گا وہ اللہ کے عذاب سے مامون ہوگا۔

اس لیے حجاج کرام کو اور عمرہ کرنے والوں کو چاہیے، سفر حج اور سفر عمرہ میں مدینہ منورہ کی حاضری دے کر اپنی جھولیاں خداوند قدوس کے ابر رحمت اور حضور ﷺ کے ابر شفاعت سے ضرور بھر کر لائیں۔

یا رب صل و سلم دائما ابدا

علیٰ حبیبک خیر الخلق کلهم

بسم اللہ الرّحمٰن الرّحیم

آیت تطہیر کی اولین مصداق ازواجِ مطہرات ہیں

نحمده وَ نُصَلِّی عَلٰی رَسُوْلِهِ الْکَرِیْمِ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُبِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْم. بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰهُ لِیُذْهِبَ عَنْکُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَیْتِ وَیُطَهِّرَکُمْ تَطْهِیْرًا.

اللہ یہی چاہتا ہے کہ دور کرے گندی باتیں اے نبی ﷺ کے گھر والو! اور ستھرا کرے تم کو خوب پاکیزہ۔

حضرات گرامی! آج کا موضوع نہایت اہم اور نازک ہے جس طرح دین کے اور بہت سے مسائل پر گرد وغبار ڈال کر انہیں اہل فکر ونظر کی نظروں سے اوجھل کر دیا ہے اسی طرح اس مسئلہ کو بھی ایک خاص منصوبہ بندی سے عوام وخواص کے اذہان سے نکال دیا ہے کہ ''ازواج رسول'' اہل بیت کی اصطلاح میں شامل نہیں ہیں۔ اہل بیت کے لفظ کو ایک خاص ذہن کی عیاری نے صرف چند افراد کے ساتھ مخصوص کر کے اس پر تقریباً تیرہ صدیاں محنت کی کہ اہل بیت کرام معدودے افراد ہیں۔ ازواج مطہرات اس اصطلاح میں شامل نہیں ہیں۔ میں آج کی تقریر میں آپ پر یہ نکتہ انشا اللہ واضح کرنے کی کوشش کروں گا کہ اس آیت کریمہ میں جو لفظ اہل بیت آیا ہے اس کا اولین مصداق سرکار دو عالم ﷺ کی بیویاں یعنی ازواج مطہرات ہیں اس کو سمجھنے کے لیے آپ حضرات کے سامنے پانچ دلیلیں پیش کروں گا جس سے آپ پر واضح ہوگا کہ اس آیت میں اہل بیت کا اطلاق ازواج مطہرات پر کیا گیا ہے اور اہل بیت کے فضائل ومناقب کا اولین مصداق ازواج مطہرات ہیں۔

دلیل اول۔ سورہ احزاب میں جس مقام پر قرآن مجید نے یہ ارشاد فرمایا ہے کہ

اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰہُ لِیُذْھِبَ عَنْکُمُ الرِّجْسَ اَھْلَ الْبَیْتِ وَیُطَھِّرَکُمْ تَطْھِیْرًا

قرآن کے یہ الفاظ پوری آیت کریمہ نہیں ہیں۔ بلکہ اس سے قبل اوراس کے بعد بھی چند الفاظ ہیں جن کے ساتھ شامل کرنے سے پوری آیت کریمہ ہوتی ہے مثلا یہ آیت کریمہ یہاں سے شروع ہوتی ہے۔

وَقَرْنَ فِیْ بُیُوْتِکُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاھِلِیَّۃِ الْاُوْلٰی وَ اَقِمْنَ الصَّلٰوۃَ وَاٰتِیْنَ الزَّکٰوۃَ وَاَطِعْنَ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰہُ لِیُذْھِبَ عَنْکُمُ الرِّجْسَ اَھْلَ الْبَیْتِ وَیُطَھِّرَکُمْ تَطْھِیْرًا وَاذْکُرْنَ مَا یُتْلٰی فِیْ بُیُوْتِکُنَّ مِنْ اٰیٰتِ اللّٰہِ وَالْحِکْمَۃِ اِنَّ اللّٰہَ کَانَ لَطِیْفًا خَبِیْرًا (سورۃ احزاب)

اورقرار پکڑو اپنے گھروں میں اور بے پردہ نہ پھرو جس طرح پہلے دور میں بے پردہ پھرنے کا رواج تھا اور قائم رکھو نماز کو اور دیتی رہو زکوۃ اور اطاعت میں رہو اللہ کی اور اس کے رسول کی اللہ یہی چاہتا ہے کہ دور کرے تم سے گندی باتیں اے نبی کے گھر والو اور ستھرا کر دے تم کو ایک ستھرائی سے اور یاد کرو جو پڑھی جاتی ہیں تمہارے گھروں میں اللہ کی باتیں اور عقل مندی کی اللہ ہے بھید جاننے والا خبردار۔

اَنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰہُ سے جو ہدایات دی گئی ہیں۔ وہ تمام کی تمام ازواج مطہرات کے لیے ہیں۔

خطیب کہتا ہے

☆ ہدایات کا خاکہ یوں بنتا ہے۔

اے نبی کی بیویو!

☆ وَقَرْنَ فِیْ بُیُوْتِکُنَّ

☆ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاھِلِیَّۃِ الْاُوْلٰی

☆ وَ اَقِمْنَ الصَّلٰوۃَ

☆ وَاٰتِیْنَ الزَّکٰوۃَ

☆ وَاَطِعْنَ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ

اس خطاب کی خصوصی ہدایات سرکار دو عالم ﷺ کی بیویوں کی دی جا رہی تھی اسی کے ضمن میں اللہ تعالیٰ نے ایک ناصح مشفق کی طرح فرمایا کہ اے نبی کی بیویو!

اس میں تمہارا ہی فائدہ ہے کیونکہ خداوند قدوس یہی چاہتا ہیں کہ ان ہدایات پر عمل کرنے کی وجہ سے

☆ اِنَّمَا يُرِيدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ

اے نبی کی بیویو! اللہ تعالیٰ یہی چاہتے ہیں کہ وہ تم سے ''رجس'' کو دور کردے۔

''رجس'' کیا ہے لفظ رجس قرآن مجید میں متعدد معانی کے لیے استعمال ہوا ہے جگہ ''رجس'' بتوں کے معنے میں آیا ہے کبھی عذاب۔ نجات اور گندگی کے معنے میں استعمال ہوتا ہے کبھی ہر ناپسند یدہ چیز کے لیے استعمال کیا جاتا ہے۔ (بحر محیط، معارف القرآن)

جس کا مطلب یوں ہوا کہ اللہ تعالیٰ ازواجِ مطہرات کی پاکیزگی اور طہارت کا اہم شعبہ اپنے ذمہ لے رہے ہیں تاکہ کوئی گندہ چھینٹا اور ناپاک ونجس عمل ازواجِ مطہرات کے قریب نہ جائے!

خطیب کہتا ہے

اسی آیت کریمہ سے ازواجِ مطہرات کی طہارت و پاکیزگی کا ڈنکہ چار دانگ عالم میں بج گیا۔

☆ پوری دنیا ازواج ''رسول'' کو ''مطہرات'' سے لقب سے یاد کر رہی ہے!

☆ جس طرح سرکار دو عالم ﷺ کے لیے امین کا لفظ مخلوق خدا کی زبانوں پر جاری ہو گیا۔

☆ اسی طرح ازواجِ مطہرات رسول کے لیے مطہرات کا لفظ خصوصی اور امتیازی نشان کی حیثیت حاصل کر گیا۔

☆ یہ ازواج مطہرات کے لیے خدائی تمغہ ہے۔

☆ جس طرح موسیٰ ﷺ سے کلیم اللہ کا تمغہ

☆ عیسیٰؑ سے روح اللہ کا تمغہ

☆ ابراہیمؑ سے خلیل اللہ کا تمغہ

☆ حضرت محمد رسول اللہ ﷺ سے حبیب اللہ کا تمغہ

☆ ابوبکر سے صدیق کا تمغہ

☆ عمر سے فاروق کا تمغہ

☆ عثمان سے ذوالنورین کا تمغہ

☆ دنیا کا کوئی ماں کالال نہیں چھین سکتا

اسی طرح ازواج رسول سے ''مطہرات'' کا تمغہ بھی کوئی ماں کا لال قیامت تک نہیں چھین سکتا۔

☆ اس آیت کریمہ سے پہلے کی ہدایت کو پڑھ کر یہی ثابت ہورہا ہے کہ خود قرآن حکیم کی روشنی میں یہ آیت کریمہ کا حصہ ازواجِ مطہرات کی شان بیان کررہا ہے اس کی اولین مصداق ازواجِ مطہرات ہیں۔ اسی طرح جب اس آیت کریمہ کے فوراً بعد آیت کریمہ تلاوت کی جائے تو اس میں یہی ارشاد ہوتا ہے کہ

وَاذْكُرْنَ مَا يُتْلٰى فِيْ بُيُوْتِكُنَّ مِنْ اٰيٰتِ اللّٰهِ وَالْحِكْمَةِ

اس آیت کریمہ میں ارشاد فرمایا گیا کہ اور یاد کرو جو پڑھی جاتی ہیں۔ تمھارے گھروں میں اللہ کی باتیں اور عقل مندی کی!

واذکرن فی بیو تکن میں بھی خطاب نبی کی گھر والیوں کو ہے۔

خطیب کہتا ہے

اللہ تعالیٰ کوئی ذاکر نہیں ہے یا بے تکا مقرر نہیں ہے معاذ اللہ...... جو بے جوڑ باتیں کریں بلکہ اللہ تعالیٰ کے فرامین وارشادات نہایت حکمت اور انتہائی نظم وربط کے موتی ہوتے ہیں۔ قرآن مجید کا نظم ایسے مضامین سے مربوط ہے کہ اس کے ایک ایک لفظ اور حرف کا ایک دوسرے سے گہرا تعلق اور ربط ہے۔ اس پر مفسرین کے علمی ذخیروں کا مطالعہ کرنے والوں کی عقلیں دنگ رہ جاتی ہیں۔ اس لیے ماننا پڑے گا۔ آیت تطہیر کا ماقبل اور مابعد ''وسط'' سے مربوط اور جڑا ہوا ہے جس طرح آیت کے اولین حصے کا مصداق ازواجِ مطہرات ہیں اسی طرح اس آیت کے اختتام پر ازواجِ

مطہرات کو خطاب فرما کر ان کی عظمتوں کو اجاگر کیا گیا ہے!

جس سے ثابت ہو گیا کہ آیت تطہیر ازواج مطہرات کے لیے نازل ہوئی ہے اس آیت کریمہ میں انہی کی عظمتوں کو بیان کرنا مقصود ہے اور نظم قرآن نے یہ ثابت کر دی یا دشمن کا یہ مکروہ پروپیگنڈہ نہایت قابلِ مذمت ہے کہ اس آیت کریمہ میں ازواجِ مطہرات کو مراد نہیں لیا جا سکتا۔

☆اس آیت کریمہ کے سیاق وسباق نے دشمن کے پروپگنڈہ کو حرف غلط کی طرح مٹا کر رکھ دیا اور ازواجِ مطہرات کی عظمتوں کا جھنڈا لگا کر رکھ دیا یہی اس آیت کا مقصود ہے اور یہی ہمیں مطلوب ہے **الحمد لله سبحن الله.**

دلیل ثانی

.... جب ثابت ہو گیا کہ قرآن مجید کا سیاق وسباق اس آیت کریمہ میں ازواج مطہرات ہی کی پاکیزگی اور طہارت کا ڈنکہ بجاتا ہے تو اب انہیں بلا جھجک اس آیت کریمہ کا مصداق اولین قرار دیتے ہوئے دوسری دلیل کی طرف توجہ دی جائے!

☆**وَقَرْنَ فِیْ بُیُوْ تِکُنَّ**

☆**واذْ کُرْنَ مَا یُتْلٰی فَیْ بُیُوْ تِکُنَّ**

پوری دنیا کو معلوم ہے کہ سرکار دو عالم ﷺ جب ہجرت فرما کر مدینہ منورہ تشریف لائے تو آپ نے مسجد نبوی کے ساتھ ساتھ ازواجِ مطہرات کے ''حجرات'' یعنی رہنے کے گھر تعمیر فرمائے اور ایک ایک حجرہ تمام ازواج مطہرات کو عنایت فرمایا۔ ان کو قرآن حکیم بیوت النبی کے نام سے یاد کرتا ہے۔

ظاہر بات ہے جب نبی ایک تھا تو اس کا گھر بھی ایک ہونا چاہیے۔ مگر ہجرت کے بعد مفلسی اور فقر کے دور میں کئی اور حجرے تعمیر کرنا یا کرانا اس بات کی دلیل ہے کہ سب آپ کی خانگی ضروریات تھیں۔ جنہیں آپ نے بحسن وخوبی پورا فرمایا اب ہم کہتے ہیں کہ ان بیوت النبی میں یا حجرات نبوی میں یا نبی کے گھروں میں جو رہتی تھیں وہ نبی کی گھر والیاں تھیں۔ جب ان کی تعبیر عربی زبان میں کی جائے گی تو ان کو اہل بیت کہا جائے گا یا۔ ازواجِ مطہرات کہا جائے گا۔

خطیب کہتا ہے

کہ یہ عجیب منطق ہے کہ گھر تو ہوں ازواجِ مطہرات کے مگر وہ گھر والیاں یعنی اہل بیت نہیں کہلائیں گی!

☆ حجرات تو ہوں ازواجِ مطہرات کے مگر وہ تمہارے فلسفہ کے مطابق حجرے والیاں یعنی گھر والیاں نہیں کہلائیں گی۔ **یا للعجب**

خداوند وقدوس تو فرمائیں

☆**وَقَرْنَ فِیْ بُیُوْ تِکُنَّ**

☆**واذْ کُرْنَ مَا یُتْلٰی فَیْ بُیُوْ تِکُنَّ**

☆تمہارے گھر

☆تمہارے گھروں میں

☆ عجیب بات ہے اللہ تعالیٰ تو بیت نبوی کو بیت ازواجِ النبی قرار دے اوران کو الاٹ منٹ کی چٹ دے کر۔ **وَقَرْنَ فِیْ بُیُوْ تِکُنَّ** کا آرڈر دے دے۔ **وَقَرْنَ فِیْ بُیُوْ تِکُنَّ**...... کا کیا معنیٰ ہے۔ یہی نا کہ قرار پکڑ واپنے گھروں میں! گویا کہ اللہ تعالیٰ ازواجِ مطہرات کو پکہ فرمار ہے ہیں کہ **قرن**...... **فی** ...... **بیوتکن** ...... پکی ہو جاؤ۔ نہایت استقامت سے اپنے گھروں میں رہو۔ فکر نہ کرو۔ یہ تمہارے گھر ہیں۔ نبی یہیں آئیں گے، قرآن یہیں آئے گا۔ احکامات ربانی کا نزول یہیں پر ہوگا۔ یہ تمہارے پاس ہی رہیں۔ ابدالآباد تک کوئی تم سے انہیں واپس نہیں لے سکتا۔ نبی دنیا سے تشریف لے جائیں گے۔ تب بھی یہ گھر تمھارے پاس ہی رہیں گے! کوئی تم سے نہیں چھین سکتا۔

سبحان اللہ

وَقَرْنَ فِیْ بُیُوْ تِکُنَّ نے ازواجِ طہرات کے نام بیوت نبوی کی الاٹ منٹ پکی کردی۔ جس سے ثابت ہوا کہ آیت تطہیر کا اولین مصداق ازواجِ مطہرات ہیں۔ ان کو اس آیت کریمہ کے مدلول ومصداق سے کوئی خارج نہیں کرسکتا!

دلیل ثالث

قرآن نے اہل البیت کا لفظ بیوی پر اطلاق کیا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اہل بیت کا لفظ او بیوی پر بولا جاتا ہے اس لیے پہلے پہلے یہاں آیت تطہیر میں بھی اہل بیت کے لفظ سے سرکار دو عالم ﷺ کی بیویاں اور ازواجِ مطہرات مراد لی جائیں گی!

قرآن مجید اور اہل بیت

قرآن مجید میں جو عربی زبان اور عربی لغت کا سب سے زیادہ مستند ذخیرہ ہے اہل بیت کا لفظ جہاں کہیں استعمال کیا ہے اکثر بیوی ہی کے لیے کیا ہے۔ مثلاً حضرت ابراہیمؑ کی زوجہ مطہرہ کو خطاب فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا ہے کہ

قَالُوْٓا اَتَعْجَبِيْنَ مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ رَحْمَتُ اللّٰهِ وَبَرَكٰتُهٗ عَلَيْكُمْ اَهْلَ الْبَيْتِ اِنَّهٗ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ

فرشتوں نے کہا کہ کیا تم امر الٰہی پر تعجب کرتی ہو۔ اے گھر والی تم پر اللہ کی رحمت اور برکتیں ہوں بے شک وہ ستائش کے قابل بڑا بزرگ!

تفسیر حقانی میں اس کا ترجمہ یوں کیا گیا کہ وہ بولے کہ کیا تو اللہ کے حکم سے تعجب کرتی ہے اے گھر والی تم پر اللہ کی رحمت اور برکتیں ہوں۔

☆ قاضی سلیمان منصور پوری مصنف رحمۃ للعالمین اس کا ترجمہ یوں فرماتے ہیں کہ اے گھر والی تم پر اللہ کی رحمت اور برکتیں۔

☆ مولانا ابوالکلام آزاد ارشاد فرماتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ تو اللہ کے کاموں پر تعجب کرتی ہے۔ اللہ کی رحمت اور اس کی برکتیں ہوں تجھ پر۔ اے اہل خانہ ابراہیم۔ غرض اہل بیت کے معنے گھر والی بیوی اور اہلیہ زوجہ کے ہیں۔ اسی اہلِ بیت کا مخفف اور اختصار اہلیہ ہے جسے اردو میں کثرت سے استعمال کیا جاتا ہے۔

موسیٰ علیہ السلام نے بیوی کو اھل فرمایا

قرآن حکیم نے موسیٰؑ کے اپنی اہلیہ کے ہمراہ کوہ طور پر جانے کے واقعے کو اس طرح بیان فرمایا ہے کہ

وَسَارَ بِاَهْلِهٖۤ اٰنَسَ مِنْ جَانِبِ الطُّوْرِ نَارًا. قَالَ لِاَهْلِهِ امْكُثُوْۤا اِنِّیْۤ اٰنَسْتُ نَارًا لَّعَلِّیْۤ اٰتِیْكُمْ مِّنْهَا بِخَبَرٍ اَوْ جَذْوَةٍ مِّنَ النَّارِ لَعَلَّكُمْ تَصْطَلُوْنَ (پ ۲۰ سورہ قصص)

اور وہ اپنی بیوی کو لے کر چلے تو ان کو کوہِ طور کی جانب آگ دکھلائی دی تو انہوں نے بیوی کو کہا کہ تم ٹھہرو میں نے ایک آگ دیکھی ہے شاید میں تمھارے پاس وہاں سے کچھ خبر لاؤں تا کہ تم سینک یا تاپ لو!

اس آیت کریمہ میں روز روشن کی طرح حضرت موسیٰؑ نے اپنی زوجہ محترمہ کو لفظ اھل سے تعبیر فرمایا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اھل ہے لفظ سے مراد بیوی ہوتا ہے! اسی لیے آج بھی تمام لوگ اپنی بیوی کو اہلیہ کہتے ہیں۔

☆ اسی طرح قرآن حکیم میں حضرت یوسفؑ کے تذکرے میں زلیخا کے واقعہ کا ذکر ہے کہ جب اس نے یوسفؑ پر تہمت لگاتے ہوئے اپنے خاوند کو مخاطب ہو کر کہا تھا کہ

قَالَتْ مَا جَزَآءُ مَنْ اَرَادَ بِاَهْلِكَ سُوْٓءًا اِلَّآ اَنْ يُّسْجَنَ اَوْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ (پ ۱۲ سورہ یوسف)

بیوی سے برا ارادہ کرے مگر یہی کہ اس کو قید کیا جائے یا دردناک عذاب دیا جائے!

اسی طرح اکثر اھل کا لفظ صرف بیوی پر استعمال کیا جاتا ہے اور جہاں خطاب ہی بیویوں سے ہو وہاں قرینہ اور مقام سے مراد صرف بیویاں لی جائیں گی!

خطیب کہتا ہے

معلوم ہوا کہ

ابراہیمؑ کے واقعہ میں

اھل سے مراد بیوی لی گئی

☆ حضرت موسیٰ کے واقعے میں......اھل سے مراد بیوی لی گئی

☆ زلیخا کے واقعے میں اھل سے مراد بیوی ہے!

☆ عربی اور اردو کے محاورات کے اعتبار سے اہلیہ اہل خانہ سے مراد بیوی لی جاتی ہے اس لیے روز روشن کی طرح واضح ہو گیا کہ آیت تطہیر میں بھی اولین مصداق حضور کی بیویوں اور ازواجِ مطہرات ہیں اور اس آیت میں جن کی تطہیر و تقدیس کا بیان ہے وہ باعظمت خواتین امت کی مائیں اور رسول ﷺ کی بیویاں ہیں۔سبحان اللہ

اصحاب رسول آیت تطہیر سے مراد ازواجِ رسول کو لیتے تھے

اس آیت کی تفسیر میں حضور انور ﷺ کے چچازاد بھائی اور جلیل القدر صحابی ترجمان القرآن حضرت عبداللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں کہ **عن ابن عباسؓ نزلت انما یرید اللہ الا یۃ فی نساء النبی خاصۃ (روح المعانی ج ۲۰ صہ ۱۳)**

کہ آیت تطہیر خاص طور پر ازواج رسول کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔اس لیے اس میں طہارت و پاکیز گی اور جس سے پاک کرنے کا جو وعدہ فرمایا گیا ہے وہ ازواجِ مطہرات کے لیے ہے!

☆ حضرت عکرمہؓ تو بازار سے منادی فرمایا کرتے تھے کہ آیت تطہیر کا وعدہ ازواج مطہرات سے ہے اور میں اس پر مباہلہ کرنے کے لیے تیار ہوں چنانچہ آپ کے فرمائے ہوئے یہ الفاظ مشہور ہیں کہ **من شاء باھلت.**

☆ **وقال عطاء و عکرمۃ ھم زوجاتہ خاصۃ . (قرطبی جلد ۱۴ صہ ۱۸۲)**

ایک سوال اور اس کا جواب

اس آیت پر ایک عامیانہ سا سوال کیا جاتا ہے کہ ازواجِ رسول کو تو اللہ تعالیٰ نے مونث کے صیغوں سے خطاب فرمایا ہے جیسا کہ اَقِمْنَ. اٰتِیْنَ اور اذْکُرْنَ میں ہے۔لیکن اس کے برعکس

تطہیر میں لیطھر کم میں خطاب مذکر کو ہے لہذا اس سے ازواجِ مطہرات کو کس طرح مراد لیا جا سکتا ہے۔

اس کا سادہ سا جواب یہ ہے کہ سورہ ہود میں حضرت ابراہیمؑ کی بیوی کو مونث کے صیغہ سے خطاب کیا گیا ہے کہ اتعجبین ......واحد مونث ہے لیکن پھر تعظیم وتوقیر کے لیے مذکر کا صیغہ لایا گیا۔ بَرَکَاتُهُ عَلَيْكُمْ............اس سے معلوم ہوا کہ بعض اوقات مذکر کا صیغہ بھی مونث کے لیے بولا جاتا ہے۔اس سے مراد اعزاز واکرام اور تعظیم ہوتا ہے۔

☆اسی طرح سرکار دوعالم ﷺ کو جب پہلی وحی سے غار حرا میں سرفراز فرمایا گیا،تو آپ جب گھر میں حضرت خدیجہ طاہرہ کے پاس تشریف لائے تو آپ نے حضرت خدیجہ سے فرمایا کہ زملونی، زملونی ......مذکر کے صیغہ سے خطاب فرمایا۔معلوم ہوا کہ بعض اوقات مونث کو بھی مذکر کے صیغہ سے تکریم وتعظیم کے لیے خطاب کیا جا سکتا ہے۔اس لیے یویطھر کم تطھیرا پر ہونے والا اشکال دور ہو گیا! بعض محققین فرماتے ہیں کہ لفظ اھل چونکہ بذاتہ خود مذکر ہے لہذا اس کو مذکر کے صیغہ سے استعمال کر سکتے ہیں خواہ اس کا مصداق مونث ہی کیوں نہ ہو!

اس تحقیق سے ثابت ہو گیا کہ اہل بیت سے اصل مخاطب ازواجِ مطہرات ہیں۔

خاندان نبوت بھی اہل بیت ہے

حضرات گرامی! اصل میں سبائی پارٹی نے مسئلہ الجھا دیا ہے اس مسئلہ کو اگر اس صورت میں بیان کیا جائے کہ

☆ازواجِ مطہرات بھی اہل بیت ہیں۔

اور

☆اولاد رسول اور اقربائے رسول بھی اہل بیت ہیں تو نہ اس میں کوئی اعتراض ہے اور نہ کوئی

ہی کوئی اشکال ہے۔اہل سنت والجماعت کا بھی یہی مسلک ہے کہ اہل بیت رسول میں آپ کی بیٹیاں بیٹے نواسیاں نواسے سب شامل ہیں۔ بلکہ اہل سنت کی احادیث کی کتابوں میں اہل بیت رسول کے مناقب وفضائل کے ابواب موجود ہیں اہل سنت کی صحاح ستہ کی تمام کتابیں اٹھا کر دیکھ لیں ان میں فضائل اہل بیت کا اس قدر عظیم ذخیرہ موجود ہے جس کے پڑھنے سے ایمان کی حلاوت اور تازگی ملتی ہے مگر برا ہو تعصب اور عناد کا آنکھوں پر اس طرح پٹی باندھ لی گئی ہے کہ اہل بیت نبی کی اولین مصداق ازواجِ مطہرات کے سر پر آیت تطہیر کا تاج نہ سجنے پائے! مگر ان کو ششوں کے بارآور ہونے کی اس لیے امید نہیں ہے کہ قرآن حکیم اس کی تائید نہیں کرتا ہاں جن نفوس قدسیہ کو اہل بیت میں شامل کرنے کے لیے زور شور لگایا جارہا ہے ان کے اہل بیت ہونے پر کسی کو شبہ نہیں ہے اس لیے دلائل دینے کی ضرورت کیا ہے۔

خطیب کہتا ہے

☆ سرکار دوعالم ﷺ کی تمام ازواج اہل بیت رسول ہیں۔

☆ سرکار دوعالم ﷺ کے تمام داماد اہل سنت رسوﷺ ہیں۔

☆ سرکار دوعالم ﷺ کے لاڈلے داماد حضرت علیؓ اہل سنت رسول ہیں۔

☆ سرکار دوعالم ﷺ کے تمام بیٹے اہل بیت رسول ہیں۔

☆ سرکار دوعالم ﷺ کی تمام بیٹیاں اہل بیت رسول ہیں۔

☆ سرکار دوعالم ﷺ کی چہیتی بیٹی سیدہ طاہرہ فاطمۃ الزہرا اہل بیت رسول ہیں۔

☆ سرکار دوعالم ﷺ کے نواسے حضرت حسنؓ اور حضرت حسینؓ اہل بیت رسول ہیں۔

☆ سرکار دوعالم ﷺ کے تمام مومن اقربا اہل بیت رسول ہیں۔

لیکن یہ بتایئے

کہ اہل سنت تو ان سب کو واجب التعظیم اور شرف وبرکات کا مرکز سمجھتے ہیں۔اور جو شخص اہل بیت رسول سے محبت نہیں کرتا۔اس کے ایمان کا کوئی اعتبار نہیں کرتے مگر سبائی پارٹی حضرات ازواجِ مطہرات کو اہل بیت کیوں نہیں سمجھتی؟

خطیب کہتا ہے

اس کا کوئی جواب ہے؟

گھر والا خاوند کو کہتے ہیں اور گھر والی بیوی کو کہتے ہیں۔ جب کوئی شخص کہتا ہے کہ میرے ساتھ میری گھر والی بھی آئی ہے تو ہر شخص اس سے یہی سمجھتا ہے کہ ان کے ہمراہ ان کی بیوی ہوگی۔ اس سے دوسرا کوئی معنی ذہن میں آ ہی نہیں سکتا۔ اب سبائی پارٹی کی ضد کے لیے محاوروں کے مفہوم اور معانی نہیں بدلے جاسکتے! بیٹی جب والد کے گھر میں ہوتی ہے تو وہ والد کی آل اور اولاد کہلاتی ہے اور جب شادی شدہ ہوکر اپنے خاوند کے گھر چلی جاتی ہے تو وہ اپنے خاوند کی گھر والی کہلاتی ہے اس لیے جب بیٹی کے والدین سے سوال کیا جاتا ہے کہ آج بیٹی نظر نہیں آئی تو وہ کہتے ہیں کہ اپنے گھر گئی ہوئی ہے جس سے معلوم ہوا کہ شادی کے بعد بیٹی والدین کے لیے بیٹی رہتی ہے اور خاوند کے لیے اہلیہ اور گھر والی بن جاتی ہے جس سے بات صاف ہوگئی۔

☆ سیدہ فاطمہ حضور ﷺ کی آل ہے اولاد ہے

☆ سیدہ فاطمہ حضرت علیؓ کی اہلیہ ہیں۔

☆ سیدہ فاطمہؓ کو آل بیتِ رسول ہونے کا شرف بھی حاصل ہے۔

☆ اور سیدہ فاطمہ کو حضرت علی مرتضیٰؓ کی اہلیہ اور آپ کے گھر کی عفت مآب خاتون ہونے کا شرف بھی حاصل ہے۔

☆ اہل سنت کے ہاں ان سب کی عزت وتوقیر فرض ہے جو ادنیٰ سی توہین کا ارتکاب کرے گا اس کا ایمان برباد ہوجائے گا۔

☆ ازواجِ مطہراتؓ حضور ﷺ کی گھر والیاں ہیں۔

☆ حضرت سیدہ فاطمہؓ حضرت علیؓ کی گھر والی ہیں۔

☆ رسول اللہ ﷺ کی ازواجِ مطہرات کے سر پر بھی طہارت و پاکزگی کا تاج ہے۔

☆ نہ ہی ازواجِ مطہرات کو اہل بیت سے نکالا جاسکتا ہے اور نہ ہی آل و اولادِ رسول کو اہل بیت سے رسول سے خارج کیا جاسکتا ہے

حضرات گرامی ! ان تمام دلائل سے معلوم ہوگیا کہ ازواجِ مطہرات رضوان اللہی علیہن اجمعین آیت تطہیر کا مصداق اولین ہیں۔

مفسرین کرام کی رائے گرامی

جب مفسرین کرام نے حضرت علیؓ حضرت فاطمہؓ حضرت حسنؓ حضرت حسینؓ کو اہل بیت میں شامل فرمایا ہے انہوں نے ردائے تطہیر کی حدیث سے استدلال فرمایا ہے کہ اس آیت کے نزول کے بعد سرکار دو عالم ﷺ نے حضرت علیؓ حضرت فاطمہؓ اور حضرت حسنؓ، حضرت حسینؓ کو بلا کر اپنی چادر اوڑھادی اور چادر میں چھپا کر دعا کی **اللھم ھولا اھل بیتی** جس کی وجہ سے یہ چادر حضرات بھی عمل تطہیر میں شامل کر لیے گئے۔ اگر اس حدیث کی وجہ سے ان چاروں حضرات کو عمل تطہیر کا مصداق ٹھہرایا جاتا ہے تو اس سے تو اہل سنت والجماعت کو خوشی اور مسرت ہے ہم نے جس طرح آیت تطہیر مصداق ازواج مطہرات کو مطہر ومقدس مانا ہے اسی طرح حدیث تطہیر کے اعتبار سے ان حضرات قدسیہ کو بھی مقدس ومطہر مانا ہے۔ ازواجِ مطہرات بھی ہمارے ایمان کا نور علیؓ و فاطمہؓ، حسنؓ بھی ہماری آنکھوں کا نور، سنی سب کا غلام اوران کی عظمتوں کا معترف اور اقرار کرنے والا ان سب سے محبت کو اپنے ایمان کی روح سمجھنے والا۔

سبحان اللہ العظیم

وَاٰخِرُ دَعْوٰهُمْ اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

بسم اللہ الرّحمٰن الرّحیم

رسول اللہ ﷺ

کے بتائے ہوئے وظیفے

نحمدہ وَ نُصَلِّی عَلیٰ رَسُوْلِهِ الْکَرِیْمِ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُبِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْم. بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

قال النبی ﷺ افضل الذکر لا اله الا الله.

حضرات گرامی! بہت سے لوگ وظیفے پڑھنے کا بے حد شوق رکھتے ہیں اور وہ وظائف حاصل کرنے لیے بعض اوقات ایسی غیر شرعی حرکتوں کا ارتکاب کرتے ہیں جن سے ثواب کی بجائے عذاب اور خوشی کی بجائے غم نصیب ہوتا ہے۔ اس لیے آج کی تقریر میں آپ کو میں ایسے وظیفے بتلاؤں گا جو سرکار دو عالم ﷺ نے اپنی امت کو بتلائے ہیں انشاء اللہ ان وظیفوں کے پڑھنے سے دین بھی ترقی کرے گا اور دنیاوی حاجتیں بھی اللہ تعالیٰ پوری فرمائیں گے!

پہلا وظیفہ ذکر لا الہ الا اللہ

حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ رسول ﷺ نے فرمایا ہے کہ سب ذکروں سے **افضل** لا الہ الا اللہ کا ذکر ہے۔

☆ ایک دوسری حدیث میں حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول ﷺ نے فرمایا۔ جب کوئی بندہ دل کے پورے اخلاص سے لا الہ الا اللہ کہتا ہے تو اس کلمہ کے لیے آسمانوں سے دروازے کھل جاتے ہیں۔ یہاں تک کہ یہ سیدھا عرش تک پہنچتا ہے بشرطیکہ وہ بندہ گناہ کبیرہ سے پرہیز کرے۔

☆ رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ایک دفعہ حضرت موسیٰ نے اللہ تعالیٰ سے عرض کی مجھے کوئی

چیز بتلائی جائے جس کے ذریعے میں آپ کا ذکر کروں۔اللہ تعالیٰ کی طرف سے جواب ملا کہ لا الٰہ الا اللہ کے ذریعے میرا ذکر کیا کرو حضرت موسیٰ نے عرض کیا کہ یہ ذکر تو سب ہی کرتے ہیں۔میں کوئی خاص کلمہ معلوم کرنا چاہتا ہوں۔ارشاد ہوا کہ موسیٰ اگر ساتوں آسمان اور سب آسمانی مخلوق اور ساتوں زمینیں ترازو کے ایک پلڑے میں رکھی جائیں اور لا الٰہ الا اللہ دوسرے پلڑے میں تو لا الٰہ الا اللہ کا پلڑا بھاری ہوگا۔

خطیب کہتا ہے

☆ دراصل لا الٰہ الا اللہ سب وظیفوں سے افضل وظیفہ ہے اس کا کثرت سے اگر ذکر کیا جائے تو دین کے خزانے میسر آجاتے ہیں۔سبحان اللہ

دوسرا وظیفہ

دوسرا اہم ترین وظیفہ تیسرے کلمے کا ورد ہے۔حضرت سمرہ بن جندب ؓ فرماتے ہیں کہ رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ سب باتوں میں افضل بات اور سب کلموں میں افضل کلمے یہ چار ہیں!

☆**سبحان الله**

☆**والحمد لله**

☆**ولاا له الا الله**

☆**والله اكبر**

☆رسول ﷺ نے فرمایا کہ یہ کلمہ **سبحان الله والحمد لله ولا اله الا لله والله اكبر** مجھے پوری دنیا سے زیادہ محبوب ہے جس پر سورج نکلتا ہے۔

خطیب کہتا ہے

ایک بزرگ اس کلمے کے معنے یوں بیان فرماتے ہیں۔

سبحان اللہ...... پاک ہے اللہ ہر عیب اور نقص سے اور ان تمام چیزوں سے جو ان کی شان کے مناسب نہیں۔

الحمدللہ......اور ساری خوبیاں اور کمالات کی سب صفتیں اس میں موجود ہیں لہذا سب تعریفیں

اسی کے لیے ہیں (الحمد للہ) اس کی یہ شان ہے کہ وہ ہر نا مناسب بات سے پاک ہے اور تمام خوبیاں اور کمالات سب اس میں موجود ہیں۔ پھر وہی ہمارا مطلوب ومعبود ہے!

لا الہٰ الا اللہ...... ہم اس کے اور بس اسی کے عاجز بندے ہیں اور وہ بہت ہی بڑا ہے اللہ اکبر...... ہم کسی طرح اس کی بندگی کا حق ادا نہیں کر سکتے ہم اسی سے مدد طلب کرتے ہیں، کیونکہ تمام قوتوں کا مرکز وہی ہے۔

(لا حول و لا قوة الا با الله)

تیسرا وظیفہ/تسبیحات فاطمۃ الزہراؓ

☆ سیدہ طاہرہ حضرت فاطمۃ الزہراؓ اپنے گھر کا کل کام کاج خود کرتی تھیں۔ حتیٰ کہ خود ہی پانی بھر کر لاتی تھیں اور خود ہی چکی پیستی تھیں۔ ایک دفعہ انہوں نے سرکار دو عالم ﷺ سے درخواست کی کہ ان کے کاموں کے لیے انہیں کوئی خادم دے دیا جائے! حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اے بیٹی میں تجھے خادم سے بہتر کوئی چیز بتلاتا ہوں اور وہ یہ ہے کہ تم ہر نماز کے بعد اور سوتے وقت ۳۳ دفعہ سبحان اللہ اور ۳۳ دفعہ الحمد للہ اور ۳۴ دفعہ اللہ اکبر پڑھا کرو۔ یہ تمہارے خادم سے بدرجہا بہتر ہے۔

ایک دوسری حدیث میں ان کلمات کی اہمیت اس طرح بیان کی گئی ہے کہ جو شخص ہر نماز کے بعد ۳۳ دفعہ سبحان اللہ اور ۳۳ مرتبہ الحمد للہ اور ۳۴ مرتبہ اللہ اکبر پڑھے اور ان کے آخر میں ایک دفعہ اس کلمہ کو پڑھ لیا کرے۔

لا الٰہ الّا اللّٰہ وحدہٗ لا شریک لہٗ لہ الملک ولہ الحمد و ھو علیٰ کلّ شیئٍ قدیر.

تو اس کی سب خطائیں معاف ہو جائیں گی۔ اگرچہ وہ سمندر کی جھاگ کے برابر کیوں نہ ہو۔

چوتھا وظیفہ/سبحان اللہ وبحمدہ

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول ﷺ نے فرمایا جو شخص صبح وشام سو سو دفعہ سبحان اللہ وبحمدہ پڑھ لیا کرے تو قیامت کے دن کوئی شخص اس سے زیادہ ثواب کا سامان لے کر نہیں آئے گا۔ سوائے اس کے کہ جس نے یہی عمل کیا ہو یا اس سے زیادہ کیا ہو!

حضرت ابو ہریرہؓ کی ایک دوسری روایت میں فرماتے ہیں کہ دو کلمے ایسے ہیں جو زبان پر بہت ہلکے ہیں مگر میزان میں بہت بھاری ہوں گے اور اللہ تعالیٰ کو وہ دو کلمے بہت ہی پیارے ہیں۔

سبحان اللہ وبحمدہ. سبحان اللہ العظیم......اگرچہ سرکارِ دوعالم ﷺ کی زبان مبارک سے بے شمار وظائف اوراذکار امت کو بتائے گئے ہیں مگر میں نے ان کی روح اور اساس کا تذکرہ کردیا ہے۔

پانچواں وظیفہ تلاوت قرآن

قرآن پاک کی تلاوت بہت بڑا وظیفہ ہے جس سے دین ودنیا کے کام سنورتے ہیں۔ اور دین ودنیا کی کامیابیاں میسر آتی ہیں۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے کلام کی فضیلت دوسرے کلاموں کے مقابلے میں ایسی ہے جیسی اللہ کی فضیلت اس کی مخلوق پر۔

☆ ایک دوسری حدیث میں ہے جسے حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے روایت کیا ہے کہ جو شخص کتاب اللہ کا ایک حرف پڑھے تو اس کے لیے ایک نیکی ہے اور اس ایک نیکی کا اثر دس نیکیوں کے برابر ہے پھر فرمایا کہ میں یہ نہیں کہتا کہ ''الم'' ایک حرف ہے، بلکہ اس کا الف ایک حرف ہے۔ لام دوسرا حرف ہے اور میم تیسرا حرف ہے۔

☆ ایک حدیث میں رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ لوگو قرآن پڑھا کرو قیامت کے دن قرآن ان لوگوں کی شفاعت کرے گا۔ جو قرآن والے ہوں گے!

حضرات گرامی! میں نے آپ کے سامنے مختصر طور پر سرکار دو عالم ﷺ کے امت کو بتائے ہوئے پانچ وظیفے عرض کیے ہیں۔ انشاء اللہ اُٹھتے، بیٹھتے اگر آپ ان کو پڑھنا اپنی زندگی کا معمول بنالیں تو یقیناً دین ودنیا کی ان کامیابیوں سے آپ سرفراز ہوں گے جن کا آپ تصور بھی نہیں کر سکتے۔ اللہ کرے ہم شرک وبدعت پر مشتمل وظائف سے پرہیز کریں اور توحید وسنت کے عطر میں بھیگے ہوئے خوشبودار وظیفوں کو اپنی زندگی کا معمول بنائیں۔ اللہ ہم سب کو سرکار دوعالم ﷺ کی اداؤں کو اپنانے کی توفیق نصیب فرمائے۔

وَاٰخِرُ دَعْوٰهُمْ اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

بسم اللہ الرّحمٰن الرّحیم

اقبال اور مسئلہ ختم نبوت

قادیانیت اقبال کی نظر میں

نحمده وَ نُصَلِّی عَلیٰ رَسُوْلِهِ الْکَرِیْمِ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْم. بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

سیکون فی امتی ثلثون کذابون دجالون کلهم یز عم انه نبی الله وانا خاتم النبین لانبی بعدی.

عنقریب میری امت میں تیس جھوٹے دجال پیدا ہوں گے۔ان میں سے ہر ایک نبوت کا دعویٰ کرے گا۔مگر میں نبیوں کو ختم کرنے والا ہوں، میرے بعد کوئی نبی پیدا نہیں ہوگا۔

حضرات گرامی! اس وقت پوری دنیا میں سرمائے' طاقت اور باطل حکومتوں کی سرپرستی کی بنیاد پر قادیانی فتنے نے سر اٹھا رکھا ہے۔انہی جھوٹے وسائل اور پراپیگنڈے کی وجہ سے انہوں نے قدم جمانے کے لیے پوری دنیا میں دجال وابلیس کے جال ہم رنگ بچھا رکھے ہیں۔مگر علمائے حق نے ہر میدان میں ہر ملک میں ان کے دام تزویر کو تار تار کر دیا ہے۔قرآن وسنت کے دلائل سے قادیانیت کا کفر طشت از بام کر دیا ہے، ان کا کوئی دھوکہ کوئی فریب کارگر نہیں رہنے دیا، وہ جس رنگ میں بھی میدان میں آئے علمائے کرام نے ان کے ہر دجل اور تلبیس کو غیر موثر بنا دیا۔

قادیانیت کے کفر پر پوری امت متفق ہے قرآن وحدیث سے محدثین مفسرین علماء وفقہا نے جھوٹی نبوت کے دعویدار قادیانیوں کی ہر دلیل کو خاک میں ملا دیا،مگر اس کے باوجود انہوں نے طرح طرح کے بہانوں اور حیلہ سازیوں سے باہر کی دنیا کو اپنا اسلام منوانے کی کوشش کی مگر علمائے حقانی کی ایمان افروز جدوجہد نے ان کی تمام کوششوں پر پانی پھیر دیا۔رابطہ عالم اسلامی۔جامعہ ازہر، عالم عرب اور عالم اسلام نے مل کر متفقہ طور پر قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا۔پاکستان کی

قومی اسمبلی نے فریقین کے دلائل سننے کے بعد قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا۔ اسی طرح مسلمان عدالتوں نے قادیانیوں کے کفر پر فیصلے صادر فرمائے۔ جس کے نتیجے میں قادیانیت کا زہریلا سانپ موت وحیات کی کش مکش میں مبتلا ہو گیا...... قرآن وحدیث فقہائے امت اور اجماع امت کے فیصلوں کے بعد اب کوئی گنجائش تو باقی نہیں رہ جاتی کہ قادیانیوں کے کفر اور اسلام کے لیے ان کے مذموم عزائم کو مزید آشکار کیا جائے! مگر ایک طبقہ قرآن وحدیث پیش کرنے پر منہ چڑاتا ہے لیکن انہیں جب شاعر مشرق علامہ اقبال کے حوالے سے بات سمجھائی جائے تو پوری توجہ سے بات سنتا ہے اس لیے آج کی تقریر کا عنوان ''قادیانیت اقبال کی نظر میں'' قرار پایا، تاکہ مسئلے کا کوئی معلوماتی پہلو باقی نہ رہ جائے! اور خطیب بلا تکلف ان دلائل کو بیان کر کے قادیانیوں کا مضبوط تعاقب کر سکے۔

قبال اور ختم نبوت

پس خدا برما شریعت ختم کرد
بر رسول ما رسالت ختم کرد

گہری توجہ فرمایئے! خداوندوقدوس نے ہم پر شریعت کو ختم کر دیا ہمارے رسول اکرم ﷺ پر نبوت کو ختم کر دیا۔

اس شعر میں کوئی ابہام اقبال نے باقی نہیں چھوڑا جس سے مسئلہ غبار آلودہ ہوتا ہو! بڑی صفائی سے بیان کیا کہ رسول اکرم ﷺ پر رسالت کو ختم کر دیا گیا ہے۔

اب آپ کے بعد کوئی رسول پیدا نہیں ہوگا۔

رونق از ما محفل ایام را
او رسل را ختم ما اقوام را

سبحان اللہ...... اقبال کہتے ہیں کہ امت محمدیہ کی وجہ سے زمانے کی محفلوں کی رونق ہے۔

كنتم خير امة اخر جت للناس ....

سرکار دو عالم ﷺ نے سلسلہ نبوت ورسالت کو بند کر دیا۔ یعنی آپ کے بعد اب کوئی نیا رسول

نہیں آسکتا اور امتِ محمد یہ نے تمام امتوں کا باب بند کر کے آخر امت ہونے کا شرف حاصل کرلیا حضور ﷺ کی امت کے بعد کوئی امت نہیں ہوگی............ کیونکہ امتیں نبی کی نسبت سے بنتی ہیں۔

نوح علیہ السلام کی امت

شعیب علیہ السلام کی امت

ہود علیہ السلام کی امت

صالح علیہ السلام کی امت

داؤد علیہ السلام کی امت

زکریا علیہ السلام کی امت

یحییٰ علیہ السلام کی امت

ابراہیم علیہ السلام کی امت

اساعیل علیہ السلام کی امت

یعقوب علیہ السلام کی امت

یوسف علیہ السلام کی امت

سلیمان علیہ السلام کی امت

موسیٰ علیہ السلام کی امت

عیسیٰ علیہ السلام کی امت

اور

محمد رسول اللہ ﷺ کی..................امت

اب دیکھیے..................آگے خاموش ہوگی

کیوں

اس لیے کے حضور ﷺ کے بعد نبی کوئی نہیں ہوگا۔

اور آپ کی امت کے بعد امت کوئی نہیں ہوگی۔اسی بات کو اقبال نے شاعرانہ انداز میں بیان

کیا ہے۔

؎خدمت ساقی گری با ما گذاشت
داد مارا آخریں جامے کہ داشت

............سبحان اللہ............

ساقی گری کی خدمت ہمارے سپرد فرمائی اور آخری اور آخری جام اپنے خزانے کا ہمیں عطا فرما کر اپنے چشمہ شیریں کا ساقی ہمیں بنا دیا!

ساقی گری ....اور ساقی نہیں ہم تو ساقی گر ہیں۔ساقی تو ہزاروں ہوں گے۔مگر جن کی نگاہوں کی مستی اور جبینوں پر سجدوں کے نقوش ساقی بناتے ہیں وہ سرکار دو عالم ﷺ کی یونیورسٹی اور تربیت گاہ کے فیض یافتہ ہیں۔

؎لا نبی بعدی احسان خدا ست
پردہ ناموس دین مصطفٰے ست

اقبال کہتے ہیں کہ خداوند قدوس نے ہم پر جو احسانات کیے ہیں۔ان بے شمار احسانات میں ایک عظیم احسان یہ بھی ہے کہ لا نبی بعدی کا تاج ہمارے آقا حضرت محمد ﷺ کے سر مبارک پر رکھ کر دین مصطفٰے کی ناموس کو تحفظ دے دیا............سبحان اللہ، ماشا اللہ

سامعین کرام......اگر ایک ایک شعر کی گرہیں کھولنا شروع کر دوں تو یہ دفتر اس کے لیے کافی نہیں ہوگا، آپ خود فرصت کے اوقات میں کسی صاحب ذوق صاحب علم کی بزم میں بیٹھ کر اقبالیات کا مطالعہ اور افہام و تفہیم کیجئے۔آپ پر انشاء اللہ عظمت نبوت اور ختم رسالت کے رموز کھلتے جائیں گے۔

قوم را سر مایہ قوت ازو
حفظ سرِ وحدت ملت از
تا ابد تعالٰی نقش ہر دعوٰی شکست
تا ابد اسلا م را شیرازہ بست

اوراس کے بعد عجیب قلندرانہ نعر بلند کرتے ہیں۔

؎ دل زغیر اللہ مسلمان بر کند
نعرہ لا قوم بعدی مے زند

مثنوی اسرار ورموز

اقبال

☆ مسلمان کے دل سے غیر اللہ کو نکال باہر کیا!
لاقوم بعدی کا نعرہ اس کی زبان پر جاری کر دیا۔

ایک اور انداز سے مسئلہ ختم نبوت پر روشنی

وہ دنائے سبل ختم رسل مولائے کل جس نے
غبار راہ کو بخشا فروغ وادی سینا

خطیب کہتا ہے

مجھے شرم آتی ہے کہ میں اقبال کے اردو کے شعروں کی تشریح کروں یا اس کا مطلب بیان کروں۔ مگر علم ونظر کے دائرے اس قدر تنگ ہو گئے۔ فکری اور نظری افلاس اس قدر بڑھ گیا ہے کہ اردو اشعار کے موتی بھی غوطہ زن ہو کر سامعین کے دامن میں ڈالنے پڑتے ہیں۔

ختم رسل..................تو اپنا مفہوم واضح رکھتا ہے اس کی تشریح کی مزید ضرورت نہیں ہے مگر
؎ غبار راہ کو بخشا فروغ وادی سینا

غبار راہ..................جس پر سرکار دو عالم ﷺ کے قدم مبارک آئے وادی سینا کو بھی پیچھے چھوڑ گیا!

کیوں؟ یہ مصطفٰے کے قدم ہیں یہ جس سرزمین پر آئیں گے اسے عظمتوں کی امین بنا دیں گے۔ وادی سینا اس پر رشک کرے گی۔

لا اقسم بهذا البلد و انت حل بهذا البلد

مجھے مکہ مکرمہ کی گلیوں کی قسم

کیوں اس لیے کہ یہاں بیت اللہ ہے
کیوں اس لیے کہ یہاں حرم کعبہ ہے
کیوں اس لیے کہ یہاں حطیم کعبہ ہے
کیوں اس لیے کہ یہاں مقام ابراہیم ہے
کیوں اس لیے کہ یہاں حجر اسود ہے

نہیں نہیں............اس لیے مکہ مکرمہ کی قسم نہیں اٹھائی بلکہ اس لیے مکہ مکرمہ کی قسم اٹھائی گئی ہے کہ یہاں میرے محبوب کے قدم لگے ہوئے ہیں۔ اس لیے کہ مکہ مکرمہ کی گلیوں کو میرے مصطفٰے کے قدموں کو چومنے کا شرف حاصل ہوا ہے اوراسی فلسفے کو اقبال نے اس رنگ میں بیان کیا کہ

؎ غبار راہ کو بخشا فروغ وادی سینا

سامعین............خطیب اس مقام پر اپنے رب کے کرم سے اپنے مولیٰ کی عطا سے اپنے منعم حقیقی کی عنایات سے اپنے مالک کی نصرت سے بہت کچھ عرض کرسکتا ہے مگر وسعت دل تو بہت ہے وسعت صحرا کم ہے۔

آپ خود غوطہ لگائیں اور بحر ذخار سے موتی نکال کر اپنا دامن بھر لیجئے پھر دیکھئے کس طرح آپ کا ایمان حلاوت عشق رسالت سے سرشار ہوتا ہے!

ختم نبوت پر ایمان کے بغیر مسلمان نہیں ہوسکتا

اقبال ختم نبوت کی تعبیر وتشریح اور منکرین کے عقائد کا موازنہ کرتے ہوئے رقمطراز ہیں کہ

☆ رسول کریم ﷺ کی ختم رسالت پر ایمان ہی وہ حقیقت ہے جو مسلم اور غیر مسلم کے درمیان وجہ امتیاز ہے اواس امر کے لیے فیصلہ کن ہے کہ فرد یا گروہ ملت اسلامیہ میں شامل ہے کہ نہیں؟ میری رائے میں قادیانیوں کے سامنے دوراہیں یا وہ اعلان کریں کہ وہ ایک الگ امت ہیں یا ختم نبوت کی تاویلیں چھوڑ کر اسے پورے مفہوم کے ساتھ قبول کریں۔

(حرف اقبال)

اسلام کے غدار

محمد ﷺ کے بعد کسی ایسے الہام کا امکان ہی نہیں جس کا انکار کفر کو مستلزم ہو جو شخص ایسے الہام کا دعویٰ کرتا ہے وہ اسلام سے غداری کرتا ہے۔

مرزا غلام احمد قادیانی کافر اور واجب القتل تھا

ختم نبوت کے معنی یہ ہیں کہ کوئی شخص بعد اسلام اگر یہ دعویٰ کرے کہ مجھے الہام ہوتا ہے اور میری جماعت میں داخل نہ ہونے والا کافر ہے تو وہ شخص کاذب ہے اور واجب القتل ہے۔ مسیلمہ کذاب کو اسی بنا پر قتل کیا گیا، حالانکہ جیسا کہ طبری لکھتا ہے وہ حضور ﷺ کی نبوت کا قائل تھا اور اس کی اذان میں حضور ﷺ کی نبوت کی تصدیق کی جاتی تھی۔ (انوار اقبال)

قادیانی اور مسئلہ جہاد

اقبال کہتے ہیں کہ

؎ وہ نبوت مسلماں کے لیے برگ حشیش
جس نبوت میں نہیں قوت و شوکت کا پیام

اسلام اور جہاد لازم وملزوم ہیں سرکار دو عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ **الجهاد ماض الیٰ یوم القیامة** .... جہاد قیامت تک جاری وساری رہے گا۔ قادنیوں نے جس طرح اسلام کی بیخ کنی کرنے کے لیے دوسرے کئی مسائل کی روح کو ختم کیا۔ اسی طرح انھوں نے کافروں سے جہاد کرنا بھی منسوخ کر دیا۔ چنانچہ مرزا غلام احمد قادیانی نے اعلان کیا کہ

؎ اب چھوڑ دو اے دوستو جہاد کا خیال
دین کے لیے حرام ہے جنگ اور قتال

(درثمین مرزا قادیانی)

جہاد ایک ایسا جذبہ ہے جس نے کروڑوں سرکشوں کی گردنیں خدا کے حضور جھکا دیں اور اربوں باغیوں کو اسلام کی آغوش رحمت میں داخل کر دیا۔ مگر برا ہو قادیانی فتنے کا انھوں نے اسلام

کی عظیم طاقت جہاد کو منسوخ کر کے مسلمانوں کو مفلوج کرنے کی ناپاک کوشش کی ۔ جس کے نتیجے میں دنیائے کفر نے قادیانی فتنے کا ساتھ دے کر اسے مضبوط کرنے کی ہر ممکن کوشش کی مگر علامہ اقبال نے قادیانیوں کے اس دجال پر بھی ضرب کاری لگاتے ہوئے فرمایا کہ

وہ نبوت ہے مسلمان کے لیے برگ حشیش
جس نبوت میں نہیں شوکت وحشمت کا پیام

قادیانی ،حکومت برطانیہ کے ایجنٹ ہیں

مسلمان کی مذہبی افکار کی تاریخ میں اچھوتوں نے جو کارنمایاں سرانجام دیا وہ یہی ہے کہ تعلیمات اطاعت برطانوی حکومت کے ذریعے ہندوستان کی موجودہ غلامی کے لیے وحی مہیا کر دی جائے۔

☆ مرزا قادانی کے اس عقیدہ اطاعت برطانیہ پر یوں اظہار خیال فرماتے ہیں کہ

ؔ فتنہ ء مِلّتِ بیضاہے امامت اس کی
جو مسلمان کو سلاطیں کا پرستار کرے

بھلا اقتدار پرست اور حکومت کی دہلیز پر جبہ سائی کرنے والے نبی کیسے ہو سکتے ہیں ۔ جب کہ انبیاءؑ کی پوری تاریخ باطل حکمرانوں کے خلاف جہاد میں صرف ہوئی ۔

ابرہیمؑ کا مقابلہ نمرود سے

موسیٰؑ کا مقابلہ فرعون مصر سے

سرکار دو عالم ﷺ کا مقابلہ قریش کے جابر حکمرانوں سے

ؔ ستیزہ کار رہا ہے ازل سے تا امروز
چراغ مصطفوی سے شرار بو لہبی

☆ جو مسلماں کو سلاطین کا پرستار کرے۔

قادیانی جہاں ہیں جتنے ہیں جس قدر ہیں جیسے کیسے ہیں یہ تمام کے تمام اپنے اپنے مقام پر

موجود باطل حکومتوں کے زلہ خوار بھی خواہ صاف کرنے والے اور حکمرانوں کی چوکھٹ پر جبہ سائی کرنے والے ہیں مسلمانوں کے خلاف جس قدر تحریکیں برپا ہوں گی قادیانی کی صف اول میں ہوں گے!

پوری اسلامی دنیا کا اسرائیل کے خلاف بائیکاٹ ہے مگر قادیانی آج بھی ان اسرائیل کے ساتھ مسلمانوں کے خلاف صف آرا ہیں۔اس لیے علامہ اقبال نے فتنہ ملت بیضا ہے امامت اس کی ......کا نشتر قادیانی نبوت پر چلا کر اس کے ناسور کو تازہ کر دیا......تاکہ بہتا رہے اور اس کی بدبو کی وجہ سے کوئی اس کے قریب نہ پھٹکنے پائے!

قادیانی نبوت کے الہام پرضرب اقبال

ہے زندہ فقط وحدت افکار سے ملت
وحدت ہو فنا جس سے وہ الہام بھی الحاد
محکوم کے الہام سے اللہ بچائے
غارت گر اقوام ہے وہ صورت چنگیز

(ضرب کلیم)

علامہ اقبال فرماتے ہیں کہ وحدت فکر......صرف ختم نبوت سے ہے اور قادیانی او لہام نے ختم نبوت کا انکار کر کے مرزائے قادیانی کا الہام ایجاد کیا ہے چونکہ قادیانی الحاد نے امت محمدیہ کے افکار وحدت کو پارا پارا کر دیا ہے لہذا قادیانی وجال کا الہام الہام نہیں ہے بلکہ الحاد ہے۔

اقبال کے نام نہاد شیدائی جواب دیں

آج جو لوگ علامہ اقبال کے نام پر ہزاروں روپیہ بٹورتے ہیں اور اقبال کا نام لیتے ہیں ان کی بازنیں اقبال کا نام لیتے نہیں تھکتیں۔کبھی انہوں نے مجلس اقبال میں ان مسائل پر بھی مقالے پڑھے علامہ اقبال نے جو کچھ قادیانی امت اور ان کے سربراہ دجال کا تذکرہ کیا آپ لوگ صرف اپنی توندیں بڑھانے کے لیے اقبال کا نام لیتے ہو تم بھی گفتار کے غازی تو بنے کردار کے غازی بن نہ سکے

آپ جیسے لوگوں کے لیے مرحوم نے کہا تھا کہ

دو رنگی چھوڑ دے یک رنگ ہو جا
سراسر موم ہو یا سنگ ہو جا

خطیب کہتا ہے

محکوم کے الہام سے اللہ بچائے

جو

جو حکمرانوں کا محکوم ہو گا

جو اقتدار پرستوں کا محکوم ہو گا

جو تاجداروں کا محکوم ہو گا

جو زمینداروں کا محکوم ہو گا

جو جاگیرداروں کا محکوم ہو گا

وہ

کیا رہنمائی کرے گا کیا رہبری کرے گا

اس کا الہام........................خوئے محکومی رکھے گا

اس کا الہام........................بوئے محکومی رکھے گا

نبوت کے لیے......شوکت......دبدبہ......عظمت......رفعت......

غیرت بہادری......جرات کردار اور باطل کی آنکھ سے آنکھ ملا کر بات کرنے کی پوری قوت اور ہمت کا ہونا ضروری ہے!

جس قادیانی اور اس کی امت نے عمر بھر انگیریزوں کی کاسہ لیسی کی ہو

تحصیلداروں کے بوٹ پالش کیے ہوں

ڈپٹی کمشنروں کی خانہ بوسی کی ہو

انگیریز اردلیوں کے جوتے سیدھے کیے ہوں۔

اسے نبوت تو بہت دور کی بات ہے کسی باغیرت مسلمان کی ہوا بھی نہیں لگی۔

میراثی......اور میدان میں ڈٹ جائے یہ نہیں ہوسکتا

قادیانی...........اور باطل کے مقابل میں سینہ سپر ہو جائے، یہ ہو نہیں سکتا؟

پنجابی نبوت

علامہ اقبال نے پنجاب کی نبوت کا نظریہ بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ

پنجاب کے ارباب نبوت کی شریعت
کہتی ہے کہ یہ مومن پارینہ ہے کافر

قادیانیوں کو مسلمان سمجھنے والو! تمہیں زیادہ فرنگی نبوت پسند ہے تم ضرورت سے زیادہ پڑھ گئے ہو تمہیں بہت تکلیف ہے کہ قادیانیوں کو مولوی لوگ کیوں کافر کہتے ہیں، تمہیں قرآن وحدیث کے سینکڑوں دلائل سے سمجھایا گیا کہ قادیانی سرکارِ دو عالم ﷺ کی ختم نبوت کے منکر ہیں۔تم نے علماء کی بات سنی ان سنی کر دی۔ تمہیں بتایا گیا کہ قادیانی خدا اور رسول خدا کے دشمن ہیں۔تم نے پیشانی پر بل ڈال لیے۔ تمہیں کہا گیا کہ قادیانی اسلام کے پورے ڈھانچے کو اپنے خیالات فاسدہ کے تابع کرنا چاہتے ہیں۔تم نے اس کو بھی کوئی اہمیت نہ دی لیکن جب تمہیں بتایا کہ قادیانی تمہیں بھی مسلمان نہیں سمجھتے اور مرزا غلام احمد کی نبوت کو جو نہ مانے وہ اسے مسلمان نہیں سمجھتے، پھر تمہیں اشتعال آیا۔تم نے اسلام کی قدر نہ کی خدا اور رسول کی قدر نہ کی، دین کی قدر نہ کی تم نے اپنی توہین کو کفر سمجھا اور جب تمہیں معلوم ہوا کہ قادیانیوں کی نظر میں ہم کافر ہیں اور قادیانی ہمیں مسلمان نہیں سمجھتے تو پھر تم نے اسمبلی میں قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دینے کی قرارداد منظور کی۔

لطیفہ! جب پاکستان کی قومی اسمبلی میں مرزائیوں کے خلیفہ پر جرح کرتے ہوئے مولانا مفتی محمود صاحب علیہ الرحمتہ نے سوال کیا کہ جو لوگ مرزا غلام احمد کو نبی نہیں مانتے ،تم انہیں مسلمان سمجھتے ہو!

جواب میں خلیفہ قادیانی نے کہا کہ جو مرزا قادیانی کو نبی تسلیم نہیں کرتے وہ کافر ہیں۔اس پر پوری اسمبلی کے ارکان نے متفقہ طور پر قادیانیوں کے غیر مسلم ہونے کی قرارداد کو منظور کر لیا۔

علامہ اقبال نے اسی حقیقت کو اس طرح بیان کیا تھا کاش اقبال کے شیدائیو اس پر ہی غور کر لیا ہوتا۔

پنجاب کے ارباب نبوت کی شریعت
کہتی ہے کہ یہ مومن پارینہ ہے کافر

خطیب کہتا ہے

☆ اگر قادیانیوں کے نزدیک مسلم پارینہ کافر ہے

تو

مسلمانوں کے نزدیک قادیانی کمینہ بھی کافر ہے

☆ خطباء علماء مقررین کو یہ اقبال کا شعر اقبال کے شیدائیوں کے سامنے پیش کرنا چاہیے کہ اقبال کہتے ہیں کہ قادیانی مسلمانوں کو کافر سمجھتے ہیں۔

قادیانیوں کا علاج عصائے کلیم ہے

علامہ اقبال نے مرزا غلام احمد قادیانی کی ملت اسلامیہ سے غداری اور حکومت برطانیہ سے وفاداری کو اس انداز سے بیان فرمایا کہ

عصر من پیغمبر ہم آفرید
آں کہ در قرآن جز خود را ندید
از وے ار وحدت قومے دو نیم
کس حر یفش نیست جز چوپ کلیم

☆ میرے زمانے میں ایک (نام نہاد) پیغمبر نے جنم لیا ہے جسے قرآن میں اپنے سوا کوئی نظر نہیں آتا۔ اس کے وجود نا مسعو قومی وحدت دولخت ہوگئی ہے اس کا علاج عصائے کلیمی ہی سے کیا جا سکتا ہے۔

خطیب کہتا ہے

☆اقبال کے ہاں قادیانیوں کے لیے کوئی رواداری نہیں ہے۔

☆اقبال کے ہاں قادیانی ضرب کلیمی کے مستحق ہیں۔

☆نام نہاد دانشوران اقبال یا تو کلام اقبال سمجھنے سے قاصر ہیں۔

☆یا ان دانشوروں کے اپنے ایمان ناقص ہیں۔

☆کس حریفش نیست جز چوب کلیم۔

☆کیا دانشوروں کو اس مصرعہ کا مفہوم معلوم نہیں ہے۔

☆اقبالیات کے تاجر اپنے ایمان کی مرمت کرائیں۔

قادیانی اسلام کے غدار ہیں

۲۱ جون ۱۹۳۶ء کو علامہ اقبال نے اپنے ایک نجی خط میں پنڈت جواہر لال نہرو کو یہ لکھ کر قادیانیوں کی مذہبی حیثیت اور اساسی قسمت کا یوں فیصلہ کرا دیا کہ.................. میرے ذہن میں اس سے متعلق کوئی ابہام نہیں کہ احمدی اسلام اور ہندوستان دونوں کے غدار ہیں۔

(اقبال کا خط نہرو کے نام)

اقبال کا حکومت وقت کو مشورہ

علامہ اقبال نے قادیانیوں کے ناپاک وجود کی سڑاند کو بروقت محسوس کرتے ہوئے حکومت وقت کو مشورہ دیا تھا جو مشورہ آج کی مسلمان حکومتوں کے لیے بھی سرمئہ بصیرت کی حیثیت رکھتا ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ

''میں سمجھتا ہوں کہ قادیانیوں کی تفریق کی پالیسی کے پیش نظر جو انہوں نے مذہبی اور معاشرتی معاملات میں ایک نئی نبوت کا اعلان کر کے اختیار کی ہے خود حکومت کا فرض ہے کہ وہ قادیانیوں اور مسلمانوں کے بنیادی اختلافات کا لحاظ رکھتے ہوئے آئینی اقدام کرے اور اس کا انتظار نہ کرے کہ مسلمان کب ان کی علیحدگی کا مطالبہ کرتے ہیں''

(حرف اقبال)

حضرات گرامی! میں نے آپ حضرات کے سامنے شاعر مشرق علامہ اقبال کے قادیانیوں کے

متعلق نظم ونثر میں افکار ونظریات کو پیش کر دیا ہے۔اب آپ حضرات اقبال کے اس گلدستہ کی خوشبوگلی گلی ،نگر نگر پھیلائیں تا کہ نام نہاد روا داری کا ڈھنڈورا پیٹنے والے لوگ اور نہ سہی تو براستہ اقبال ہی ختم نبوت کے مسئلہ کی اہمیت کو سمجھ سکیں۔آپ حضرات کو یہ نکتہ بھی ذہن میں رکھنا چاہیے کہ علامہ اقبال مرحوم کے ان پاکیزہ خیالات کا کریڈٹ دیو بند کے شیخ الحدیث نابغہ روزگار حضرت علامہ سید انور شاہ کشمیری (قدس سرہ) کی ذات گرامی کو ملتا ہے جن کی علمی اور روحانی مجلسوں سے استفادہ کر کے اقبال مرحوم نے اپنے خیالات میں یہ حسن پیدا کیا تھا۔حضرت کشمیری علیہ الرحمتہ سے علامہ اقبال اس قدر متاثر تھے کہ وہ فرمایا کرتے تھے کہ اگر حضرت علامہ کشمیری میری رہنمائی فرمائیں تو ہم مل کر ملت اسلامیہ عظیم خدمت کر سکتے ہیں۔لیکن افسوس وقت نے دونوں کا ساتھ نہ دیا اور وہ اللہ کو پیارے ہو گئے۔حضرت محدث علامہ کشمیری اور علامہ اقبال اگر چہ آج دنیا میں مو جودنہیں لیکن جس اخلاص سے انہوں نے قادیانیت کا تعاقب اور محاسبہ شروع کیا تھا! آج ان کے خلوص کی برکت سے پوری دنیا میں قادیانیت دم توڑ رہی ہے اور دنیا کی نظر میں قادیانیوں سے بڑھ کر ننگ ملت ننگ دیں،ننگ وطن کوئی فتنہ نہیں ہے انشاءاللہ وہ دن دور نہیں ہے جب حضور ﷺ کے دشمنوں کا یہ گروہ پوری دنیا میں صفحہ ہستی سے مٹ جائے گا۔

بسم اللہ الرّحمٰن الرّحیم

خدا اور رسول خدا کی امتِ مسلمہ کو وصیتیں

نَحْمَدُہ وَ نُصَلِّی عَلیٰ رَسُوْلِہِ الْکَرِیْم اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُبِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْم. بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم

وَوَصَّیْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَیْہِ اِحْسَاناً (سورہ احقاف)

ہم نے انسان کو ماں باپ کے ساتھ حسن سلوک کا حکم دیا ہے!

حضرات گرامی! آج کی تقریر میں میں نے آپ کے لیے دس ایسی انوکھی اور پیاری باتوں کا انتخاب کیا ہے جو مقررین اور خطباء خال خال ہی بیان کرتے ہیں۔ قرآن مجید اور احادیث رسول کے مطالعہ سے بعض ایسی چیزیں سامنے آئیں جنہیں خدا اور رسول خدا کی امت محمدیہ کو وصیتیں کہا جاسکتا ہے اس لیے میں نے چند ایسی وصیتوں کو جمع کر کے آپ کی خدمت میں پیش کرنے کا فیصلہ کیا، تاکہ میرے سامعین بھی ان وصیتوں سے محظوظ ہو کر اپنے دامن کو مالا مال کرسکیں اور قرآن و حدیث کے ان جواہر پاروں سے اپنے ایمان کو منور اور مزین کرسکیں۔ یہ وصیتیں یا نصیحتیں مختلف مواقع اور مختلف اوقات میں ارشاد فرمائی گئیں اس لیے ان میں عنوانات اور مضامین تو مختلف ہوں گے، مگر وصیت اور نصیحت ہونے کے اعتبار سے ان کا مرکزی نکتہ یہی ہوگا کہ یہ خداوند قدوس یا سرکار دو عالم ﷺ کی وصیتیں یا نصیحتیں ہیں۔ اس لیے میں نے تقریر کا عنوان خدا اور رسول خدا کی امتِ محمدیہ کو وصیتیں اور نصیحتیں رکھا ہے مجھے امید ہے آپ ان سے خود بھی محظوظ ہوں گے اور اپنے حلقہ احباب تک پہنچا کر انہیں بھی ان کے ثمرات و برکات سے بہرہ ور فرمائیں گے!

اب میں نمبر وار دس وصیتوں یا نصیحتوں کا ذکر کروں گا۔ آپ پوری توجہ سے سماعت فرمائیں

اور قرآن وحدیث کے سمندر میں غوطہ زن ہو کر اس کے موتی نکالیں۔

وصیت نمبر ایک

وَوَصَّیْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَیْهِ اِحْسَانًا (رسوۃ احقاف)

ہم نے انسان کو ماں باپ کے ساتھ حسن سلوک کا حکم دیا ہے۔

حضرات گرامی! ''ماں باپ'' ویسے تو ہر دور میں مظلوم رہے ہیں، مگر فرنگی تہذیب نے جس قدر ماں باپ کو نشانہ تضحیک بنا کر باعث عبرت بنا دیا ہے اس کی مثال پوری انسانی تاریخ میں نہیں ملتی۔ فرنگی تہذیب نے ماں باپ کو بے قدر، بے بس، مفلوج بنا کر اس طرح معاشرے سے دور کر دیا ہے کہ سچی بات ہے انہیں دیکھ کر انسان خون کے آنسو روتا ہے۔

بیٹا اربوں پتی ہے ماں باپ بھکاری ہیں۔ بیٹا امیر ہے ماں باپ فقیرے ہیں۔ بیٹا دوستوں پر ہزاروں روپیہ روزانہ خرچ کرتا ہے مگر ماں باپ پائی پائی کو ترستے ہیں۔ بیٹا ریشم وحریر زیب تن کیے ہوئے ہے اور ماں باپ ڈھانپنے کو ترس رہے ہیں بیٹا محلات میں بڑے بڑے بنگلوں میں داد عشق دے رہا ہے، مگر ماں باپ ان بنگلوں کی دہلیز تک نہیں جا سکتے۔ یورپ نے تو ''ماں باپ'' کے لیے سرکاری سطح پر بڈھے خانے قائم کر دیے ہیں۔ تا کہ اولاد کے ٹھکرائے ہوئے والدین ان بڈھے خانوں میں اپنا وقت گزار سکیں۔ گویا کہ حکومت نے تو بوڑھے والدین پر ترس کھایا اور انہیں بڑھاپے میں مزید رسوائی سے بچانے کے لیے بڈھے خانوں کا سہارا دیا۔ مگر افسوس ہے بیٹوں پر انہوں نے اپنے والدین سے ایسے آنکھیں پھیر لیں جیسے وہ ان کے کچھ لگتے ہی نہیں!

فَاعْتَبِرُوْ یَا اُولِی الْاَبْصَارِ

مگر قربان جاؤں اسلام اور دین محمدی کی تعلیمات کے اور قربان جاؤں اپنے خدا اور اس کے پیارے رسول کے انہوں نے اولاد کو ''ماں باپ'' کے قدموں سے وابستہ رکھنے کے لیے طرح طرح کے ترغیبی احکامات جاری فرمائے تا کہ ''ماں باپ'' کا بڑھاپا خراب نہ ہونے پائے بلکہ انہیں بھی اولاد سے وہ مقام اور منصب دلایا جوان کے شایان شان اور عزت واحترام کا غماز تھا، یہ دین کی برکت ہے اور اسلام کی برکت ہے۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ نے تمام انسانوں کو بطورِ خاص ارشاد فرمایا کہ

وَوَ صَّیْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَیْهِ اِحْسَا ناً .

سبحان اللہ

خطیب کہتا ہے

☆ والدین کو جو عزت واحترام اسلام نے دلایا ہے یہ اسلام کا بوڑھے والدین پر احسان ہے

-

☆ والدین جس طرح اسلامی معاشرے میں اولاد کے لیے راحت جان ہیں۔ یہ اسلام کی پھونکی ہوئی سپرٹ ہے جسے اولاد والدین کے لیے روا رکھے ہوئے ہے۔

☆ والدین آج بھی شریف گھرانوں میں گھر کے تاج اور بادشاہ سمجھے جاتے ہیں۔

☆ شریف اولاد آج بھی والدین کے قدموں میں بیٹھنا سعادت سمجھتی ہے۔

☆ ماں کے قدموں میں جنت ہے۔ آج بھی مسلمانوں کے بچے بچے کی زبان پر رسول ﷺ کا ارشاد گرامی جاری وساری ہے۔

☆ آیئے ہم سب خداوند قدوس کی اس وصیت کو مضبوطی سے دل میں جاگزیں کرلیں۔

وصیت نمبر دو

شَرَعَ لَکُمْ مِّنَ الدِّیْنِ مَاوَصّٰی بِهٖ نُوْحًا وَّالَّذِیْٓ اَوْحَیْنَآ اِلَیْکَ وَمَا وَصَّیْنَا بِهٖٓ اِبْرٰهِیْمَ وَمُوْسٰی وَعِیْسٰٓی (سوره شوریٰ)

تمہارے لیے میں نے وہی راہ مقرر کی جس کا حکم ہم نے نوح کو دیا اور جس کی وحی ہم نے آپ کی طرف کی اور جس کا حکم ہن نے ابراہیم کو موسیٰ کو اور عیسیٰ کو دیا۔

خطیب کہتا ہے

☆ تمام انبیاءؑ کا مشترکہ دین خداوند قدوس کی توحید کا بیان تھا!

☆ وَالَّذِیْٓ اَوْحَیْنَا اِلَیْکَ اور جس کی وحی ہم نے آپ کی طرف کی!

☆ وہ وحی الٰہی کیا ہے جس کا یہاں پر خاص طور پر ذکر کیا گیا قرآن مجید اس طرح بیان کرتا

ہے۔

وَمَآ اَرۡسَلۡنَامِنۡ قَبۡلِکَ مِنۡ رَّسُوۡلٍ اِلَّا نُوۡحِیۡٓ اِلَیۡہِ اَنَّہٗ لَآ اِلٰہَ اِلَّآ اَنَا فَاعۡبُدُوۡنِ

اور ہم نے آپ سے پہلے جس قدر انبیاءؑ کو بھیجا ہے ۔ان سب کی طرف سے یہی وحی بھیجی ہے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے!

☆ ابراہیمؑ اور عیسیٰؑ وموسیٰؑ کو بھی جو وصیت کی گئی وہ انبیاء کی مشترکہ دعوت مسئلہ توحید کا بیان تھا۔

☆ معلوم ہوا کہ عقیدہ توحید پر پختگی اور استحکام اس قدر ضروری ہے کہ اس کے بغیر دین کی عمارت کھڑی ہو ہی نہیں سکتی!

☆ نبیوں والا عقیدہ اور نبیوں والی محنت یہی ہے کہ انبیاءؑ کے مشن کو زندہ کیا جائے! اور عقید توحید اور استیصال شرک وبدعت پر جم کر محنت کی جائے!

☆ جو لوگ صحیح عقائد ''توحید ورسالت'' کے بغیر اعمال تعمیر کرنے کی فکر میں ہیں۔ان کی محنت بارآور نہیں ہوگی۔

☆ عقیدہ اول، عمل بعد میں

وصیت نمبر تین

وَوَصّٰی بِھَآ اِبۡرٰھٖمُ بَنِیۡہِ وَ یَعۡقُوۡبُ یٰبَنِیَّ اِنَّ اللّٰہَ اصۡطَفٰی لَکُمُ الدِّیۡنَ فَلَا تَمُوۡتُنَّ اِلَّا وَاَنۡتُمۡ مُّسۡلِمُوۡنَ (سورہ بقرہ)

اور وصیت کی اس کی ابرہیم نے اپنے بیٹوں کو اور یعقوب نے اے بیٹو، بے شک اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے ایک دین مقرر کر لیا ہے۔لہذا تم مسلمان ہی مرنا۔

خطیب کہتا ہے

☆ ابراہیمؑ نے فرمایا کہ اے میرے بیٹو تمہارے لیے اللہ تعالیٰ نے ایک راستہ متعین کر دیا ہے۔

☆ وہ راستہ توحید کا راستہ ہے وہ راستہ انبیاء کی مشترکہ دعوت کا راستہ ہے!

☆ابرہیمؑ نے فرمایا کہ اے بیٹو تمہاری موت اسی توحید کے راستے اور عقیدہ توحید پر ہونی چاہیے۔

☆عقیدہ توحید کا بیان عقیدہ توحید پر استحکام مسلمان کا دستور اساسی ہے۔

☆ابراہیمؑ نے اپنی اولاد کے لیے اسی عقیدہ توحید پر قائم رہنا اور اسی عقیدہ توحید پر جان دینا ضروری قرار دیا۔

☆سامعین محترم! جب ابراہیمؑ نے اپنے بیٹوں اور یعقوبؑ نے عقیدہ توحید پر جینا مرنا ضروری قرار دے دیا تو ہم اور آپ کیا حیثیت رکھتے ہیں؟

عقیدہ درست ہوگا تو نجات ہوگی۔

عقیدہ درست نہیں ہوگا تو نجات نہیں ہوگی۔

عقیدہ توحید کی حیثیت روح کی ہے جس طرح انسان روح کے بغیر بے جان ہے اسی طرح اعمال عقیدہ توحید کے بغیر بے جان ہیں۔

وصیت نمبر چار

ثُمَّ كَانَ مِنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ تَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ وَتَوَاصَوْا بِالْمَرْحَمَةِ (سورہ بلد)

پھر وہ لوگ مومنین میں سے ہیں جو وصیت کرتے ہیں آپس میں صبر کرنے کی اور وصیت کرتے ہیں آپس میں رحم کرنے کی!

اس آیت میں ایمان کے بعد مومن کا یہ فرض بتلایا گیا ہے کہ وہ دوسرے مسلمان بھائیوں کو بھی صبر اور رحمت کی تلقین کرتا رہے

صبر سے مراد نفس کو برائیوں سے روکنا اور بھلائیوں پر عمل کرنا ہے۔

مرحمتہ سے مراد دوسروں کے حال پر رحم کھانا ان کی تکلیف کو اپنی تکلیف سمجھ کر ان کی ایذا اور ان پر ظلم سے بچنا۔

اس میں تقریباً دین کے سارے احکام آ گئے۔

حضرات گرامی! ہم نے صبر کا صرف یہ معنی رکھا ہے کہ اگر کوئی عزیز واقارب یا دوست احباب میں سے دنیا سے رخصت ہو جائے! تو رونے والوں کو کہا جائے کہ صبر کریں۔ اللہ کو یہی منظور تھا یا لوگوں کو رونے دھونے سے منع کر کے انہیں صبر کی تلقین کی جائے صبر کا یہ محدود سا مفہوم عوامی ڈکشنری کی پیداوار ہے قرآن وسنت میں صبر کو مختلف معانی کے لیے استعمال کیا گیا ہے اسی آیت کریمہ میں صبر کے استعمال کو ذرا ملاحظہ کر لیا جائے تو معنیٰ یوں بنتا ہے کہ نفس کا طبعی رجحان برائیوں کی طرف ہوتا ہے لیکن ایمان والے ایک دوسرے کو برائیوں سے بچنے اور بھلائیوں پر عمل پیرا ہونے کی تلقین کرتے ہیں۔

نفس کے خلاف جہاد کرنا یہ سب سے بڑی ریاضت ہے نفس کے سامنے بند باندھنا اور اسے نیکی کی طرف مائل کرنا بہت بڑی عبادت ہے!

☆ صوفیا کا تربیتی نظام نفسانیت کے خلاف جہد مسلسل ہے!

☆ زنا سے روکنا، شراب سے روکنا، بدکاری سے روکنا، سودخوری سے روکنا، بھائیوں کا حق مارنے سے روکنا، سودی کاروبار سے روکنا، ہمسایہ کی حق تلفی سے روکنا یہ تمام باتیں نفس کے خلاف جہاد ہیں اور قرآن حکیم نے بتایا ہے کہ ایمان دار ایک دوسرے کو ان تمام باتوں سے روکنے کی وصیت کرتے ہیں!

بالمرحمة: مظلوم پر رحم کھانا اور دوسرے کو رحم کھانے کی تلقین کرنا بے بس کو سہارا دینا اور دوسرے کو اس کی تلقین کرنا۔ ان کے دکھ سکھ میں شریک ہونا اور دوسروں کو اس کی وصیت کرنا یہ تمام وصیتیں نشانی ہیں اہل ایمان کی۔ اسی کو قرآن حکیم نے ایمانداروں کی پسندیدہ صفات میں شمار کیا ہے۔

وصیت نمبر پانچ

وَالْعَصْرِ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِیْ خُسْرٍ اِلَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ (سورہ العصر پ ۳۰)

ترجمہ: قسم اترتے دن کی، مقرر انسان ٹوٹا ہے مگر جو یقین لائے اور کیے بھلے کام اور آپس

میں سچائی کی تلقین کی اور صبر کی!

خطیب کہتا ہے

☆حق کی وصیت

☆صبر کی وصیت

یہ دونوں وصیتیں قابل غور ہیں۔ لفظ تواصی وصیت سے مشتق ہے کسی شخص کو تاکید کے ساتھ موثر انداز میں نصیحت کرنے اور نیک کام کی ہدایت کرنے کا نام وصیت ہے اسی وجہ سے مرنے والا جو اپنے بعد کے لیے کچھ ہدایات دیتا ہے اس کو بھی وصیت کہا جاتا ہے!

یہ دو جز درحقیقت اس وصیت کے دو باب ہیں۔ ایک حق کی وصیت دوسرے صبر کی وصیت اب ان دونوں کے معنے میں کئی احتمال ہیں۔

ایک یہ کہ حق سے مراد عقاید صحیحہ اور اعمال صالحہ کا مجموعہ ہو اور صبر کے معنے تمام گناہوں اور برے کاموں سے بچنا ہو تو پہلے لفظ کا حاصل امر بالمعروف ہو گیا۔ یعنی نیک کاموں کا حکم کرنا اور دوسرے کا حاصل نہی عن المنکر ہو گیا۔ یعنی برے کاموں سے روکنا اس مجموعہ کا حاصل پھر وہی ایمان اور عمل صالح جس کو خود اختیار کیا اس کی تاکید و نصیحت دوسروں کو کرنا ہو گیا اور ایک احتمال یہ ہے کہ حق سے مراد اعتقادات لیے جائیں اور صبر کے مفہوم میں تمام اعمال صالحہ کی پابندی بھی ہو اور برے کاموں سے بچنا بھی کیونکہ لفظ صبر کے حقیقی معنے اپنے نفس کو روکنے اور پابند بنانے کے ہیں۔ اس پابندی میں اعمال صالحہ بھی آ گئے اور گناہوں سے اجتناب بھی۔

اپنی اصلاح کے ساتھ ساتھ دوسرے مسلمان کی فکر بھی ضروری ہے

اس سورۃ نے مسلمانوں کو ایک بڑی ہدایت یہ دی ہے کہ ان کا صرف اپنے عمل کو قرآن وسنت کے تابع کر لینا جتنا اہم اور ضروری ہے اتنا ہی اہم یہ ہے کہ دوسرے مسلمانوں کو بھی ایمان اور عمل صالح کی طرف بلانے کی مقدور بھر کوشش کرے ورنہ صرف اپنا عمل نجات کے لیے کافی نہیں ہوگا۔ خصوصاً اپنے اہل وعیال اور احباب و متعلقین کے اعمال سے غفلت برتنا اپنی نجات کا راستہ بند کرنا ہے اگر چہ وہ خود کیسے ہی اعمال صالحہ کو پابند ہو اسی لیے قرآن و حدیث میں ہر مسلمان کو اپنی

مقدرت کے مطابق امر بالمعروف اور نہی عن المنکر فرض کیا گیا ہے۔اس معاملے میں عام مسلمان خواص کیا بلکہ تک غفلت میں مبتلا ہیں۔خود عمل کرنے کو کافی سمجھ بیٹھے ہیں۔اولاد وعیال کچھ بھی کرتے رہیں۔اس کی فکر نہیں کرتے ، اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس آیت کی وصیت پر عمل کرنے کی توفیق نصیب فرمائے۔

(ماخوذ از معارف القرآن)

حضرت لقمان علیہ السلام کی وصیت

وصیت نمبر چھ

وَاِذْ قَالَ لُقْمٰنُ لِابْنِہٖ وَھُوَ یَعِظُہٗ یٰبُنَیَّ لَا تُشْرِکْ بِاللّٰہِ اِنَّ الشِّرْکَ لَظُلْمٌ عَظِیْمٌ (سورہ لقمان)

اور جب فرمایا لقمان نے اپنے بیٹے سے وعظ کہتے ہوئے اے بیٹے شرک نہ کرنا اس لیے کہ شرک سب سے بڑا جرم ہے۔

خطیب کہتا ہے

☆ شرک تمام بدکاریوں تمام گناہوں کا چیف منسڑ ہے!

☆ شرک عبادات اور ریاضت کو چاٹ جاتا ہے۔

☆ شرک نے بے شمار گھرانے ویران کر دیے!

☆ شرک نے بڑے بڑے قدآور جغادریوں کو جہنم رسید کر دیا۔

☆ شرک نے نوح کے صاحبزادے کو برباد کر دیا۔

☆ شرک نے آزر کو شفقت نبوت سے محروم کر دیا۔

☆ شرک نے ابی طالب کے کیے کرائے پر پانی پھیر دیا۔

☆ شرک نے ہزروں ملنگوں کے ایمان کو سلب کر لیا۔

☆ شرک نے بڑے بڑے کج کلاہوں کو جہنم کی راہ دکھا دی۔

☆ شرک جس گھر میں بھی داخل ہوا سے خدا کی رحمتوں اور قربتوں سے محروم کر دیا۔

اسی لیے انبیاء کی وصیت یہی ہے۔

اسی لیے اولیاء کی وصیت یہی ہے۔

اسی لیے علماء کی وصیت یہی ہے۔

اسی لیے قاسمی خطیب کی وصیت یہی ہے۔

کہ شرک کے قریب نہ جانا شرک سے دوستی نہ لگانا، **ان ا لشرک لظلم عظیم .**

رسول اللہ ﷺ کی وصیت

وصیت نمبر سات

عن عرباض بن سارية قال صلى بنا رسول الله ﷺ ذات يوم ثم اقبل علينا بو جهه فو عظنا مو عظة بليغة ذرفت منها العيون و وجلت منها القلوب فقال رجل يا رسول الله كان هذه موعظة مود ع فاو صنا، فقال اوصيكم بتقوى الله والسمع والطا عة وان كان عبدا جيشياً فانه من يعش منكم بعدى فسيرىٰ اختلافاً كثيراً فعليكم بسنتى وسنة الخفاء الرا شدين المهد يين تمسكوا بها و عضوا عليها بالنو اجذ وايا كم ومحدثات الامو رفان كل محدثة بد عة وكل بدعة ضلا لة. (مشكوة)

عرباض بن ساریہؓ سے روایت ہے کہا کہ ایک روز رسول اللہ ﷺ نے ہمیں نماز پڑھائی پھر آپ ہماری طرف متوجہ ہوئے اور ہمیں ایسی پر اثر نصیحت فرمائی کہ آنکھیں اشکبار ہوگئیں اور دل ہل گئے ایک شخص نے کہا یا رسول اللہ ﷺ معلوم ہوتا ہے یہ نصیحت کرنے والے کی آخری نصیحت ہے تو آپ ہمیں وصیت فرمایئے۔ آپ نے فرمایا کہ میں تمھیں وصیت کرتا ہوں اللہ کے تقویٰ کی اور سننے اور ماننے کی، خواہ تمہارا حاکم کوئی حبشی غلام ہو اس لیے کہ جو تم میں میرے بعد زندہ رہے گا وہ بڑا اختلاف دیکھے گا تو تم پر لازم ہے میرا راستہ اور دستور اختیار کرنا اور میرے رفقاء اور برحق نائبوں کا، اس کو مضبوط پکڑنا اور دانتوں سے داب لینا اور خبردار نئی نئی باتوں سے بچتے رہنا اس لیے ہر نئی چیز (دین) میں بدعت ہے اور بدعت گمراہی ہے۔

خطیب کہتا ہے

سرکاردوعالم ﷺ کی اس جامع وصیت سے مندرجہ ذیل اموروئکات پرروشنی پڑتی ہے!

☆ رسول اللہ ﷺ اصحاب رسول کی نماز کی امامت خود کراتے تھے!

☆ جہاں رسول اللہ ﷺ خود موجود ہوں وہاں کوئی دوسرا امامت کرا ہی نہیں سکتا۔ تاقتیکہ رسول اللہ ﷺ نے امامت کی خود اجازت نہ دی ہو! جیسے آخری علالت کے ایام میں سیدنا صدیق اکبرؓ کو خود اجازت مرحمت فرمائی تھی!

☆ نماز کے بعد مقتدیوں کے سامنے دینی وعظ کہنا رسول اللہ ﷺ کی سنت ہے!

☆ آپ نے تقویٰ اختیار کرنے کی وعظ فرمائی۔ تقویٰ سے مراد دینی احکامات پر خدا اور رسول کی رضا کے لیے عمل پیرا ہونا ہے!

☆ اسلامی سلطنت کی امیر کی اطاعت کرنا ضروری قرار دیا اگر چہ وہ حبشی غلام ہی کیوں نہ ہو!

☆ اطاعت امیر میں غلام حبشی کا تذکرہ فرما کر اس بات کی نشاندہی فرمادی کہ ایک ادنیٰ بھی اپنی خداداد صلاحیتوں اور تقویٰ کی وجہ سے مسلمانوں کا قائد اور امیر ہوسکتا ہے۔

☆ سرکاردوعالم ﷺ نے امت میں اختلاف کو ختم کرنے کا حل بیان فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ اختلاف کی صورت میں **علیکم بسنتی وسنة الخلفاء الراشدين المهديين تمسكو بها۔**

☆ رسول اللہ ﷺ کی سنت طاہرہ۔

☆ خلفائے راشدین رضوان اللہ علیھم کی سنت طاہرہ۔

☆ ان دونوں کو حق وصداقت کی کسوٹی اور معیار بنالیا جائے جو مسئلہ ان کے مطابق ہوگا اسے حرزِ جاں بنالیا جائے۔

☆ اور جو مسئلہ قرآن مجید کے بعد سرکاردوعالم ﷺ کی سنت اور اصحاب رسول کی سنت سے ہٹا ہوا ہوگا۔ وہ دین اسلام کا مسئلہ نہیں ہوسکتا۔

☆ معیار حق وصداقت ....تمہارے خود تراشیدہ احبار ورہبان نہیں ہیں۔ معیار حق و

صداقت۔

☆خدا

☆رسول

☆اصحابِ رسول

ہیں..........تمہاری خواہشات، تمھارے ملنگوں اور راہبوں کی خواہشات کو دین قرار نہیں دیا جاسکتا!

☆ **عضو علیها بالنو ا جذ**

سنت رسول اور سنت صحابہؓ کو دانتوں کے ساتھ مضبوطی سے پکڑو..........دانتوں کے ساتھ مضبوطی سے پکڑنا ایک محاورہ بھی ہے کہ فلاں شخص نے اس چیز کو دانتوں کے ساتھ مضبوطی سے پکڑ رکھا تھا۔ دانت ٹوٹیں مگر وہ چیز نہ چھوٹنے پائے۔

☆اسی طرح یہاں بھی رسول اللہ ﷺ امت کو وصیت فرما رہے ہیں کہ میری سنت کو اس مضبوطی سے پکڑنا کہ تمھارے دانت تو ٹوٹ جائیں مگر میری سنت چھوٹنے نہ پائے۔

☆سرکار دو عالم ﷺ کے اس ارشاد گرامی سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ آپ کو اپنی امت کا سنت رسول ﷺ پر جمنا کس قدر پسند تھا اور آپ کی نظر میں یہ مسئلہ کس قدر پسند تھا اور آپ کی نظر میں یہ مسئلہ کس قدر اہمیت کا حامل تھا!

☆لیکن امت کا حال دیکھئے کہ وہ بدعت کو تو مضبوطی سے تھامے ہوئے ہے اور سنت کو بدعت کے مقابلے میں کوئی اہمیت ہی نہیں دیتے۔ (معاذ اللہ)

☆مسنون اذان پر اس قدر زور نہیں..........جتنا غیر مسنون دعائے جنازہ پر ہنگامہ ہے۔

☆اہل بدعات کی تمام خرافات کو ایک ایک کر کے دیکھتے جایئے..........ان پر نہایت سختی سے پابندی ہے مناظرے بازی ہے کتابیں لکھی جاری رہی ہیں مگر سنت رسول کا کوئی خیال نہیں ہے کوئی ولولہ نہیں ہے کوئی جوش نہیں ہے؟

☆ اس پر تعجب ہے کہ ہیں تو اہل بدعت مگر اہل سنت بننے اور کہلانے کے شوق میں دبلے

ہوئے جارہے ہیں۔

خرد کا نام جنوں رکھ دیا جنوں کا خرد
جو چاہے آپ کا حسن کرشمہ ساز کرے

فان کل محدثة بدعة وکل بدعة ضلالة ...... وکل ضلالة فی النار......

سرکاردوعالم ﷺ نے اس ارشادگرامی میں دین میں خودساختہ ایجادکو بدعت ہی قرار دیااور ہر بدعت کوگمراہی قرار دے کراس کاانجام کارجہنم قرار دیا!

بات بالکل کھلی ہے

جس طرح شرک توحید خداوندی کے خلاف کھلی بغاوت ہے اسی طرح بدعت بھی سنت رسول ﷺ کے خلاف کھلی بغاوت ہےشرک اور بدعت کا ارتکاب وہی شخص کرسکتا ہے جو خداو رسول سے کھلی بغاوت کرنے کی جرات اور جسارت رکھتا ہےشرک اور بدعت اپنے مولیٰ اپنے محسن کی حیائدووفاختم کر دیتے ہیں۔اس لیےمشرک اورمبتدع شرک و بدعت کرتے وقت خدااور رسول کی وفاداری کی حدیں توڑتا ہواخودایک نظام میں داخل ہوجاتا ہےجس کا خدااور رسول سے کوئی واسطہاورتعلق نہیں ہوتا۔بڑے بڑے قدآور مولوی اور پیر بھی ان قباحتوں سےعوام کی نہیں روکتے وہ ڈرتے ہیں کہ کہیں ان کی قبائیں اورگدیاں معرض خطرمیں نہ پڑ جائیں۔

اےعلمائےحق کہلانے والو؟ آپ کافرض ہے کہ اس دور پرفتن میں شرک وبدعت کےخلاف ایک مجاہدانہ اورایماندارانہ پروگرام ترتیب دیجئے۔دنیاچندروزہ ہے۔قبرمیں اورحشر میں انشاءاللہ توحیدوسنت کےدونورآپ کی بخشش اورنجات کاذریعہ بن جائیں گے۔

خطبہ حجۃ الوداع کی تاریخی وصیتیں

سرکاردوعالم ﷺ نے حجۃ الوداع کےتاریخی موقع پر جوخطبہ ارشادفرمایاوہ مسلمانوں کے لیے ایک تاریخی دستاویز کی حیثیت رکھتاہے۔اس خطبہ میں آپ نے نہایت اہم امورکو بیان فرمایا۔ان میں سے چندارشاداتِ عالیہ کا تذکرہ میں آپ کے سامنے کرنا سعادت عظمیٰ سمجھوں گا۔آپ بھی

سماعت فرمائیں اور ارشاداتِ نبوت سے اپنے دامن کو مالا مال فرمائیں۔

آپ نے ارشاد فرمایا کہ

یا ایھا الناس اننی الا ارانی وایا کم مجتمع فی ھذا المجلس ابدا.

☆ ان دماء کم وامو موالکم. واعرا ضکم، حرا م علیکم، کحرمة یومکم ھذا، فی بلد کم ھذا، و شھر کم ھذا یومکم ھذا، (بروایت ابو بکرہ، بخاری)

☆ وستلقون ربکم فلیسئلکم اعما لکم، الا فلا تر جعوا بعدی ضلا لا، یضرب بعضکم رقاب بعضکم، الا کل شیی من امر الجا ھلیة تحت قدمی مو ضوع ودما ء الجا ھلیة مو ضو عة (مسلم شریف ، ابو داود)

☆ فاتقو اللہ فی النساء، فانکم اخذ تمو ھن بامان اللہ واستحللتم فر و جھن بکلمات اللہ ولھن علیکم رزقھن و کسو تھن بالمعروف.

☆ وقد تر کت فیکم مالن تضلو بعدی ان اعتصمتم بہ.

☆ ایھا الناس انہ لانبی بعدی ولا امة بعد کم الا فاعبدوا ربکم، وصلو خمسکم، وصوموا شھر کم وا دو زکوة اموالکم طیبة بھا انفسکم وتحجون بیت ربکم.

☆ قالوانشھد انک قد بلغت وادیت ونصحت فقال باصبعہ السبابة یر فعھا الیٰ السماء وینکتھا الیٰ الناس. اللھم اشھد، اللھم اشھد ثلاث مرات الا فلیبلغ الشاھد الغائب.

☆ اے لوگو مجھے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ میں اور آپ ہمیشہ اس مجلس میں جمع نہیں ہوں گے۔

☆ تمہارا خون، تمہارا مال اور تمہاری آبرو (تا قیامت) اسی طرح محترم ہے جس طرح یہ دن اس مہینہ میں اور اس شہر میں محترم ہے! (بروایت ابوبکرہ)

عنقریب تمہیں خدا کے دربار میں حاضر ہونا پڑے گا اور وہ تم سے تمہارے اعمال کی باز پرس

کرے گا خبردار میرے بعد تم گمراہی میں مبتلا نہ ہو جانا! اور تم ایک دوسرے کی گردن مارنے میں مبتلا نہ ہو جانا!

☆ خبردار جاہلیت کے تمام دستور میرے دونوں پاؤں کے نیچے ہیں اور جاہلیت کے تمام خون میرے دونوں پاؤں کے نیچے ہیں۔

☆ خبردار عورتوں کے ساتھ نیک سلوک کرنا۔ تم نے انہیں اللہ کی امان میں حاصل کیا ہے وہ تمھارے لیے اللہ کی وجہ سے حلال ہوئی ہیں، ان کا روٹی کپڑا اور ضروریات زندگی تمہارے ذمہ ہے!

☆ میں نے تم میں وہ چیز چھوڑی ہے کہ اگر تم اس پر مضبوطی سے قائم رہے تو گمراہی میں مبتلا نہیں ہو سکتے۔

☆ اے لوگو میرے بعد کوئی نیا نبی نہیں ہوگا اور تمہارے بعد کوئی امت نہیں ہے۔ خبردار اپنے رب ہی کی عبادت کرو! اور پانچ نمازیں پڑھتے رہو! اور رمضان کے روزے رکھتے رہنا اور مال کی زکوۃ نکالتے رہنا اور حج بیت اللہ کرتے رہنا۔

☆ یہ خطبہ ارشاد فرمانے کے بعد آپ نے لوگوں سے پوچھا۔ قیامت کے دن اللہ تم سے میرے متعلق دریافت فرمائے گا تو تم کیا جواب دوگے سب نے عرض کیا کہ ہم کہیں گے آپ نے اللہ کا پیغام پہنچا دیا اور اپنا فرض ادا کر دیا۔ یہ سن کر آپ نے آسمان کی طرف دیکھا اور ہاتھ اٹھا کر تین مرتبہ فرمایا کہ اے اللہ تو گواہ رہنا۔ خبردار ہر شخص جو یہاں پر موجود ہے وہ تمام لوگوں تک میری ہدایات پہنچا دے!

خطیب کہتا ہے

☆ خطبہ حجۃ الوداع اسلام کا دستور حیات ہے۔

☆ خطبہ حجۃ الوداع سرکار دو عالم ﷺ کی تاریخی وصیتوں کا مجموعہ ہے۔ جو آپ نے اس موقع پر امت کو فرمائی تھیں۔

☆ خطبہ حجۃ الوداع میں ایک ایسا جامع نظام پیش کیا گیا ہے جو پوری دنیا کے انسانوں کے

لیے ترقی اور بلندیوں کی شاہراہ کا کام دے سکتا ہے۔

☆ انسانی حقوق پر اس خطبہ میں پوری دنیا کے لیے رہنمائی موجود ہے!

☆ اس دور میں جب کہ ہر جگہ حقوق کی بات ہو رہی ہے خطبہ حجۃ الوداع کے حقوق کی جدوجہد کرنی چاہیے!

☆ خطبا، علما، مقررین اور دانشوروں کو خطبہ حجۃ الوداع کو عام کرنے کے لیے پوری جدوجہد کرنی چاہیے!

حضرات گرامی! میں نے بڑی تفصیل سے آپ حضرات کے سامنے خدا اور رسول کی وصیتیں اور نصیحتیں ذکر کی ہیں۔ اگر آپ ایک ایک نکتے اور نصیحت کو مشعل راہ بنالیں تو انشاء اللہ آپ کی زندگی میں اسلامی انقلاب برپا ہو سکتا ہے میری دعا ہے کہ مولیٰ کریم ہم سب کو خداوند قدوس اور اس کے پیارے پیغمبر کے بتائے ہوئے راستوں پر گامزن ہونے کی توفیق نصیب فرمائے۔

وَاٰخِرُ دَعْوٰهُمْ اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

بسم اللہ الرّحمٰن الرّحیم

فضائل نکاح

نحمده وَ نُصَلِّی عَلٰی رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُبِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْم. بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْم

وَاَنْكِحُوا الْاَيَامٰى مِنْكُمْ وَالصّٰلِحِيْنَ مِنْ عِبَادِكُمْ وَاِمَآئِكُمْ (سوره نور)

ترجمہ: اورتم میں جو بے نکاح ہیں انکا نکاح کردیا کرواور تمہارے غلام اورلونڈیاں میں جو اس کے قابل ہوں ان کے بھی!

حضرات گرامی: اسلام کی نعمتوں میں سے ایک نعمت نکاح بھی ہے۔نکاح سے معاشرے میں نکھار پیدا ہوتا ہے،طہارت اور پاکیزگی کے آثار کا ظہور ہوتا ہے نکاح ایک ایسا بندھن ہے ایسا معاہدہ ہے جس سے منسلک ہونے کے بعد معاشرہ بے شمار خوبیوں سے آراستہ ہو جاتا ہے۔ بے راہروی، آوارگی، انارکی، جنسی فساد کا قلع قمع ہو جاتا ہے عصمت و پاکیزگی، شرم وحیا جنم لیتے ہیں اورانسانی زندگی اس معاہدے کے بعد شرافت کی قدروں کواجاگر کرتی ہے، اس وقت پوری دنیا میں مردوزن کا آزادانہ اختلاط سنگین صورت اختیار کر گیا ہے پورا یورپ اس مرض میں مبتلا ہونے کی وجہ سے خانگی سکون اور باہمی اطمینان سے عاری ہو چکا ہے،عورت کی آزادی اوراس کا مادر پدر آزاد ہوکر مردوں سے اختلاط پوری دنیا کو بدبودار کر چکا ہے۔نسب وحسب کے سلسلے منقطع ہو چکے ہیں۔ باپ بیٹے بہن بھائی کی تمیز ختم ہو چکی ہے۔ حلال وحرام کے فاصلے ختم ہو چکے ہیں۔جنسی بھوک نے شرم وحیا اور شرافت واخلاق کو بھسم کر کے رکھ دیا ہے، حیوانوں سے بدتر زندگی انسان اپنا چکا ہے اور نہ جانے یہ ہلاکت وتباہی کا سیلاب کہاں جا کرر کے گا۔

عورت کی فتنہ سامانی

عورت کی فتنہ سامانی اس قدر بڑھ چکی ہے کہ پورا معاشرہ اس کا روگی بن چکا ہے۔گھروں میں فساد،محلوں ،شہروں میں فساد بستی میں فساد ہنگامے قتل و غارت، مقدمات کی بھرمار، تھانوں اور

کچہریوں میں رونق اس میں اکثریت ان مقدمات یا واقعات کی ہے جو عورت کی وجہ سے پیدا ہو ئے ہیں۔ زر، زن، زمین کا محاورہ ایک خوفناک بھوت بن کر معاشرہ میں داخل ہو چکا ہے اور زن کی کرشمہ سازیاں پورے معاشرے کو اپنی لپیٹ میں لے چکی ہیں۔ اسلام نے اس کا سنجیدگی سے نوٹس لیا، اسلام کی آمد سے قبل عرب معاشرہ بھی عورت کی زلف گرہ گیر کا اسیر تھا اور اسی انارکی اور بے راہروی نے اس کے اخلاق کو برباد کر چھوڑا تھا، اسلام نے اخلاق اور کردار، شرافت اور حیاء کی ازسرِنو طرح ڈالی۔ نکاح جیسے پاکیزہ معاہدے کو جاری کیا۔ مرد و زن کے آزادانہ میل ملاپ کو نکاح جیسے مقدس رشتے سے جوڑ دیا۔

مرد و زن کو ایک ایسی اخلاقی زنجیر سے جوڑ دیا جس کی ہر کڑی شرافت و حیاء کا جوہر کامل اور عفت و پاکیزگی کی سنہری لڑی تھی، عورت کی فتنہ سامانی کو حیاء اور شرافت پاکیزگی اور طہارت کے لازوال رشتے سے جوڑ دیا، نکاح کا معاہدہ نکاح کا فارمولا ایک ایسا موثر ہتھیار اور شفا سے بھرپور نسخہ ثابت ہوا جس نے انسانی زندگی کے تمام پوشیدہ خزانوں کو ہویدا کر دیا اور ان خزانوں کے ایسے موتی لٹائے کہ معاشرے میں نکھار اور حسن کی صورتیں پیدا ہونے لگیں، گھروں میں بستیوں میں برادریوں میں سکون و اطمینان کا دور دورہ ہو گیا۔ صلہ رحمی کے مرکز قائم ہو گئے حلال و حرام کی تمیز پیدا ہو گئی۔ حیوانیت کی جگہ انسانیت نے لے لی اور اسلام کی رحمت بھری فضا سے پورا معاشرہ راحت کدہ بن گیا۔

نکاح سے عفت آئی

مرد و زن جو بے لگام ہو چکے تھے جن کی جنسی آوارگی سے پورا ماحول جہنم کدہ بن گیا تھا، نکاح کی سنت نے اس تمام ماحول کو بدل کے رکھ دیا، برائی سر پیٹ کے رہ گئی، عورت کو فتنہ کی بجائے رحمت بنا دیا، بلکہ عورت کو ایک ایسا بلند اور بے مثال مقام عطا فرمایا کہ اسلام کے سوا اس کی نظیر دنیا کے کسی نظام یا ماحول میں نظر نہیں آتی۔ میں دعوے سے کہتا ہوں آج دنیا میں عورت کے وجود سے جو سکون، اطمینان اور عفت و عصمت کا ماحول نظر آتا ہے۔ وہ سب اسلام کی برکات کا نتیجہ ہے۔ اس لیے اسلام نے دین نے اور سرکار دو عالم ﷺ نے بے حد اصرار سے نکاح کے سلسلہ کو قائم

کرنے پر زور دیا اور معاشرے کو جنت نظیر بنا کے رکھ دیا۔

نکاح سے عفت آئی

نکاح سے عزت آئی

نکاح سے عظمت آئی

نکاح سے رفعت آئی

نکاح سے طہارت آئی

نکاح سے پاکیزگی آئی

اور

معاشر جنت نظیر بن گیا

یہی وجہ ہے کہ قرآن نے اعلان کیا، فرمان خداوندی جاری کیا کہ

وَاَنۡكِحُوا الۡاَيَامٰى مِنۡكُمۡ

وَالصّٰلِحِيۡنَ مِنۡ عِبَادِكُمۡ

وَاِمَآئِكُمۡ

☆ مرد و عورت کو نکاح کی لڑی میں پرو دیا جائے۔

☆ صالح اور نیک مرد نکاح کے معاہدے سے منسلک ہو جائیں۔

صالحین نکاح کریں

عام مرد و عورت کو حکم دیا گیا کہ نکاح کرو تاکہ معاشر عفت و پاکیزگی کا شاہکار بن جائے اور تم ایک پاکیزہ ماحول کا حصہ بن جاؤ! خصوصیت کے ساتھ قرآن حکیم نے صالحین کو اللہ کے نیک بندوں کو برگزیدہ ستیوں کو اولیا اللہ کو نکاح والی زندگی اختیار کرنے کا حکم دیا تاکہ یہ لوگ معاشرے میں مثال بن جائیں اور لوگ دیکھا دیکھی ان پاکباز ہستیوں کی اتباع شروع کر دیں کہ جب اللہ کے نیک بندے نکاح جیسی اہم لڑی میں اپنے آپ کو پرو رہے رہیں اور نکاح کے معاہدے کو اپنے لیے اختیار کر رہے ہیں تو ہمیں بھی اس راستے کو ہنسی خوشی اختیار کر لینا چاہیے! تاکہ قرآن مجید اور

رحمان کی خواہشات کو پورا کیا جا سکے۔

خطیب کہتا ہے

وَالصَّالِحِیْنَ مِنْ عِبَادِکُمْ.

قرآن نے صالحین نیک بندوں بزرگوں اولیاءاللہ کو نکاح کو حکم دیا ہے!

☆ معلوم ہوا کہ قرآن کی نظر میں نیکی اور نکاح متضاد راستے نہیں بلکہ نیکی کو نکاح سے منسلک کر دیا۔

☆ معلوم ہوا کہ استطاعت ہوتے ہوئے نکاح نہ کرنا نیکی اور تقویٰ کا منہ چڑانا ہے!

☆ بغیر نکاح کے زندگی گزارنا عیسائی راہبوں یا ہندو جوگیوں کا کام تو ہوسکتا ہے مسلمان بزرگوں اور ولیوں کا کام نہیں ہوسکتا!

☆ معلوم ہوا کہ مزے لے لے کر یہ بیان کرنا کہ فلاں بزرگ نے عمر بھر شادی نہیں کہ یہ کوئی کمال کا بیان نہیں ہے۔ بلکہ کسی کی نیکی اور پاکیزگی کو مجروح کرنے کے مترادف ہے۔

☆ شادی نہ کرنا متاہل زندگی کے بجائے مجرد زندگی کو عمداً اختیار کرنا اسلام قرآن اور پیغمبر کی سنت سے مذاق کرنا ہے!

☆ جی............ اس ملنگ نے عمر بھر شادی نہیں کی اس حضرت صاحب نے عمر بھر سلسلہ ازدواج قائم نہیں کیا............ یہ بہت پہنچے ہوئے حضرت ہیں۔

یہ حضرت! اس قابل ہیں کہ انہیں قومی خائن اور مجرم قرار دیا جائے کیونکہ قرآن نے تمام حضرتوں کو نکاح کا سلسلہ قائم کرنے کا حکم دیا۔

کوئی حضرت خدا اور رسول کے احکامات سے بغاوت کر کے حضرت نہیں بن سکتا۔ اِیَّاکُمْ وَاِیَّاھُمْ۔ ایسے لوگ نیکی سے بہت دور ہیں۔ بلکہ انہیں قومی سانڈ قرار دے کر پس دیوارِ زنداں کر دینا چاہیے!

خدا کے لیے! قرآن کا مذاق نہ اڑاؤ۔ سنت رسول ﷺ کی تضحیک نہ کرو وہی زندگی اپناؤ جو خدا اور رسول کو پیاری لگتی ہو!

نکاح انبیاء علیہم السلام کی سنت ہے

محترم سامعین ! نکاح ایک ایسا پاکیزہ اور مقدس سلسلہ ہے جو تمام انبیاءؑ کی مقدس زندگیوں میں جاری وساری رہا ہے! قرآن پاک نے اس سلسلہ میں انبیاء کا تذکرہ نہایت فصاحت وبلاغت سے بیان فرمایا ہے چنانچہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے کہ

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلًا مِّنْ قَبْلِکَ وَجَعَلْنَا لَهُمْ اَزْوَاجًا وَّذُرِّيَّةً (سورہ رعد)

ترجمہ: یقیناً ہم نے آپ سے پہلے بہت سے رسول بھیجے اور ہم نے ان کو بیویاں اور بچے بھی دیئے!

نکاح کی اس سے زیادہ اہمیت اور کیا ہوسکتی ہے یا متاہل زندگی کے خیر برکت ہونے کا اس سے بڑا ثبوت اور کیا ہوسکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بطورِ خاص بیان فرمایا ہے کہ ہم نے انبیاء سابقین کو اہل واولاد جیسی نعمت سے سرفراز فرمایا تھا، بیوی بچے چھوٹا مدرسہ ہوتے ہیں، خاوند اور باپ اس مدرسہ ک پرنسپل ہوتا ہے۔ وہ تمام صلاحیتیں اور توانائیاں ان کی تربیت اور اصلاح پر صرف کرتا ہے۔اس لیے کہ اسے باہر کی دنیا میں کام کرنے کا اندازہ ہوتا ہے اور وہ اس کے پیش نظر بہت سی حکیمانہ باتیں اور روحانی نقشے تیار کرتا ہے جو اسے گھر کے باہر کام دیتے ہیں۔ادھر ایک مرد صالح کے لیے اس کی صالحہ بیوی بہت سے مسائل کے لیے معاون ہو جاتی ہے۔مرد مردوں میں کھل کر بات کہتا ہے تو اس کی نیک بیوی اپنے خاوند کے مشن کو عورتوں میں آگے بڑھاتی ہے۔اسی طرح نیک اولاد بھی اللہ کی رحمت بن کر اپنے والد کے مشن کے لیے بہت ہی معاون ثابت ہوتی ہے۔ اسی لیے خداوند قدوس نے تمام انبیاءؑ میں نکاح کے سلسلہ کو جاری فرمایا تا کہ ان کی بیویاں خواتین میں توحید کی خوشبو تقسیم کریں اور حلقہ خواتین کو دین کی نعمتوں سے مالا مال کریں اس لیے نکاح صرف افزائش نسل آدم ہی کا ذریعہ نہیں ہے بلکہ نکاح کے ذریعہ قوموں میں انقلاب اسلامی کی شمعیں روشن کی جاسکتی ہیں۔

خطیب کہتا ہے

وَجَعَلْنَا لَهُمْ اَزْوَاجاً وَّذُرِّيَّةً

ازواج وذریت عطائے الٰہی ہیں۔

☆ان ذریعوں سے وفائے الٰی کے بہت سے کام لیے جاسکتے ہیں۔

☆اسی لیے اللہ تعالیٰ نے انبیا علیھم السلام کو بیوی بچوں کی نعمت سے سرفراز فرمایا اوراس کا ذکر قرآن حکیم میں کیا گیا!

خطیب کہتا ہے

☆شادی انسان کو ہزاروں برائیوں سے روکتی ہے۔

☆نکاح انسان کو پاکیزگی اور نگاہ کو حیا عطا کرتا ہے۔

☆نکاح انسان کو عفت وپاکبازی کا مجسمہ بناتا ہے۔

☆نکاح انبیا علیھم السلامکی سنت ہے

نکاح حقیقی پیار سکھاتا ہے

قرآن حکیم کاارشاد ہے کہ

وَمِنْ اٰیٰتِہٖٓ اَنْ خَلَقَ لَکُمْ مِّنْ اَنْفُسِکُمْ اَزْوَاجًا لِّتَسْکُنُوْٓا اِلَیْھَا وَجَعَلَ بَیْنَکُمْ مَّوَدَّةً وَّرَحْمَةً (روم)

ترجمہ: اس کی نشانیوں میں سے یہ ہے کہ اس نے تمہارے لےتمہاری قسم سے جوڑا پیدا کیا تاکہ تم ان کے پاس چین حاصل کرواوراس نے تمہارے درمیان پیاراورمہربانی رکھی!

خطیب کہتا ہے

نکاح کے تین تحفے

☆سکون

☆محبت

☆رحمت وشفقت

☆انسان کتنا بڑا سرمایہ دار بن جائے دنیا کے فائیوسٹار ہوٹلوں میں ٹھہرے بادشاہوں کے محلات میں قیام کرے مگر گھر کا سکون ان کو ہر وقت یاد آتا ہے۔ازواجی زندگی نے ایک ایسا لا

زوال سکون بخشا کہ انسان گھر میں آتے ہی آدھے غم بھول جاتا ہے۔

☆ آدمی بیمار ہوتا ہے غریب ہو یا امیر اپنی بساط کے مطابق دوا دارو کرتا ہے مرض اگر سنگین ہو جائے تو اسے علاج کے لیے ہسپتال میں داخل کروایا جاتا ہے۔ ڈاکٹر شب وروز اس پر توجہ دیتے ہیں۔ اس کے علاج معالجے میں کوئی دقیقہ فروگزاشت نہیں کرتے۔ مگر مریض کو جب تھوڑا سا افاقہ ہوتا ہے وہ اصرار کرتا ہے مجھے گھر لے چلو، جلدی گھر لے جاؤ۔ کیونکہ مریض محسوس کرتا ہے کہ جو سکون مجھے بیوی بچوں میں ملے گا وہ کہیں اور میسر نہیں آ سکتا۔ معلوم ہوا کہ سلسلہ ازدواج نے ایک راحت اور سکون عطا کیا جو انسان کو اہلیہ اور اہل میں نصیب ہوتا ہے۔

سکون! ازدواجی زندگی میں ہے متاہل زندگی میں ہے بیوی بچوں میں ہے بیوی صرف خواہشات نفسانی کی تسکین کے لیے نہیں، بلکہ بیوی آدمی کی تمام زندگی کو پرسکون بناتی ہے اس کے دینی مشن، آدمی کے کاروبار میں دکھ سکھ میں خلوت وجلوت میں گویا کہ انسان اگر زندگی کا خاکہ بناتا ہے تو بیوی اس میں سکون کا رنگ بھرتی ہے! کتنے لوگوں کو کہتے سنا گیا ہے کہ بیوی نے تو مجھے ایک نئی زندگی بخشی ہے اور میرا گھر نعمت کدہ اور فرحت وسکون کا گہوارا بن گیا۔

☆ پیار ومحبت رحمت ورافت یہ اللہ کی ایسی نعمتیں ہیں جن کے لیے ہر انسان ترستا رہتا ہے مجرو انسان پیار ومحبت کا صلہ رحمی کا خوگر کس طرح ہو سکتا ہے اس کے لیے اللہ تعالیٰ نے نکاح ذریعہ تربیت بنا دیا۔

☆ نکاح سے پیار کا سلیقہ آتا ہے۔

☆ نکاح سے الفت کے ضابطے بنتے ہیں۔

☆ نکاح سے دل میں شفقت کے سوتے پھوٹتے ہیں۔

☆ نکاح شفقت ومحبت کے اطوار وطریق بتاتا ہے۔

☆ نکاح اپنے ملنے والوں سے رحمت اور شفقت کے طریقے سکھلاتا ہے۔

☆ نکاح سے قناعت اور ''یت درگیر محکم گیر'' کا تاریخ ساز ضابطہ ہے!

☆ نکاح ہی بتاتا ہے کہ ایک کے ہو کر رہو!

☆ اگر خاوند ہے تو صرف اور صرف بیوی کا ہو کر رہے۔
☆ اگر بیوی ہے تو صرف اور صرف ایک خاوند کی ہو کر رہے۔
☆ نکاح نے سکھایا کہ جس سے جو معاہدہ کرو پورا کرو۔
☆ نکاح نے بتایا کہ اپنی بیوی کو چھوڑ کر غیر محرم کی طرف دیکھنا بدکاری ہے!
☆ جس طرح نکاح میں ایک معاہدہ ہے اسی طرح کلمہ طیبہ میں بھی ایک معاہدہ ہے!
☆ نکاح کا معاہدہ توڑو گے تو بدکار زانی کہلاؤ گے۔
☆ کلمے کا معاہدہ توڑو گے تو کافر اور مشرک کہلاؤ گے۔

مشرک اور زانی ایک جیسے مجرم

سبحان اللہ، قرآن حکیم نے زانی کی مذمت کرتے ہوئے کس طرح ایک عظیم حقیقت کو بیان فرمایا کہ

اَلزَّانِیُ لَا یَنْکِحُ اِلَّا زَ انِیَةً اَوْ مُشْرِکَةً وَّالزَّانِیَةُ لَا یَنْکِحُھَآ اِلَّا زَانٍ اَوْ مُشْرِکٌ. وَحُرِّمَ ذٰلِکَ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ (سورہ نور)

ترجمہ: زانی نکاح بھی زانیہ کے ساتھ کرے یا شرک کرنے والی کے ساتھ اسی طرح زانیہ بھی زانی یا مشرک کے ساتھ نکاح کرے۔

خطیب کہتا ہے

☆ نکاح ایک مقدس معاہدہ اور دستاویز ہے۔
☆ جس نے نکاح کے معاہدہ کو توڑ کر زنا کیا اسے اسلام کے پاکیزہ معاشرہ میں قبول نہیں کیا جائے گا۔
☆ زانی...... یا تو زانیہ کے ساتھ رشتہ ازدواج قائم کرے یا مشرکہ کے ساتھ۔
☆ کیونکہ زانی نکاح کے معاہدہ کو توڑنے والا ہے۔
☆ ایسا بدکار مرد بدکار عورت کو تلاش کرے۔
☆ کیوں؟ اس لیے کہ اس کا سکون بھی غارت ہو جائے اس کو ہر وقت دھڑکا لگا رہے کہ

نامعلوم میرے بعد کہاں کہاں جاتی ہے جس طرح زانی اور زانیہ نامعلوم کہاں کہاں جاتے ہیں اسی طرح مشرک اور مشرکہ نامعلوم خدا کا دروازہ چھوڑ کر کہاں کہاں جھک مارتے ہیں۔

دونوں کا منشور ایک

دونوں کا دستور ایک

اس کا بھی ایک سے گزارہ نہیں

اس کا بھی ایک سے گزارہ نہیں

سچ کہا کسی نے............جو کتا در در پھرے اسے دَر دَر دُر دُر رہو!

اعاذ نا اللہ تعالیٰ

هُوَ الَّذِىْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّجَعَلَ مِنْهَا زَوْجَهَا لِيَسْكُنَ اِلَيْهَا (الاعراف)

ترجمہ: وہی ذات ہے جس نے تمہیں ایک جان سے پیدا کیا اور اس سے اس کا جوڑا بنایا، تاکہ وہ اس سے چین حاصل کرے!

اس آیت کریمہ میں بھی تخلیق عورت کا حکیمانہ بیان فرمایا کہ اسے پیدا کرنے سے غرض انسان کو چین اور سکون والی زندگی عطا کرنا ہے۔ معلوم ہوا کہ مجرد رہنے میں سکون اور چین نہیں ہے بلکہ نکاح والی زندگی میں اللہ تعالیٰ نے سکون اور طمانیت رکھی ہے!

راہبوں کے لیے لمحہ فکریہ

اس امت میں فتنہ پروروں نے جہاں اور بہت سے فتنے برپا کیے ہیں وہیں ایک فتنہ شادی نہ کرنے کا ہے اور اس پر طرہ یہ کہ اس کا نام ولایت رکھا گیا ہے اور اس کا نام قلندری رکھا گیا ہے۔ کس قدر مقام افسوس ہے کہ قرآن نے جس زندگی کو چین اور سکھ کی زندگی قرار دیا ہے قرآن دشمن راہب اور ملنگ اس زندگی کو ولایت اور قلندری قرار دے رہا ہے، اس صورت حال کو دیکھ کر یقین ہوتا چلا جا رہا ہے۔ ملنگوں اور نام نہاد قلندروں نے اپنے لیے شریعت مطہرہ اور سنت طاہرہ سے الگ تھلگ راستہ بنا لیا ہے۔ انہیں خدا اور رسول ﷺ کے عطا کردہ حقیقی زندگی کے ضابطوں کی

بجائے خودساختہ طریقوں میں سکون نظر آتا ہے اور ہو بھی کیوں نا؟ انہیں پیر ہونے کی حیثیت سے بابا جی ہونے کہ حیثیت سے مجرد ہونے کی حیثیت سے کچھ تحفظات مریدین نے عطا کر رکھے ہیں ان کے لیے مرید کے کسی گھر میں داخل ہونے کے لیے اجازت شرط نہیں، پردہ شرط نہیں۔ غیر شرعی حرکات بجالانے پر کوئی پابندی نہیں وہ ہرچہ باوا باد قسم کی آزادی کی سندر رکھتے ہیں۔ اس لیے ان کی خرمستیوں کا کوئی نوٹس نہیں .... اسی لیے معاشرہ ایسے بدکار راہبوں اور ملنگوں سے زخمی ہے۔ انھوں نے شرافت وحیا کے کان کتر دیے ہیں۔ ضروری ہے کہ اس ناپاک عنصر کو معاشرے سے باہر نکال دیا جائے اور ان کے غلاظت بھرے وجود سے معاشرے کو پاک کر دیا جائے ان کا گھروں میں داخلہ بند کر دیا جائے تاکہ ان بہروپیوں سے اللہ کے نیک اور پاکباز بندے بدنام نہ ہوں یہی لوگ ہیں جو خدا کے نیک بندوں کو بدنام کرتے ہیں۔ جب انبیاءؑ اور اولیااللہ نکاح کو خدا اور رسول کا حکم سمجھ کر اپناتے ہیں تو یہ ایرے غیرے کون ہوتے ہیں ان کی پاکیزہ سیرتوں کو دھندلانے والے

؎ اے بسا ابلیس آدم روئے ہست
پس بہر دست نباید داد دست

قرآن اور پسند کی شادی

آج جاہل معاشرے نے یہ سمجھ رکھا ہے کہ اسلام نے پسند کی شادی ممنوع کر رکھی ہے۔ والدین رشتے دار بلا سوچے سمجھے۔ بغیر بیٹے بیٹی کے مشورے اور پسند کے اپنی مرضی بچوں پر ٹھونس دیں اور انہیں ہمیشہ کے لیے نہ نبھنے والے رشتے سے منسلک کر دیں۔ وہ ہمیشہ سلگتے رہیں اور کڑھتے رہیں ایک دوسرے سے نفرت کرتے رہیں اور اسے اپنا مقدر اور والدین کا انتخاب سمجھ کر اندر ہی اندر عدمِ سکون اور ہزاروں الجھنوں کا شکار ہوتے رہیں۔ نہیں ہرگز نہیں۔ قرآن حکیم اور اسلام کی پاکیزہ تعلیمات اس بات کی نشاندہی کرتی ہیں کہ بیٹا بیٹی کو اپنا مستقبل بناتے وقت اپنی پسند اور ناپسند کا مشورہ دینے دیجئے انہیں بھی اس مشاورت میں شامل کیجئے جوان کی زندگی کا اہم فیصلہ کرتے وقت آپ کر رہے ہیں چنانچہ قرآن پاک نے کھل کر اس کا اعلان واظہار فرمایا کہ

فَانْكِحُوْا مَا طَابَ لَكُمْ مِّنَ النِّسَاءِ (سورہ نساء)

تم نکاح کرو عورتوں میں جو تمہیں پسند ہوں۔

اس آیت کریمہ میں اس بات کی کھلی اجازت ہے کہ مرد کو اس بات کی اجازت ہے کہ وہ دیکھے کہ میں جس سے شادی کر رہا ہوں وہ میری اور دنیاوی قدروں کا ساتھ دے گی یا نہیں۔ اس کی صورت وسیرت پسندیدہ ہے کہ نہیں وہ اس کے دینی و دنیاوی خاکوں خدا اور رسول کی بتائی ہوئی ہدایات پر پوری اترنے کے قابل ہے یا نہیں۔ پورا سوچ سمجھ کر تمہیں فیصلہ کرنے کا نکاح سے پہلے حق حاصل ہے اب جب تم نے پوری عقل وفکر سے ایک رشتے کا انتخاب کرلیا تو پھر تمہارا فرض بنتا ہے اس کو پوری عزت دو اس کے حقوق کی پوری نگہداشت کرو۔ اس کی تربیت کرو اور چھوٹی چھوٹی باتوں میں الجھنے کی بجائے اس کی اصولی تربیت کرو اور اسے اپنی زندگی کا حصہ سمجھ کر اس کو حسین سے حسین تر نیک سے نیک تر بنانے کی کوشش کرو۔ اللہ تعالیٰ ایسی برکتیں اس میں عطا کرے گا کہ تمہارا گھر راحتوں اور برکتوں کا گہوارہ بن جائے گا!

☆ اسی لیے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ تنگ دستی کی وجہ سے فقر اور غریبی کے ڈر سے نکاح کرنا نہ چھوڑنا بلکہ اس حالت میں اگر تم نکاح کروگے تو اللہ تعالیٰ تمہارے فقر وفاقہ کو فراخی وخوشی حالی میں بدل دیں گے۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ

اِنْ يَّكُوْنُوْا فُقَرَآءَ يُغْنِهِمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ

اگر وہ مفلس ہوں گے تو خدا تعالیٰ انکو اپنے فضل سے غنی کر دے گا اور اللہ تعالیٰ وسعت والا خوب جاننے والا ہے۔

نکاح سے غریبی ختم ہوجائے گی

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے وعدہ کیا ہے کہ غربت اور افلاس کی وجہ سے نکاح کرنا نہ چھوڑنا۔ تم اگر میرے اس حکم نکاح پر عمل کروگے تو اللہ تعالیٰ اپنے فضل ورحمت سے تمہاری فقیری کو امیری سے بدل دے گا اور تمہارے فقر کو رزق کی فراوانی میں بدل دے گا۔ کیونکہ جس ربّ نے تمہیں ایک دو ہونے کی توفیق عطا فرمائی ہے اس نے تمہارے لیے اسباب رزق بھی پیدا فرمائے ہیں جونہی تم رشتہ ازدواج میں منسلک ہوگے۔ اللہ تعالیٰ تمہارے لیے رزق کے دروازے کھول

دے گا۔

فضائل نکاح رسول ﷺ اللہ کی نظر میں

حضرات گرامی: اب تک میں نے آپ حضرات کے سامنے ارشاداتِ ربانی پیش کیے ہیں جن سے نکاح کی اہمیت وضرورت پر روشنی پڑتی ہے اب میں چاہتا ہوں کہ آپ ک ذرا مدینے لے چلوں اور سرکارِ دوعالم ﷺ کے ارشادات عالیہ سے بہرہ ور کروں اور سرکارِ دوعالم ﷺ کی زبانی بتاؤں کہ آپ نے کس طرح اپنی امت کو نکاح کرنے کی تلقین فرمائی ہے!

چنانچہ سرکاردوعالم ﷺ ارشادفرماتے ہیں کہ **من ارادان یلقی الله أطاهره مطهرا فلیتزوج الحرائر (مشکوة کتاب النکاح)**

اللہ تعالیٰ سے جو شخص پاک صاف ملنا چاہے اس کو شریف عورتوں سے شادی کرنی چاہیے!

اس حدیث میں سرکاردوعالم ﷺ نے نکاح کی ترغیب کے لیے معجزانہ انداز اختیار فرمایا ہے ارشادفرمایا کہ وہ شخص طاہر ومطہر ہوکر پیش ہوگا جس نے دنیا میں ایک شریف عورت سے نکاح کر کے زندگی کے شب وروگزارے ہوں گے اس کی خلوتوں جلوتوں میں طہارت کی جھلکیاں پائی جائیں گی۔عفت وپاکبازی ایک ایسا سرمایہ ہے جو اللہ کے ہاں نہایت مقبول ومحبوب ہے!

نکاح نصف ایمان ہے

سرکاردوعالم ﷺ نے ارشادفرمایا کہ **اذ اتزوج العبد فقد استکمل نصف الا یمان (مشکوٰة کتاب النکاح)**

بندہ نے جب شادی کرلی تو اس نے نصف ایمان پورا کرلیا۔

رسول ﷺ نے خود شادیاں کیں

سرکاردوعالم ﷺ نے ایک موقع پر ارشادفرمایا کہ **اتزوج النساء فمن رغب عن سنتی فلیس منی (بخاری باب ترغیب النکاح)**

میں خود شادی کرتا ہوں پس جو میرے طریقہ سے اعراض کرے وہ مجھ سے نہیں!

کسے معلوم نہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے گیارہ شادیاں کی ہیں اور آپ کی ازواج مطہرات نے

آپ کے مشن کو آگے بڑھانے میں بہت قربانیاں دی ہیں۔

آپ نے فرمایا ہے کہ **خیر کم خیر کم لاھله**

تم میں سے بہترین شخص وہ ہے جو اپنی بیوی کے لیے بہترین سلوک کرنے والوں میں سے ہو گا!

جب سرکار دو عالم ﷺ نے نکاح کیے ہیں اور آپ نے گھریلو اور متاہل زندگی گزاری ہے تو ہمارے لیے رسول اللہ ﷺ کی ذات اسوہ حسنہ ہے ہمیں جعلی راہبوں اور بہروپیوں سے دامن بچا کر رسول اللہ ﷺ کے نقش پا کو اپنانا چاہیے!

نیک بیوی بہترین سرمایہ ہے

سرکار دو عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ

الدنیا کلها متاع وخیر متاح الدنیاا لمراۃ الصالحة (مسلم باب وصیته النساء)

پوری دنیا متاع ہے اور بہترین متاع نیک بیوی ہے۔

نکاح کے لیے نبوی ﷺ ترغیب

سرکار دو عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ **یا معشر الشباب من استطاح منکم الباء ۃ فلیتز وج فانه اغض للبصر واحصن للفرج (مشکوٰۃ و بخاری)**

ترجمہ: اے نوجوانوں کی جماعت تم میں سے جو اسباب مقاربت پر استطاعت رکھتا ہے اس کو چاہیے کہ وہ نکاح کرے نکاح آنکھ اور شرم گاہ کی ناجائز تجاوز کے لیے پہرے دار ہو گا!

حضرات گرامی! قرآن پاک احادیث رسول اور سنت رسول کے عظیم الشان ذخیرے سے آپ حضرات کے سامنے نکاح اور اس کی اہمیت و فضائل کو نہایت تفصیل سے بیان کیا ہے تا کہ آ]پ کو معلوم ہو جائے کہ نکاح کر کے کس قدر فوائد اور بن نکاح کے کس قدر رزائل کا سامنا کرنا پڑے گا۔ میری دعا ہے کہ مولیٰ کریم زندگی کے ہر گوشے کی طرح نکاح والی زندگی بھی سنت رسولؐ کے مطابق اپنانے کی توفیق نصیب فرمائے تا کہ دین و دنیا میں خدا اور رسول کے احکامات پر عمل کی توفیق نصیب ہو جائے! آمین

بسم اللہ الرّحمٰن الرّحیم

مسلمانوں کا قتل کرنا بدترین گناہ ہے

نَحْمَدُہ وَ نُصَلِّی عَلیٰ رَسُوْلِهِ الْکَرِیْمِ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُبِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْم. بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم

وَمَنْ یَّقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا فَجَزَآؤُهٗ جَهَنَّمُ خَالِدًا فِیْهَا وَغَضِبَ اللّٰهُ عَلَیْهِ وَلَعَنَهٗ وَاَعَدَّلَهٗ عَذَابًا عَظِیْمًا (سورہ نساء)

ترجمہ: کسی مسلمان کو جان بوجھ کر قتل کرنے کی سزا جہنم ہے جہنم میں ہمیشگی اللہ کا غضب اللہ کی اس پر لعنت عذاب الیم جو اس کے لیے تیار کیا گیا!

حضرات گرامی! آپ دیکھ رہے ہیں اور سن رہے ہیں کہ آج شہر شہر نگر نگر قتل و غارت گری کا بازار گرم ہے خون مسلم اس قدر سستا ہو چکا ہے کہ لوگوں کو گاجروں اور مولیوں کا طرح کاٹا جا رہا ہے ملک کے اخبارات اور رسائل قتل و غارت گری کی سرخیوں سے اٹے پڑے ہیں۔ باپ بیٹے کو قتل کر رہا ہے تو بیٹا باپ کو قتل کر رہا بھائی بھائی کی گردن کاٹ رہا ہے معمولی معمولی باتوں پر قتل کرنا ایک مشغلہ بن چکا ہے معاشرے میں اس کی وجہ سے شدید کشیدگی ہے کچہریاں اور جیلیں آباد ہیں۔ معاشرے سے سکون اور اطمینان سلب ہو چکا ہے چادر اور چار دیواری کا تحفظ ختم ہو چکا ہے۔ قانون نافذ کرنے والے ادارے ان مفاسد اور خرابیوں کا علاج کرنے کے بجائے فساد اور غنڈہ گردی کو تحفظ دے رہے ہیں۔ ان کی ہوس نفس ہے کہ ختم ہونے کو نہیں آتی۔ رشوت ان کے پیٹ کے جہنم کو بھرنے سے عاجز آ چکی ہے اب صرف منبر و محراب ایک مقدس مقام رہ گیا ہے جس سے معاشرے کے اس ناسور کو ختم کرنے کے لیے بھرپور کردار ادا کیا جا سکتا ہے۔ ممکن ہے مسجد کا ماحول قتل و غارت گری کے خلاف موثر کردار ادا کر سکے، اس لیے میں نے آج کا موضوع یہی رکھا ہے کی مسلمان کو قتل کرنا بدترین جرم ہے انشاء اللہ میں اس سلسلے میں قرآن و حدیث کے ان دلائل کو

بیان کروں گا جن میں قتلِ انسانی کے مفاسد اور دنیا و آخرت میں اس کے نتائج کو بیان کیا گیا ہے۔

اس وقت جو آیت کریمہ میں نے آپ حضرات کے سامنے تلاوت کی ہے اس میں اللہ تعالیٰ نے مومن کے قتل کرنے والے کو مندرجہ ذیل سزاؤں کا سزاوار ٹھہرایا ہے۔

☆ قاتل کی سزا جہنم ہے اور وہ ابدی ہے۔

☆ قاتل پر اللہ کا غضب نازل ہوگا۔

☆ قاتل پر اللہ کی لعنت اور پھٹکار پڑے گی۔

☆ قاتل کو آخرت میں دردناک عذاب دیا جائے گا۔

خطیب کہتا ہے

☆ ہر شخص کی آرزو ہے کہ جہنم سے بچے اور جنت میں جائے۔

☆ ہر شخص کی آرزو ہے کہ خدا کے غضب سے بچے اور اس کے کرم سے بہرہ ور ہو۔

☆ ہر شخص کی آرزو ہے کہ خدا کی لعنت سے بچے اور اس کی رحمت کا مستحق ہو۔

☆ ہر شخص کی آرزو ہے کہ خدا کے عذاب سے بچے، اس کی مغفرت کا سزاوار ٹھہرے۔

یہ تمام چیزیں یہ تمام انعامات یہ تمام اعزاز تب نصیب ہوں گے۔ جب منشائے خداوندی کے مطابق قتل مومن سے گریز کرے اور احترام انسانیت احترام آدمیت کا روادار ہو!

اس آیت کریمہ سے یوں معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے تمام غصے اور عتاب اس شخص پر نازل ہوں گے جو قتل مومن کا ارتکاب کرے گا۔ **اعاذنا اللہ تعالیٰ.**

قاتل کو دوگنا عذاب ہوگا

قرآن پاک میں ارشاد فرمایا گیا ہے کہ:

وَالَّذِيْنَ لَا يَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ وَلَا يَقْتُلُوْنَ النَّفْسَ الَّتِیْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ وَلَا يَزْنُوْنَ. وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِکَ يَلْقَ اَثَامًا يُّضٰعَفْ لَهُ الْعَذَابُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَيَخْلُدْ فِيْهٖ مُهَانًا (سورہ فرقان)

ترجمہ: جو لوگ اللہ کے ساتھ کسی دوسرے معبود کو نہیں پکارتے اور کسی محترم جان کو بغیر حق شرعی

کے قتل نہیں کرتے اور زنا نہیں کرتے، اور جو ایسا کرے گا جہنم میں اثام کا طبقہ ملے گا۔ قیامت کے دن دگنا عذاب ہوگا۔ ہمیشہ عذاب رہے گا ذلیل کیا جائے گا۔

اس آیت کریمہ میں بھی قاتل کے لیے صراحت کے ساتھ ان سزاؤں کا فیصلہ سنایا گیا ہے کہ

☆ قاتل کو جہنم میں بدترین مقام دیا جائے گا۔

☆ قاتل کو دوہرا عذاب دیا جائے گا۔

☆ قاتل ہمیشہ کربناک عذاب میں مبتلا رہے گا۔

☆ قاتل کو ذلیل کیا جائے گا۔

گویا کہ قاتل کو تمام رسوائیوں اور ذلتوں کا سامنا کرنا پڑے گا۔ کیونکہ اس کا کسی مسلمان مومن کو قتل کرنا اس قدر بھیانک جرم ہوگا کہ اسے کسی رعایت کا مستحق نہیں سمجھا جائے گا۔ اور اللہ تعالیٰ کی نگاہ غضب کا شکار ہو جائے گا۔

قتل مومن اپنے آپ کو قتل کرنا ہے

قرآن پاک میں ارشاد فرمایا ہے کہ

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَاْكُلُوْۤا اَمْوَالَكُمْ بَیْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ اِلَّاۤ اَنْ تَكُوْنَ تِجَارَةً عَنْ تَرَاضٍ مِّنْكُمْ وَ لَا تَقْتُلُوْۤا اَنْفُسَكُمْ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِكُمْ رَحِیْمًا (سورہ نساء)

ترجمہ: اے ایمان والو! سوائے ایسی تجارت کے جو آپس کی خوشنودی سے ہو کسی برے طریقے سے آپس کے مال کو نہ کھاؤ اور تم ایک دوسرے کو قتل نہ کرو بلاشبہ اللہ تعالیٰ تم پر بڑا مہربان ہے۔

خطیب کہتا ہے

اسے آیت کریمہ میں قرآن حکیم نے وَلَا تَقْتُلُوْ اَنْفُسَكُمْ۔ کا عجیب طرز بیان اپنایا ہے!

☆ کیونکہ کسی شخص کا قتل گویا کہ اپنے آپ کو قتل کرنا ہے۔

☆ کیونکہ جو شخص کسی کو قتل کرے گا وہ اس کے بدلے میں خود بھی قتل کیا جائے گا۔

☆ یا تو اس کو عدالت موت کی سزا سنا دے گی۔

یا مقتول کے وارث اسے موقع ملتے ہی قتل کر دیں گے۔

☆اس طرح قتل کا ایک لامتناہی سلسلہ شروع ہو جائے گا۔

☆اس سے بچنے کا آسان طریقہ یہی ہے کہ اس راہ کو ہی چھوڑ دیا جائے جو کسی مسلمان کو قتل کرنے کی طرف لے جاتا ہو!

☆ان اسباب کا ہی قلع قمع کر دیا جائے جو بالآخر قتل مومن کی راہ ہموار کریں!

معاشرے کا بنیادی فساد اسی سے شروع ہوتا ہے ایک قتل ہوگا تو اس کے بدلے میں بیسیوں قتل ہوں گے اور یہ سلسلہ سینکڑوں خاندانوں کو تباہ و برباد کر دے گا۔

قرآن پاک نے نہایت بلیغ انداز سے قتل کے نتائج سامنے رکھ دیے، تاکہ کوئی شخص ایک قتل کرنے سے پہلے سوچ کہ اس سے ہزاروں فتنے جنم لیں گے اور خود قاتل اپنے کھودے ہوئے کوئیں میں گر کر تباہ برباد ہو جائے گا۔

قاتل تمام انسانوں کا قاتل ہوگا

قرآن حکیم نے اس سلسلے میں نہایت ہی بلیغ انداز سے اس حقیقت کو بیان فرمایا ہے کہ

مِنْ اَجْلِ ذٰلِکَ کَتَبْنَا عَلٰی بَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ اَنَّهٗ مَنْ قَتَلَ نَفْسًا بِغَیْرِ نَفْسٍ اَوْ فَسَادٍ فِی الْاَرْضِ فَکَاَنَّمَا قَتَلَ النَّاسَ جَمِیْعًا (مائدہ)

ترجمہ: (قابیل و ہابیل کے شنیع واقعہ اس کی سزا کے ذکر کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں) اس وجہ سے ہم نے نبی اسرائیل کے پاس احکام میں یہ لکھ دیا ہے کہ جس نے کسی جان کو بغیر جان کے بدلے اور زمین میں فساد کرانے کے بغیر قتل کیا تو گویا اس نے تمام لوگوں کو قتل کر ڈالا اور جس نے ایک جان کو بچایا تو اس نے آدمیوں کو زندہ کیا۔

خطیب کہتا ہے

معاشرے کی اصلاح کے لیے اسلام کے نظریہ اصلاح سے بہتر کوئی نظریہ نہیں ہے!

☆اسلام کا اصلاحی نظام جرائم کی روک تھام کے لیے آج بھی نہایت موثر کردار ادا کر سکتا ہے

!

☆اسلام نے ایک شخص کے قتل کو پورے معاشرے کا قتل قرار دیا ہے۔

☆ اسلام نے ایک شخص کو قتل سے بچانا پورے معاشرے کو قتل سے بچانے کے مترادف قرار دیا ہے!

☆ اسلامی نظام آج نافذ کر دیا جائے تو پورے معاشرے سے قتل و غارت کی گرم بازاری ختم ہو سکتی ہے۔

حضرات گرامی! آپ نے دیکھا کہ قرآن مجید نے کس حکیمانہ انداز سے قاتل کے جرم کو پورے معاشرے کو لپیٹ میں لینے کے مترادف قرار دیا اگر اس پر سرسری سی نظر بھی ڈالی جائے تو نہایت آسانی سے سمجھ آ سکتا ہے کہ جب ایک شخص قتل ہوتا ہے تو اس کے تمام رشتے دار برادری دوست احباب یہ سمجھتے ہیں کہ یہ ہمارے ایک فرد کا قتل نہیں پورے حلقے، خاندان اور برادری کا قتل ہوا ہے۔ وہ اس کے انتقام کے لیے اٹھ کھڑے ہوتے ہیں اور ان کے ساتھ ان کا حلقہ احباب بھی تعاون کرتا ہے۔ اور پھر پولیس انتظامیہ حکومت اور عمائدین حکومت اس پر گہرے رنج کا اظہار کرتے ہوئے اگر انصاف پسند ہوں تو قاتل کی گردن دو بوچنے کی کوشش شروع کر دیتے ہیں۔ اس طرح معاشرے کا ایک عظیم طبقہ ایک قتل کے انتقام کے لیے کھڑا ہو جاتا ہے۔ ظاہر ہے کہ اس جرم سے سب نے صدمہ محسوس کیا اور تمام طبقے انتقام انتقام پکارتے ہوئے پورے معاشرے کو اپنی لپیٹ میں لے لیتے ہیں۔ بستی بستی نگر نگر، محلے محلے، گلی کوچوں میں چاقو، چھریاں، ریوالور، کلاشنکوف اور نجانے کتنے ہی مہلک ہتھیار دیکھتے ہی دیکھتے لہرانے لگتے ہیں۔ قرآن حکیم اسے ہی تمام انسانوں کا قتل قرار دیتا ہے اور اس کے بھیانک نتائج سے بچنے کے لیے معاشرے کے تمام افراد کو تلقین کرتا ہے کہ قتل جیسے ہولناک جرم سے اپنے آپ کو محفوظ رکھا جائے تا کہ پورا معاشرہ اک آتش کدہ نہ بن جائے!

قتل مومن احادیث کی روشنی میں

حضرات گرامی! قرآن مجید نے جس صراحت سے مسلمان کو کسی مومن کو قتل کرنا بدترین جرم اور ظلم قرار دیا ہے اور قاتل کو اللہ تعالیٰ کی لعنت اور غضب نا کیوں کا سزاوار ٹھہرایا ہے۔ اسی طرح سرکارِ دو عالم ﷺ نے بھی خون مسلم بہانے کو نہایت ہی قبیح جرم قرار دیا ہے! اور قتل مسلم کی اس قدر

شدید مذمت فرمائی ہے کہ آپ کے ارشادات سن کر رونگٹے کھڑے ہوجاتے ہیں۔ چنانچہ سرکار دو عالم ﷺ نے اپنے تاریخی خطبہ حجتہ الوداع کے موقع پر صحابہ کرام کے ایک تاریخی اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ

الا انـد ماء کم و امو الکم و اعر اضکم علیکم حرام کحرمة یومکم هذا فـی بـلادکـم هذا شهر کم هذا لا ترجعون بعدی کفارا یضرب بعضکم رقاب بعض.

ترجمہ: یعنی خبردار ہو جاؤ اے مسلمانو کہ جس طرح تم اس شہر اس جگہ اس دن کی حرمت کرتے ہو اسی طرح تم پر تمہارے خون تمہارے مال اور تمہاری آبروئیں ایک دوسرے پر حرام ہیں، خبردار، میرے بعد کافر نہ بن جانا کہ ایک دوسرے کی گردنیں مارنے لگو۔

خطیب کہتا ہے

لا ترجعون بعدی کفارا یضرب بعضکم رقاب بعض

☆ ایک درسرے کی گردنیں کاٹنا کسی مسلمان کا کام نہیں ہوسکتا۔ یہ بغض اور عناد تو کفار سے ہو سکتا ہے۔

☆ دنیائے کفر تو ایک دوسرے کے قتل کو گوارا کرسکتی ہے، مگر دنیائے اسلام اس کا تصور بھی نہیں کرسکتی!

☆ آج کلمہ گو مسلمان اپنے طرز عمل پر غور کریں کہ وہ سرکار دو عالم ﷺ کی ہدایات سے کس قدر دور جانے رہے ہیں جس قدر قتل و غارت میں مسلمان مشغول ہیں شاید ہی کوئی ایسا دوسرا طبقہ موجود ہو!

☆ تمام اخبارات رسائل قتل کی خبروں سے روزانہ بھرے ہوتے ہیں۔ حالانکہ رسول اللہ ﷺ نے مسلمان کی عظمت اور توقیر کو مکہ مکرمہ اور بیت اللہ شریف کی حرمت کے ہم پلہ قرار دیا۔

☆ قتل کرنے والے کو خوفِ خدا کرنا چاہیے اور اسے سوچنا چاہیے کہ اس کا یہ ظالمانہ فعل اس کو مسلم معاشرے سے کاٹ کر کس طرح کافر معاشرے کا حصہ بنا دیتا ہے اور خدا اور رسول اللہ ﷺ

کی نظر میں اس کی رسوائی اور ذلت کو کس طرح یقینی بنادیتا ہے۔ توبہ بھلی!

ہولناک جرم قتل ہے

سرکار دو عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ

لزوال الدنیا اھون علی اللہ من قتل رجل مسلم (مسلم ترمذی)

تمام دنیا کا نیست و نابود ہوجانا مسلمان کے قتل کے مقابلہ میں اللہ کے ہاں آسان ہے۔

خطیب کہتا ہے

اس سے بڑھ کر ہولناکی اور کیا ہوگی؟ کہ تمام دنیا ختم ہوجائے تو گوارا ہے مگر ایک مسلمان کا قتل گوارا نہیں ہے!

☆ معلوم ہوا کہ دنیا کی قیمت ایک طرف اور مسلم موحد کی قیمت ایک طرف۔

☆ پوری دنیا کی اہمیت ایک طرف اور مرد مسلمان کی اہمیت ایک طرف۔

☆ پوری دنیا کی شان ایک طرف اور ایک مسلمان کی شان ایک طرف!

☆ جیو اور جینے دو

☆ قاتلو......تمہارے فساد کی وجہ سے پوری کائنات فساد کا مرکز بن گئی اپنے لیے نہیں تو مخلوق خدا کے لیے ہی رحم کرو اور مسلمان کے خون سے ہاتھوں کو رنگین نہ کرو...... یہ خون اتنا سستا نہیں ہے کہ اپنا رنگ نہ دکھائے۔ بالآخر قاتل کو رسوائی ذلت اور طرح طرح کے مصائب کا شکار ہونے کے بعد عبرتناک انجام کا سامنا کرنا پڑے گا۔

مسلمان کا قتل کفر ہے

سرکا دو عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ

سباب المسلم فسوق و قتالہ کفر. (بخاری مسلم)

مسلمان کو گالی دینا فسق ہے اور قتل کرنا کفر ہے!

محدثین کفر کی شدت کو دور کرنے کے لیے اپنی علمی تعبیرات سے جو جواہرات صفحہ قرطاس پر لائیں مگر اس حقیقت کو انہوں نے بھی بیان فرمایا کہ قاتل کفر کی سرحدوں کے قریب پہنچ جاتا ہے!

قتل مومن کا مرتکب اور معاون جہنمی ہے

سرکار دو عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ

لو ان اھل السموات والارض اشترکوا فی قتل رجل مسلم لا کبھم الله فی النار......

اگر آسمان اور زمین کے رہنے والے ایک مسلمان کے قتل میں شریک ہوجائیں تو اللہ تعالیٰ سب کو دوزخ میں دھکیل دے گا۔

☆ سرکار دو عالم ﷺ کے ارشاد گرامی سے معلوم ہوا کہ نہ صرف قاتل بلکہ قتل کے محرکات میں شریک اور تعاون کرنے والا تدبیریں اور منصوبے بنا کر دینے والا بھی اسی طرح عذاب الٰہی کا مستحق ہوگا جس قدر قاتل اپنے فعل قبیح کی وجہ سے رحمتِ خداوندی کی بجائے لعنت کا سزا وار ٹھہرے گا۔

☆ اس دور کے اکثر قتل منصوبہ بندی سے کیے جاتے ہیں۔

☆ قاتل اپنے ہمراز اور معاون مختلف لوگوں کو بناتا ہے۔

☆ کرائے کے قاتل دولت کے زور پر ہر جگہ حاصل کیے جاسکتے ہیں۔

☆ قانون نافذ کرنے والے اداروں سے سرمائے کے بل بوتے پر قبل از وقت ساز باز کر لی جاتی ہے۔

☆ اس قدر گھناؤنی ناپاک ذلیل سازش کے بعد قتل کا منصوبہ پایہ تکمیل کو پہنچتا ہے۔

☆ سرکار دو عالم ﷺ نے ایسے ہی ناپاک سازشی مجرم ذہنوں کو جہنمی قرار دیا ہے جو ایک مظلوم مسلمان کا خون بہانے کے لیے چند ٹکوں یا دنیاوی مفادات کے پیشِ نظر اس گھناؤنی سازش میں شریک ہوجاتے ہیں۔

☆ معاشرے کے اس ذہنی مریض عیاشی کے رسیا افراد کو غور کرنا چاہیے کہ آخر انہیں بھی ایک دن مرنا ہے اور پھر خدا اور رسول ﷺ کے سامنے جواب دینا ہے اس دنیا کو کیا کرو گے جب یوم حساب قائم ہوگا اور تمہاری گردن عذابِ الٰہی کے احتساب میں ہوگی!

قیامت کے دن قاتل کی پیشانی پر بورڈ آویزاں ہوگا

سرکاردوعالم ﷺ نے ارشادفرمایا کہ

مـن اعان فی قتل مسلم بشطر کلمة لقی الله مکتوب بین عینیه ائس من رحمة الله (ابن ماجه ،بیهقی)

ترجمہ: جس شخص نے مسلمان کے قتل میں آدھے لفظ سے بھی اعانت کی وہ اللہ کی بارگاہ میں اس طرح حاضر کیا جائے گا کہ اس کی آنکھوں کے درمیان پیشانی پر لکھا ہوگا کہ وہ اللہ کی رحمت سے مایوس ہے!

گویا کہ اس کی رسوائی کا سامان کر دیا جائے گا اور عالم پورا اس کی خناثت کو دیکھے گا۔آپ خود اندازہ لگایئے کہ جس کا چہرہ ہی اس کے جرائم کی نشاندہی کر رہا ہو قیامت میں اس کی رسوائی اور ذلت کس طرح آشکار ہوگی اور وہ کس طرح لعنت کا طوق لیے پھرے گا۔(معاذاللہ)

مقتول اپنا خون آلودہ سرلیکر دربارخداوندی میں پیش ہوگا

سرکاردوعالم ﷺ نے ارشادفرمایا کہ

یـاتـی الـمـقـتـول متعلقار اسه باحدیٰ یدیه متلبساقا تله بل لید الا خری تشـخب اوداجه حتی یاتی به العرش. فیقول المقتول لرب العلمین هذا قتلنی فیقول الله تعست ویذ هب به الی النار.

(ترمذی. طبرانی)

ترجمہ: مقتول قیامت کے دن اپنے سرکو اپنے ایک ہاتھ لٹکائے اور دوسرے ہاتھ سے اپنے قاتل کو پکڑے ہوئے آئے گا۔اس کی رگوں سے خون کے فوارے جاری ہوں گے اسی طرح اس کو کھینچتا ہوا تخت خداوندی تک پہنچے گا اور پروردگار سے عرض کرے گا۔اس شخص نے مجھ کوقتل کیا تھا اللہ تعالیٰ کا فرمان قاتل کے لیے صادر ہوگا کہ ہلاک ہوگیا تو اس کو دوزخ میں دھکیل دیا جائے گا۔

خطیب کہتا ہے

☆ عجیب منظر ہوگا جب ایک سر سے خون ٹپک رہا ہوگا اور وہ خون آلودہ چہرہ اور سر

دربار خداوندی میں پیش ہوگا۔

☆ کیا سناٹا نہیں چھا جائے گا اور خوف و ہراس کی فضا نہیں پیدا ہو جائے گی؟

☆ مظلومیت اپنا عجیب رنگ لائے گی۔خون اپنا رنگ دکھائے گا۔

☆ قاتل کو گھسیٹ کر عدالت خداوندی میں پیش کیا جائے گا۔

☆ قاتل کا تو اس ذلت ورسوائی سے لایا جانا ہی اس کا پتہ پانی کردے گا۔

☆ پورا ماحول سراسیمہ ہو جائے گا۔

جلال خداوندی......خداوند قدوس جلال بھری آواز سے فرمائیں گے۔اس کو جہنم رسید کردو!

گویا کہ قاتل کسی رحمت کسی شفقت کسی رحم کی اپیل کا مستحق نہیں ہوگا۔کیونکہ اس نے ایک بے گناہ مظلوم کی زندگی کا خاتمہ کرکے ایک ہنستے کھیلتے خاندان کو برباد کردیا تھا۔اور آج اس کی یہی سزا ہے کہ اسے خداوند قدوس کے قہر وغضب کے حوالے کردیا جائے۔

حضور ﷺ کا کعبے سے خطاب

حضرت ابن عمرؓ ارشاد فرماتے ہیں کہ

رایت رسول اللہ ﷺ یطوف بالکعبة ویقول مالطیب ریحک ما اعظمک وما اعظم حر متک والذی نفس محمد بیده لحرمة المومن عند الله اعظم من حر متک ،ماله ودمه. (ابن ماجه)

ترجمہ: حضرت ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ کعبہ شریف کا طواف فرمارہے تھے اور فرمارہے تھے کہ اے کعبہ کیا ہی اچھا ہے تو اور کیا ہی اچھی ہے تیری خوشبو! تو کس قدر بڑا ہے اور تیرا احترام کس قدر ہے۔قسم اس ذات کی جس کے ہاتھ میں محمد (ﷺ) کی جان ہے کہ مومن کے مال وجان کی حرمت اللہ کے نزدیک تیری حرمت سے زیادہ ہے!

خطیب کہتا ہے

☆ مومن کی قیمت بڑھ گئی

☆ کعبہ

☆ بیت اللہ

☆ اللہ کا گھر

تمام عظمتوں تمام رفعتوں، تمام بلندیوں، تمام سرفرازیوں کے باوجود مومن کے مقام اور منصب سے اونچا نہیں ہوسکتا!

☆ مومن کا دل خدا کی محبت کا مرکز

☆ مومن کا دل خدا کی توحید کا امین

☆ مومن کا دل خدا کی عظمتوں کی خزینہ

☆ مومن کا دل خدا کی رفعتوں کا دفینہ

☆ مومن کا دل اسرارِ الٰہی کا مرکز

☆ مومن کا دل انوارِ الٰہی کا مرکز

☆ مومن کا دل تجلیات الٰہی کا آئینہ

اس لیے

☆ مومن کا قتل خدا کی تخلیقات کے حسین نقشے کو مٹانا۔

☆ مومن کا قتل انوارت ربانی کے مرکز کو ویران کرنا۔

☆ مومن کا قتل دلیل توحید کی توڑنا۔

☆ مومن کا قتل تخلیق ربانی کے شاہکار کو دھندلا کرنا۔ جو کسی طرح بھی پروردگارِ عالم کو منظور نہیں ......اس لیے قیامت کے دن قاتل جہنم بھیج دیا اور خدا کی رحمت کے تمام مراکز سے اس کو دور کر دیا جائے گا۔

حضرات گرامی قرآن وحدیث کی گیارہ دلیلوں سے آپ پر واضح کیا گیا ہے کہ کسی مسلمان کا قتل کرنا اللہ تعالیٰ اور اس کے پیارے پیغمبر کے ہاں نہایت ناپسندیدہ قابلِ مذمت اور بدترین جرم ہے آج کے دور میں جس قدر قتل ہو رہے ہیں۔ اگر منبر ومحراب سے ان کے خلاف آواز اٹھائی جائے اور خدا اور رسول کے احکامات سے بھرپور خطبے اس مضمون کے جمعہ کے اجتماعات میں بیان

کیے جائیں تو انشاء اللہ پورے ملک میں ایک اصلاحی موثر تحریک اٹھ سکتی ہے۔ قاتل کے اس جرم اور اس کی پاداش میں ملنے والی سزا کا تذکرہ کیا جائے تو بہت سے ظلم کے لیے اٹھے ہوئے ہاتھ رک سکتے ہیں اور بہت سے اجڑے ہوئے گھر سکون اور عافیت کا گہوارہ بن سکتے ہیں۔ اخبارات ہفت روزے، مذاکرات اور سیمینارز منعقد کر کے منبر ومحراب کے ساتھ ہمنوا ہو کر ملک میں قتل و غارت گری کے خلاف ایک موثر اصلاحی تحریک پیدا کر سکتے ہیں۔ اس طرح میرے ملک کا ہر باشندہ سکھ کا سانس لے سکتا ہے۔

وَمَا عَلَيْنَا الَّاالْبَلَاغُ الْمُبِيْن